Title - Qaisar-ul-Tawareekh.

Author - Sayyed Kamal Uddin Haidar Hasani Al Hussaini.

Publisher - Munshi Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1896

Pages - 9 + 470

Subject - Tareekh - Awadh

(۱)

جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطانعالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانۂ وزارت مصنوعی وجبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانۂ غدر

مسطور ہین

حسب الایماے صاحب والا شان جناب ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا گیا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھپی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH, VOLUME II.

فہرست مضامین و تذکرہائے تواریخ اودھ جلد دوم

Page	Acct.	Subject.	مضمون	ذکر	صفحه
		CHAPTER III.	باب تیسرا تواریخ اودھ کا		
193	75	Account of the Sepoy Mutiny in India and especially in Lucknow.	ہنگامہ فساد عظیم بلواے ہند و ستان و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست تاجپوشی مرزا برجیس قدر	٧٥	١٩٣
195	76	Attack of Mundyaon Cantonment.	فساد چھاونی منڈیاون	٧٦	١٩٥
200	77	Do. of Shahjehanpore.	فساد شاہجہانپور	٧٧	٢٠٠
205	77	Murder of Captains Hayes and Pheare.	کپتان ہیز صاحب و کپتان فیر صاحب کا مارا جانا	٧٧	٢٠٥
206	78	Munshi Rasool Bakhsh was hanged.	منشی رسول بخش کا پھانسی پانا	٧٨	٢٠٦
208	79	Mutiny at Cawnpore.	فساد کانپور	٧٩	٢٠٨
209	80	Do. do. Lucknow.	فساد خاص لکھنؤ	٨٠	٢٠٩
210	81	Furnitures of the Chief Commissioner's were removed from Kaisarbagh.	چیف کمشنر کا قیصر باغ سے اسباب اٹھوانا	٨١	٢١٠
211	82	Battles of Chinhut and Lucknow.	معرکہ چنہٹ و خاص لکھنؤ	٨٢	٢١١
223	83	Accession of Mirza Birjis Qadar on the Throne.	مسند نشینی مرزا برجیس قدر	٨٣	٢٢٣
228	84	Appointment of Naib Diwan and other Officers.	تجویز نایب دیوان و تقسیم خدمات	٨٤	٢٢٨
230	85	Bailey Guard entrenchment.	بیلی گارد کے مورچے	٨٥	٢٣٠
231	86	Death of Chief Commissioner.	انتقال چیف کمشنر بہادر	٨٦	٢٣١
231	87	Attack on Bailey Guard.	محاصرہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات	٨٧	٢٣١
234	88	Arrival of the Taluqdars and Zamindars for offering assistance.	تعلقداروں اور زمینداروں کا کمک کو آنا	٨٨	٢٣٣
234	89	Muftah-ud-dowlah was called for to pay the balance in his treasury.	طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے	٨٩	٢٣٤
236	90	Account of these Taluqdars and Zamindars, who arrived here, with troops to offer assistance.	زمینداران و تعلقداران ممالک محروسہ مع فوج جو کمک کو آئے	٩٠	٢٣٦
238	91	Taluqdars of Sandia were called for here.	حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈیا	٩١	٢٣٨
239	92	Bahadur Shah's order and arrangement of the committee.	پہنچنا فرمان بہادر شاہ دہلی سے و انتظام کورٹ	٩٢	٢٣٩
240	93	Departure of Birjis Qadar's ambassador to Delhi and his return.	روانگی سفیر سرکاری سمت دہلی و مراجعت لکھنؤ	٩٣	٢٤٠
242	94	Imprisonment of Nawab Monouwar-ud-dowlah and his release.	قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور رہائی	٩٤	٢٤٢
245	95	Mirza Mohammed Taqee Khan, Joseph, &c., were seized.	گرفتاری مرزا محمد تقی خان و جوزف وغیرہ	٩٥	٢٤٥
247	96	Account of Mirza Haidar.	احوال ولیعہد الدولہ مرزا حیدر	٩٦	٢٤٧
247	97	Account of Nawab Mumtaz-ud-dowlah Bahadur.	احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر	٩٧	٢٤٧
248	98	Arrival of British troops from Allahabad and defeat of Nana Rao.	فوج انگریزی الہ آباد سے پہنچنا و ناناراو کا شکست پانا	٩٨	٢٤٨

---:o:---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان مین

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمند صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے ساتھہ داخل محلسرا ہوے بادشاہ کی نعش پر سے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھ کر کسی طرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہان سے گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجیب حالت بے قراری سے برآمد ہوے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوے متصل اشک چشم حق بین سے جاری تھے بے قراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی مین آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسی طرح سے صورت افاقہ گریہ و بکا ہو جاے لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض نہو سکی اس عرصہ مین

امیر الدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بالکنس صاحب اقبال کو آتے ہیں
ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمر بستہ جلوس سواری حاضر ہوئے ۔

حسب اتفاق و سعدین یہ مؤلف کتاب بھی بسلام چھاونی ہندیا ونی میں گیا تھا بمجرد سننے اس
خبر کے دہان سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جائے جس وقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا
جابجا لوگ باتیں کر رہے ہیں جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور بیلی گارد سے گذرا تو
دیکھا کہ شہر اور جابجا امرا اور اہل دربار کی سواریاں خالی کھڑی دیکھیں اوس وقت مجھے یقین ہوا
اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کے
پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دو رویہ سوار اردلی نیزے جانب کے کھڑے ہوئے
پائے اس عرصے میں اوسی ہجوم عام میں سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریزان گردانا
کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجئے میں سب طرح سے حاضر ہوں
اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہیں تو مجھے برسر حق سے اسوقت محروم نہ کیجئے اور جبتک
صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا نہیے اوس نے کہا کون سے نواب نے یہ پیام
بھیجا ہے اور میں کون ہوں جو واسطہ داراسلے امر عظیم کا ہوں اس عرصے میں سوار اردلی کے
گھوڑے بھڑکے لوگ ادہر کے ادہر ہو گئے میں بھی لوارسے ہٹ کر کھڑا ہوا اور وہ شخص
کافور ہو گیا میں سمجھا غالب ہے کہ یہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان
عالیشان کے صاحب اولو العزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہیں اوٹھاتے فی الحقیقت اگر
خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدرات سابقہ آبادیہاں بھی مستحق اور غیر مستحق
دونوں تصور نہ کرتے ۔

القصہ میں دروازے سے ناامید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک
چپراسی دیوان عام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو میں بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا
پھر اوسے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے میں مہاراج بالکرشن کی سواری
آئی تب پھاٹک کھلا میں بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے
آئے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہوئے تھے اور رفیع الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ

اور پھر کھڑکی کو بند کروادیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم میں گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب در دالکشر کو
و کرنل و لکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہیں مہاراجہ بالکرشن سودہ
فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنارہے ہیں یعنی بدولت واقبال نے باعانت وامداد آنریبل
سرکار کمپنی انگریز بہادر دوراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت
اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا مہدی علی خان
حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر خاہی کھڑے ہیں بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ
کی دھوم ہوئی اور دورباش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیوں
اتنا غل مچایا پھر اسی سے ولایتی تلوار لیکر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قریب زینے سے
کھڑے ہوگئے جب بوجہ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیوں سے جنگلہ آہنی
زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوجہ تھے قریب تھا کہ گر پڑیں جب بادشاہ
داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی میں جاکر بیٹھے اور دو دروازے
بند کرنے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھ میں خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر دیکھی
مجھکو مجھسے پوچھا یہ دونوں غلام زنگی کون ہیں میں نے کہا انھیں یہاں رکھیے یہ مہیبان خاص
شاہی عالم عمل علم موسیقی ہیں امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرۂ خلوت ہوے پھر نواب
علی نقی خان تسبیح دردست وظیفہ پڑھتے ہوے کمرے میں چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان
داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی - نواب امین الدولہ نے اوسوقت مفت کرم داشتن خیال
کرکے مجھسے فرمایا کہ میں نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے میں نے عرض کیا
اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد
خلیل الدین خان کو معمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ شاہ نشین مقام قبر
احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران مینڈھو خان میں بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن
صاحب بریگیڈیر چھاؤنی مینڈھو یاون تشریف لائے فقط اونھیں کے آگے ہی کا
انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھیں بھی کمرے میں لے گئے
بعد اسکے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عبائے خاص بر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوئے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوئے مجدالدولہ چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوئے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جیسا
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسینی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باجہ انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوئی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۳۵ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت روان تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسرائے پہلوے بادہ دری ہوے —

صاحب رزیدنٹ نے برگیڈ ریجر کپتان لام صاحب کو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو روز رسوم العام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزی کا کرنل جان بلی صاحب کیوقت میلا آتا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی تعشت سرائے خاص پر گئے متعلقان جنت مکان
سے سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قیصر علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے تھے نواب
مرزا سکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مرگیا ہے انکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا بپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
قدرت بنی سے بیٹھا و منزل مین اوسوقت نقیب آوکیا دولت ہوئی اسیر الدولہ دو جوان اولش لیکر
آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی گھر کا تیسرا بخش ہوا اوس شب
کو ابر غلیظ ہر طرف گھر رہا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تاکہ سچار باغ تک عجب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی اور شہر سے کسیکی آواز بھی نہین آتی تھی نے کتونکی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہر کیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین نہ ملا سوائے ناکہ کے سپاہی سے اونسے تو البتہ گفتگو کا غرض یہ آثار اور علامت حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امرا جہلم کی جہت سے اپنے خیمے مین بیٹھے مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کردیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ سیف الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا و ارا سطوت نے نذر دی اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرما کے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشئیع جنازے کو گئے، جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر باد بہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوکے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد للہ اعلی حضرت قدر جیع الحق علے مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسولؐ ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمدؐ و آلہ رعایا و برایا سب کو قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ھ ہجری مطابق ۱۲۲۱ فصلی و ۱۸۲۲ء و ۱۲۲۹ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد ۱۸۷۸ساون سدی ۱۲ روز منگل ۵۸ گھڑی ۳۹ پل چھاچھتر ۳ ۔ گھڑی ۲۳ پل اندر جوگ

سنبلہ ۱
میزان راس ۲
اسد ۱۲
عقرب ۳
سرطان ۱۱
قوس ۴ مریخ
جوزا
جدی ۵ قمر
حوت ۶
ثور مشتری ۹
دلو عطارد ۷
آفتاب زحل زہرہ
ذنب حمل ۸
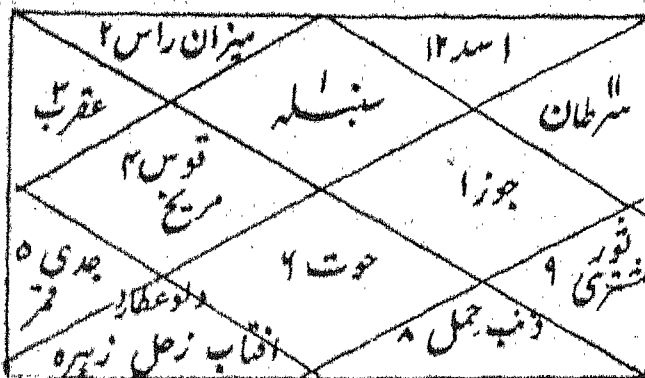
طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۷ ۔ خانہ محل و بال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ ۔ خانہ دشمن و جنگ و خوف و نفع و غلبہ اعدا برج دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن و افسونگری و حیلہ جوئی و دروغگوئی و مکاری اوسکی زحل آفتاب دشمن ہے نصارا او شاد اتالیق بادشاہی اوسکی دلیل یہ ہی کہ بادشاہ سے خصومت ہوا دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست و سعادت ۔

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص حسب منشا شمشیر ہوئے آئندہ امیدوار فضل و کرم شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔

الغرض ۱۵ دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق رہی بعد اسکے شہنشاہ منزل میں تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بمیں سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہاں صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہی بڑے لیفٹیننٹ صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آباے کرام کے وہیں تشریف رکھیے تو بہتر ہے اسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہاں کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپکے خلاف بھی نہیں۔ بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان و امراکو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش میں حاضر ہوا کریں میں بھی وقت خاص پر آیا کرونگا۔

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص درِ دولت پر دولتخانہ قدیم میں حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کبھی دن تک سواری میں دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ میں جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے میں داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اوپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکاروں کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا۔

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی میں صحبت چاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمی سے

۱ — خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر بعذر مصروع۔

۲ — ابو الحسن فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر۔

۳ — ابو النصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر۔

۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔	
۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔	
۶۔ صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔	اختر محل
۷۔ جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔	
۸۔ محمد علی۔	معشوق محل
۹۔ مرزا برجیس قدر۔	نواب حضرت محل
۱۰۔ قمر احسن مرزا۔	مہدی بیگم صاحبہ
۱۱۔ قمر قدر مرزا۔	
۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔	فخر محل
۱۳۔ مرزا آسمان جاہ۔	رشک محل
۱۴۔ قمر احسن مرزا	واجد محل
۱۵۔ قمر احمد مرزا حجاہ علی بہادر۔	معشوق محل
۱۶۔ مرزا محمد جوگی بہادر۔	جہان پناہ محل
۱۷۔ مرزا محمد جلال بہادر۔	صدر محل
۱۸۔ قمر حسین مرزا بابر بہادر۔	اکلیل محل
۱۹۔ بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔	عیش محل
۲۰۔ مرزا کام بخش بہادر۔	الفت محل
۲۱۔ روشن گہر مرزا قاسم علی بہادر۔	حور محل
۲۲۔ مرزا مسعود علی بہادر۔	شاہ نواز محل
۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔	دل افروز محل
۲۴ فرخ مرزا ابوتراب بہادر۔	نونہال محل
۲۵۔ مبارک مرزا اعلی بہادر۔	ہمایون محل
۲۶۔ اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔	تابان محل

۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰۔ سرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزاد محل
۳۲۔ ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگالہ محل
۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	دلاویز محل
۳۸۔ دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر	مبارک محل
۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱۔ شہر آرا نواب کبرے بیگم	سلیمان محل
۲۔ صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ مہر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم	نواب بیگم
۶ تمکین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	رشیدا محل
۷ دہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سرو سہی

نمبر	نام	محل
۸	نواب سریہ آرا بیگم	خاقان محل
۹	زینت الملک نواب صغرا بیگم	معشوق محل
۱۰	تاج آرا نواب صبیبہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱	مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم	سلطان محل
۱۲	حکم آرا نواب شہربانو بیگم	جہان پناہ محل
۱۳	نزاکت آرا نواب مہدی بیگم	سرفراز محل
۱۴	محفل آرا نواب معصومہ بیگم	صنوبر محل
۱۵	محمل آرا نواب کستر صادق	صدر محل
۱۶	منزلت آرا نواب رقیہ بیگم	محبوب محل
۱۷	عزت آرا نواب طیبہ بیگم	نجم محل
۱۸	حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	عیش محل
۱۹	ملک آرا نواب عابدہ بیگم	عمدہ محل
۲۰	بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم	بوٹا محل
۲۱	بزم آرا نواب سکینہ بیگم	منصو محل
۲۲	رزم آرا نواب خدیجہ بیگم	منصور محل
۲۳	شرف آرا نواب کنیز تقی بیگم	حسن محل
۲۴	مرتبہ آرا نواب مہدی بیگم	ملکہ سیمتن
۲۵	شکوہ آرا نواب شیدا بیگم	اعلےٰ محل
۲۶	گوہر آرا نواب نیک بخت بیگم	حسن محل
۲۷	یکا آرا نواب کنیز جعفری بیگم	حضرت محل
۲۸	بدر آرا نواب اکبری بیگم	خوشخصال محل
۲۹	شہر آرا نواب حسنی بیگم	مبارک محل
۳۰	سلطان آرا نواب بوتی بیگم	صاحبزادی جرنیل صاحبہ

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادی بیگم -	بادی محل
۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم	مرغوب محل
۳۳ - زکیہ بانو بیگم	بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیاں ہیں - جملہ ہیں

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خدا داد سے نہ تھے۔ مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے - اللہم زد ولا تنقص -

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ
رقم سازم ز آشوب زمانہ

برائے بندگان خاص داور
رسد آلام روحانی مقرر

غم و رنجے کہ در عالم عیان است
پئے مومن برائے امتحان است

نمائم شرح این اجمال اکنون
برنگ مثنوی و طرز موزون

بعہد بادشاہان اکثر اوقات
بملک ہند شد نیکو نہ آفات

پس از فرخ سیر از دست دشمن
بہر یک حال سادات ہست روشن

مگر بود آنہمہ از قہر یزدان
مکافاتے ز خون بادشاہان

بعہد آصفی مختار دولہ
شدہ مقتول غضب در اثناء وہ

بود اسباب قتل او نمودار
بظاہر جرم و بدخواہی سرکار

شدہ ہنگامہ اکثر امیران
بدہلی ہمچنین بعہد نجف خان

ہر یک بود دعوائے ریاست
باین اسباب شد بغض و عداوت

ازین ہنگامہ از ہر ہر یک
نبود در دہ و حقے بود بے شک

مگر در لکھنؤ از جور گردون
نباشد فتنہ ایسے وجہ اکنون

کہ از نیرنگی گردون دون آہ
عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدوله دستور معظم
وزیر باکرم ثانی رستم

بحسب عادتِ خود صبحگاهان
روان شد از پی مجرای سلطان

بدر گنجینه هنگام رفتار
شده همراه معدودی جلودار

بظاهر پنج شش کس از سواران
بجز سید همه زنهار میدان

یکی نامرد عیسی لنگ پا بود
نجف نام شریر و بی حیا بود

دگر در مذهب خود بوده ارشد
خلاف مسلکِ آل محمد

سوم مشهور هر برنا و پیر است
جوان خوب نامش شاه میر است

چهارم بود سید میر میدان
شهید و عاشق شاه شهیدان

علی او را همیشه در امان داشت
چو فرزندان خود مانند جان داشت

پیاده چند کس از خاص بردار
بدست هر یکی برق شرربار

یکی سرگروه آنها برهمن
هولاس اسم بدل مانند بهمن

غرض گنجی بیامد در روانی
بنزد مسجد ملکه زمانی

همانجا چار کس از بد معاشان
بباطن کافر و ظاهر مسلمان

یکی فضل علی و دیگر اکبر
دو کس دیگر تفضل نام و حیدر

بهم هر چار کس کردند فریاد
که بر ما بیکسان گردید بیداد

ستم از مردمان راج پلٹن
کمیدان بی سبب گردیده دشمن

مراد آسته از جنس پیاده
ز تنخواهم بما دامی نداده

شنید این ناله چون نواب ذیجاه
ازین فریاد هر یک گشته آگاه

به فطرت رحم و عدل و بذل اشفاق
عنان در کشید از روی اخلاق

که ناگه چون سگ آن سگها دویدند
همه تا زینهٔ گنجی رسیدند

هولاس آن چاکر گنجی بیک بار
زده یک ریسمان بر آن سیه کار

بجای جرأت نموده آن دلاور
دگر شمشیر زد بر دست چاکر

یکی زان چار کس بندوق سر داد
برفته گله بندوق بر باد

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب ‌ ‌ بهگبهی رفت بهر قتل نواب

دران هنگامه دستور معظم ‌ ‌ که در جرأت بود ثانی رستم

بزد دستی بر آن نامرد ناپاک ‌ ‌ که او از صدمه اش افتاد بر خاک

به همراهش باقبال خدا داد ‌ ‌ برو سینه اش نواب افتاد

بسان ابن ملجم دیگری آه ‌ ‌ بزد ضربت بروی پشت ناگاه

یکی دانست کان نواب ضرغام ‌ ‌ رسانده کار افتاده باتمام

هراس آن وقت کار شیر نر کرد ‌ ‌ که بر نواب خود خود را اسیر کرد

قرابینک دگر یک بار سر داد ‌ ‌ که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد

بضرب گله فوراً گشت بیجان ‌ ‌ ز جرأت لیکن او با نفس شیران

شده بر قاتل خود حمله آور ‌ ‌ زده یک زخم شمشیر آن دلاور

پس انگه بر زمین از پا در افتاد ‌ ‌ تصدق گشت و بر نواب جان داد

سوارانی که اول گشت مذکور ‌ ‌ ز خوف جان خود گشتند مفرور

شنیدم شاه سپر آن دم مکرر ‌ ‌ ز بیم جان آقا گشته مضطر

باین الفاظ کرد آه و ناله ‌ ‌ که از جان می رود نواب واله

یکی بر دست آن مرد خراری ‌ ‌ زده شمشیر بهر یادگاری

دران هنگامه لیکن سید پاک ‌ ‌ بسان شیر نر بوده غضبناک

ز بس شمشیر پیش نوکرش بود ‌ ‌ تلاش نوکر و شمشیر بنمود

بلاچاری بیامد از سر زین ‌ ‌ نموده حمله آن مرد خوش آئین

دو کس را چند با مشت و لگد زد ‌ ‌ پس انگه دفعتاً دریادش آمد

که دارم کارد زیب کمر هم ‌ ‌ کشیده از کمر از همان دم

بدشمن می زد آن کارد چو شیران ‌ ‌ شده زخم کارد آن مرد میدان

بحفظ حربه چون باشد سپر دست ‌ ‌ رسیده چار زخم تیغ بر دست

روان شد شل دریا خون سید ‌ ‌ شده جسم قامت موزون سید

بدل چون سبے سلامے نقش بربست
چو شد نواب بے یاور و مددگار
ولیکن از زبان بد شقاوت
کہ اے نواب مثل دلاور
ترا اصلا خیال ظلم من نیست
درانحالت وزیر از روی جرأت
اگر دارید قصد کشتن من
نمایم لیک در اندک زمانے
اگر باشد طلب دیگر شما را
رسانم تا کہ آن مطلب بانجام
چو از کردار خود شرمندہ بودند
کہ اے بحر کرم رائے مبادا
چنین کس را اگر سازیم بیجان
ز تو خواہیم اے نواب والا
پس آنگہ گفت آن نواب ذیجاہ
ازین ہنگام جائے بردہ ما را
پس آن سگسار راہ پاس آداب
وزیر آنگہ ہر یک این صدا زد
نبرد دشت اثر را چون شنیدند
بیکدم در جہان ہنگام شدت
فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار
بجانبازی ہمہ بودند موجود
اگر حفظ من دل خستہ خواہید

زدہ تکیہ بہ دیوار پشت و بنشست
نمودہ آن سگان او را گرفتار
بسے کردند اقرار شجاعت
ندیدم در جہان اللہ اکبر
ز جرأت ہر جبین تو شکن نیست
چنین فرمود با اہل شقاوت
نمودم صبر اینک تیغ و گردن
بہ عالم از شما ہرگز نشانے
کنید از راہ خود آگاہ ما را
ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
بہ پاسخ از خجالت لب گشودند
بہ عالم نیست مثل تو بہادر
نباشیم از گروہ مرد میدان
امان جانہائے خویشتن را
مناسب نیست شورش در گذرگاہ
ز من سازید اطمینان خود ہا
نشانید در دو کان قصاب
کہ بینیم ہیچ کس اکنون نیاید
امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند
بیامد ہر یک از ارکان دولت
شدہ ہنگامہ محشر نمودار
دمے با ہر یکے نواب فرمود
بہ پیش ما کنون ہرگز نیائید

امیرالدوله چون بود نزد نواب
بگفتا با یکی زان بد معاشان
اسیر اهل ایمان است نواب
زیاده رحم او نما او رهانید
کلام من اگر سازید یاور
هم از روی حلف سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نمایند از زبان خود چو اقرار
همانم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند ز نیا رزیڈنٹ
پس انگه صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بخیه گر یا شد اجازت
بگفته آن همه بیمار بهتر
یکی بخیه زنی از توپ خانه
زده چون بخیه با در زخم نواب
دوسه بار آب خاصه نیر طبیب
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفت داکتر هم
رزیڈنٹ آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجای پیش خود ما را نشانید
دهم پیغام ما از قصه زر
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده یا چند صاحب
همه از روی دانش پا کشیدند
بر فرش اولا تنها رزیڈنٹ
ز دشمن پرسشش وجه السبب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آیین شرافت
همان دم آمده از لطف داور
که بود آن شخص او استاد زرباب
شده نواب را بس خواهش آب
بجوش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
ز یک کار دگر گفتن نه گویم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دولتخانهٔ خود می نشانم

زیر مقبوله سهم محمول فیلان
شوید اکنون سوار فیل باز
عرض نواب را صاحب ریذ نید
مع ڈرتار زبد سنخے تیر ده
سوار پالکی خس گشته نواب
بید دلتنگ شد از اقبال شاهی
پس از دو روز گشته رو بکاری
بهم آن سیه کاران نظر کرد
شده آن جمله بیرون گشته محبوس
بگر جرم همه نواب ذیجاه
ولیکن بیشتر زان باغی شهر
ز خون وارثان خویش و ناگاه
بجرم سابقه در بند زندان
بهر یک جرم شان گردید ظاهر
وزیر اعظم از راه عنایت
ز راه رحم و با الطاف بیحد
خدا نواب را دارد سلامت
با فضال خدا نواب والا
زبس از تیغ کین مجروح بوده
شده در عرصهٔ یک ماه کامل
بهر یک خلعت و زر شد عنایت
بروز غسل صحت یک یک ماه
عطا شد خدمت شاه پر زر

طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آورد از دل شکر ادهم
چو پشت فیل اعدا را فشانید
بسر هنگان انگریزی سپرده
روان شد مثل خورشید جهانتاب
بیامد از عنایات الٰهی
بحمد الله که از تائید باری
ز کوٹھی صاحب آنها رها کرد
زجان خویشتن بودند مایوس
ز راه مرحمت بخشیده شد هر
شده زین گونه چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت ناله و آه
شدند از حکم شاهی پا بجولان
ولیکن ره بکاری بست دائر
برآنها مے کند اتمام حجت
طعام خاصهٔ خود مے فرستد
برای بندگان است آب رحمت
رها گردید چون از شیر ابحلا
علاجش داکتر صاحب نمود
شفا از جمله مکروهات حاصل
برسم تهنیت شد جشن عشرت
چو آمد میر پابوس شهنشاه
بجنس پالکی و لعل و گوهر

نواب مدار الدولہ علی نقی خان

ALINAQUIKHAN

نمبر ۳۵

زتشریف وزارت گشت افزود — زرخت ریشمی اشیاے معدود
زرہ خود و کمان و دو استانہ — دگر چار آئینہ ہم رستمانہ
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت — نمودہ جملہ مختار ریاست
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ — شدہ زینگونہ الطاف شہنشاہ
پرورش گشتہ شد این احمد پیر — کہ دارد شہرتے در فن تحریر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ — کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
گدائی نیست ہرگز عادت او — بہ پیری شد پریشان حالت او
سعید الدولہ او را پیش ازین آہ — نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
شہ جنت مکان از روی اعجاز — نمودش زندہ ہم گردش سرافراز
کنون از رحمت نواب عالی — شدہ شامل بامید بجالی

براے چارہ معصوم او را
دوبارہ زندہ کن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نہتی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمانہ ماضیہ از سر نو پیدا ہوی چند روز امین الدولہ کی صحبت سے گذرے تو نواب نے حسب فہمایش و صلاح وکیل اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھکر بعد جلوس بادشاہ اوسکے دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کیواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیرخواہی زمان ماضیہ کی سب جاتی رہے بادشاہ جس شخص کو چاہین مین اوسے تجویز کرین اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پہنادون آئندہ اگرحسن خدمت سمجھین تو جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے مقرر فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب سمجھ ثابت ہے کہ بادشاہ بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہبنیگی بڑے صاحب نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتداے وقت مین تم کنارہ کش ہوجاؤگے ہمارے نزدیک خلاف تمھاری قدامت وخیرخواہی زبان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ فقط بادشاہ کو تمھارا پاس حفظ مراتب وشنوائی نیک وبد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم ازراہ مآل اندیشی عذر کرتے ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک دیکر سمجھاینگے چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشروحاً سب طرح کے نشیب وفراز سے سمجھایا بادشاہ نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری وخیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے ایسے کلام سنے مطمئن ہوے اور نواب کی بہر صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکۂ آفاق اور نواب ملکۂ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹا کر دوسری صورت کیا چاہتے ہو دوسرا ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگالیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوگئے مگر یہ سب باتین ظاہرداری کی تھین باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب وصدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ ریکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب خودرائی وخودپسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی۔

خلاصہ یہ چندروز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ یہ تاکید شدید جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے مگر در پردہ اس تصور سے امور خلاف دنا گوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھین موقوف کر کے امیر الدولہ میر مہدی کو یہ تیجے انکے دماغ مین بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال وفور محبت سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر باروزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے ثمر الفت کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک معبد ہنود جو اونکے مکان کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہو گیا اور لوگ مستغیث در دولت بادشاہ و رزیڈنٹ پہ پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم نظر بندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ وقائم بوزارت ہوے تھے صادر ہوا دس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی یاوری اقبال سے سبت سے اسباب بیرونی واندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کی بیپایہ اعتبار مین نہ تھی ہرچند انھین ازراہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بیحقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہو گیا تھا بلکہ واسطے کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو دوسو کا درماہہ تمہارے واسطے ہوجائیگا تقدیر او سپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمہارا ہو جائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان نے زمان حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوے ہین اونھون نے کہا پس تم سجدہ شکر بجالاؤ اسکا انجام ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ مین ملاقات اپنے ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہین لگتی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اِن جستجوی تمام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن نتیجہ
اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی
خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ - شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق
۹ - جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت قدری سی باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے
سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چار وناچار بموافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ
مہاراج بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے
مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونکو جانے مین کچھ کٹ کیا دوبارہ پھر طلب
ہوئی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپ کے ساتھ جاتے تھے اِس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست
ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے
شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون -
بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا
کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب
تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید
خصوص اِس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اِس جہت سے اوسیدن کے خلعت مین تامل
ہوا مگر صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمنے بادشاہ سے کہنا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے
یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے
اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی فرمابنری نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت
امور واجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکار لی تھی اونھین
ہمینت سبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے - فی الحقیقت صاحبان
عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا - بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے -
غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروفیت کار دوبارہ ہوکے پھر

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ شش زبان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہوا اونکی پیشدستی کا
انھین خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سرگیون سے
بہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا اثابت الدولہ دبانج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ ابھی جاکر اوس دہرہ کو جو سراوگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھدوڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا کے
عظیم تمام شہر مین ہوجائے یہ دہرہ جو ہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہوکر بڑے صاحب کے پاس
فریاد کو چھاونی منڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب رائے جوہری
کار پرداز نواب تھاڑ بیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کردی یہ شعلہ
جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہگیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ
آیا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب لیکئے کہ یہ امر
مانگی ہی بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین
بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ نے زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ - شہر شعبان ۱۲۶۳
مطابق ۵ اگست ۱۸۴۷ء ۲۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا
رکن رکین خلافت وجہانداری اقتضاد سلطنت وشہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
الخاقان ملہند السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکۂ دشمن گاہی
مساعد یکرنگی وصفا ناہج مناہج صداقت ووفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
قوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ
خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً اور تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے
برتی ہوئی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی میر ...

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر حقیقی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوئی مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کامین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سرا کو خدمتین عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وہاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقۂ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتم سے گذر گیا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہے اور مقید صوم و صلوٰۃ بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے قوت ایسے
بار عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسباً و نسباً خصوصاً من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو
جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدۂ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر رہے
اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص جو معزول ہوتا ہے اگر بناے کار مشورہ
ہوا کرے تو سب سے بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ امور مملکت خویش خسروان دانند

نواب وزیر الممالک مثل امراے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت انسے بہت
خائف تھے کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منصوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
کی رحم دلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسباً و نسباً
اور بلحاظ مراتب مین امراے مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اور انکے اسلاف کرام اقربا سے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور اس سلطنت سے بھی قرابت قریبہ ہے جدامجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرہ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ حضرت سلطان عالم ہیں اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور دنکو وزارت سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہی خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرماے کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقای مرتبت و حقوق ولی نعمتی بہ نیکی و خیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور مشیران بد سے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا نیا بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع ترقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی و خیرخواہی سرگرم و مستعد ہوی اور سفارت خاقانی بواسطۂ وزیر اعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا وثبات کچھ کم نتھے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کی ہوا کے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہی نفس تمنا غفلت نہین کرتا مطمئنہ مشکل خلاص از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بسبب خوف بادشاہ عادی تھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدہ قدیم مقدم سمجھکر تفویض احکام رسالت ہوا جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و صفائی اپنی رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہی جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوی آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوی ۱۲ شہر ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائی اور طالب جواب پیام کے ہوی بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب فرمائی اور اپنے پاس کے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بسبب خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدہ قدیم پر بدستور رہے وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت مین جب سے غلام یحییٰ خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامور ہوے ہر صاحب دربار کو حوصلۂ اولوالعزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے -

اس عرصے مین ثامت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص نظام بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب مین آ گئے دربار سے موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے -

خلاصہ یا پ سفارت مین مشورہ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی صاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین لینے کے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی مجبور سے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آ گئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق گردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزۂ بشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر جبارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار ین تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی منضبط کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جائے تو چار یار پورے ہوجائین مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے کے کافی ہین غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اوسوقت موجود تھے کہ بہ نسبت اورون کے یہ ہمارے سررشتے سے واقف ہین بظاہر عالیخاندان ہین اور نواب منور الدولہ کی مشیدست بھی رہے ہین

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری اقبال سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری خلعت وزارت سے سرافراز ہوے اس عرصہ مین الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل دانک مین یکم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے ملاقات معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کرکے بہر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت خیانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکہین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے اور وہین مر گئے

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑہ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا دہمی علی خان پیشتر سے چار پانی لیکر روانہ ہو گئے وقت سہ پہر پہنچنے کے ایارجہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن سے بسواری باد بہاری موسی باغ مین از راہ پا تراب رونق افروز ہوے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ - روز شنبہ بجلو سڑک قدیم نواب ورحمت گنج سے تشریف فرما ہوے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا اسحق کہ شہر تمام لٹنگا بالکین سے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصًا در دولت پر ایک وحشت برستی تھی -

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان سمہ خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنب آنطرف دریا خصوصًا خیمۂ بارگاہ سلطانی کو راجہ دہرشن سنگہ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دو رویہ بلکہ درخت میوہ جات سب ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پٹی ہوی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا -

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنو اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنو مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بیلوری بادہیاری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوے باغچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہے بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوے سر برہنہ روبقبلہ کھڑے ہو کر کمال خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف ہوا بندگان خدا تہلکۂ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جرنل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب منابچی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات شاہ جمجاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے بہ جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے رسم ملاقات حسب دستور قدیم ہوئی عطر ہار گوشوارے ملے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرتر اعظم مع صاحبزادہ ہاے نواب گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز چارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوے۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خرم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب گورنر جنرل بہادر بہ جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت سلیمانی سے نالکی طلاکار پر سوار ہوے اوسوقت حسب تجویز صاحب ریزیڈنٹ مصلح السلطان نے ٹکٹ نمبردار ہر عمائد امرا و اقربای شاہی کے ہاتھ مین دیے یہ سب ۱۹ اصاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲ ٹکٹ خواص عمدہ وار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ اب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہے بلکہ دستور ہر ولایت کا یہی ہے کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین ابھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہے کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہے ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بھیجدیتا ہی لوگ سنیا آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سوا لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس مین جمع ہوجاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پل کشتی سے اسپار ہوپہنچے ہاتھی پرسوار
ہوی روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا ومساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چارسو پینسٹھ روپیہ سب نے پایا
یکدفعۃً دلیلان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جانسے نڈر ہوکر ہاتھیون کے حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر مین مشغول ہوے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو اوسپار
سے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہوجاے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو مین بٹھالیا اور داخل خیمہ ہوے مجمع امرا ٹکٹ یافتہ نے درسراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھا کر داخل خیمہ ہوے
اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ
اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چارپانی کر رہے تھے ایکساعت
تک صحبت چارپانی رہی پہلے صاحب سکرتر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان
ونمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجۂ اول سے درجۂ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسۂ صحبت مین بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جو کہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات کے تھے
بہت خوش ہوے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوے بیان سے باہر ہین جو
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہی اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہوا اور آپ بہر صورت مالک مختار اپنی سلطنت کے ہین فقط
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالۂ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوی بادشاہ کیا اور
اکاون کشتیان اقمشہ اور شبینہ بیش قیمت بادشاہ کو اور تیس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا
سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پرزر ۲ ہودج نقرہ ۶ گھوڑے اوسپین کے ۲ ولایتی ساز طلا کے
قجری پشمینہ ۲ دکھنی مع ساز و قجری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ دو بالکی ایک تامیان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا اور شیشہ گلابی تھا باقی امرا و اہلکارون کو عطر و پان ہار گوشوارہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگس بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے نظر بہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا دو فانہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور تمہارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معز الیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی افرا دو سبھی کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت، پارچہ کا اور ایکہزار روپئے عنایت ہوئے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھاکر داخل خیمہ ہوئے بعد ایکساعت کے رخصت ہوئے بادشاہ نے ہمراہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالا مروارید زیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمراہی خواتین جلیل القدر کو بھی ہار دیے گئے باقی اور صاحبونکو پان گوشہ و عطر دیا گیا اور دہ کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانساماں سبکو ایک گھڑی مین باندھکر لیگیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بحیلہ و مقابلہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپئے پائے اوسنے چھپایا۔ آغا مرزا داروغہ توشکخانہ جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت اونہین ملگیا۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے رسوخ کے واسطے

کنارۂ دریا اور دریا مین بڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑی بہت سی آتشبازی
چھوٹی دریا مین ایک باغ تازہ گلہائے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے
صاحبان عالیشان وخواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آتی تھین،

بیچ روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوئے
وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کر کے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوئی صاحب
رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوئے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوئے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ
غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کر کے بے عزت کیا اور بازار
مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوئے برسم قدیم
چار امرا مع نواب وزیر المالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ وصاحب رزیڈنٹ بادبہار
پر سوار ہوکر تا کرشہر تک تشریف فرما ہوئے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب
رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے فرح شاہ منزل مین داخل ہوئے چار ہاتھی فیل جنگی وغیرہ
نواب معز الیہ بمقتضای سن پیری دخستگی راہ بہت جلد رخصت ہوئے۔ روز پنجشنبہ چاہی پانی کوٹھی
رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مخصوصہ کرسی نشین تھے رسم ہمایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے
لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب در دوشنی وغیرہ یعنی بڑا
کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور المعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا
یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی
مین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے
آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی نے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل
کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت
ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اونسوالدوا
کے واسطے وسیلہ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شمس الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ بموافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا بعد کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوٗن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ۔ صاحب سکرٹر۔ کپتان برڈ صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ
۲۔ نواب ممتاز الدولہ
۳۔ نواب وزیر الدولہ
۴۔ نواب سعید الدولہ
۵۔ نواب منور الدولہ۔

[illegible]

صاحبان خاص ۱-۲-۳-۴-۵

۶- نواب امین الدولہ

۷- نواب شرف الدولہ

۸- سلطان مرزا شاہزادہ صفوی

۹- دلیر الدولہ-

۱۰- نواب بہادر-

۱۱- نادر مرزا-

۱۲- مرزا عباس-

۱۳- رضا علیخان-

۱۴- مرزا علی خان-

۱۵- مرتضیٰ حسین خان

۱۶- مرزا محمد حسین-

۱۷- مرزا افضل علیخان

۱۸- مرزا علی عسکری

۱۹- مرزا مہدی پسر حسین علیخان

۲۰- مرزا فدا علی پسر حسین علیخان

۲۱- جعفر علی خان

۲۲- امیر مرزا

۲۳- محمد عطا خان-

۲۴- سید محمد خان مخدوم

۲۵- جلال الدین حیدر

۲۶- مظفر الدولہ-

۲۷- محمد علی خان-

۲۸- میر نظیر علی خان-

۲۹- مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان-

۳۰- احمد حسین خان-

۳۱- نواب حیدر علی خان

۳۲- نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ

۳۳- میر نواب ابن مرزائی صاحب-

۳۴- ڈاکٹر میر عنایت حسین-

۳۵- منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ

۳۶- اعظم الدولہ

۳۷- رفیق الدولہ-

۳۸- مولوی ذاکر علی-

۳۹- مظفر حسین خان کمبوہ

۴۰- منشی جانکی پرشاد-

۴۱- احمد رضا خان-

صاحبان خلعت

۱- منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی — ۷ پارچہ — ۵ رقم جواہر

۲ - بابو بھیرون چند خزانچی رزیڈنٹی	۹ پارچہ	ایک رقم جواہر
۳ - اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ	
۴ - مظفر حسین خان کمبوہ	۴ پارچہ	
۵ - مرزا مہدی علیخان مہتمم چارپائی	۴ پارچہ	۴ رقم جواہر ۔ ایک تورولی
۶ - نانک چند مہاجن ۔	۵ پارچہ	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق نتھے اور اولاد نواب مختار الدولہ ۔ سرفراز الدولہ ۔ امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ و فساد کے نہوے بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب بیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی ۔

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لو د صاحب کمشنر لکھنو آئے فی الحقیقت یہ خلعت طوطی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار و اپنی حسن تدبیر سے اور لود صاحب کی حمایت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم نبدہ رضاخان کے پاس بیٹھے گرمجوشی سے اختلاط کی باتین کررہے تھے کہ دفعۃً پھر اسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکمرتبہ نیابت نواب امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج چھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کار فرمائی کے تھے جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنؤ مین آتے جاتے ہین مجھے اونسے کیا کام ہے غرض غدر کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دار دغہ کو کار فرما سمجھکر دار وغہ اپنے کار و بار کا کیا تھا غرض یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے ۔

الغرض روز دوشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گوگے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۳ بجے واسطے رخصت نواب گورنر
جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت
والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے
سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات تازہ دوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو بتقدیم پہنچا کر
کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو
سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو
صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق میرے
اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے نواب سے کچھ
بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب
موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب
تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی حسب
دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماریدار
نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے ۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے
اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے ازراہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس
منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت
یکجہتی ہے پس محبت قدیمہ مین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان مقبرہ حسین آباد
مین رونق افروز ہون اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل
ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری
تالاب پر بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی پر تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی
کے تھے اور ترپولیا بندھا تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور کنول
نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوائے متوسلین سرکار کوئی تماشبین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے۔

غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوئے مرزا وصی علیخان بیبورس کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ رسوخ کانپور سے تین کرانچی ڈاک مین چاء پانی اور سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوسپار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طایفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوا لئے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوئے اسوجہ سے انکا موجب رسوخ و تفاخر ہمچشمون مین ہوگیا جب کپتان پرڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چٹھی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہے ایسا کبھی پیشتر سیان نہین ہوا کہ سوائے بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوتی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چٹھی مین حامل چاء پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین مترک چار باغ سے روانہ کانپور ہوئے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ ناکہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوئے۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزۂ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون سرکار نے بہ قراین سمجھکر یون بیان کیا۔

حال بادشاہ اودھ اور بدانتظامی راے باصواب رزیڈنٹ ہونا اور شنفاقہ رعایا کی نسبت وقوع امر جدید از روی اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ سے کہ ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود سمجھ لینگے کسواسطے کہ آباو اجداد سلطنت اودھ کے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر

Vajid ali shah

سرکار سے بہ

حال بادش

نسبت وقوع امر

کو اجازت دی کہ

بھیجنے لئے کسواسطے

ویکھ جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بحث
مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی
پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح ملکی
مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال
شاہی مین مبلی مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی ارکان
دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بائین شایستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ
جنگی بھی طرح سے آراستہ و پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور
سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رتق فتق مہمات سلطنت بتجویز صلاح وہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی
مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال
ہوتا تھا اور جلد بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہنچکر
ہمیشہ دادوبیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات
بتاکید ہوئی اور امر خیانت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسائی زر سرکار
عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے
بغیر جہت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کر انتظام کامل عمل مین آوے
اور اگر مشدین کارگزار ذیکا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے۔ لہذا اس ملک
مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرحکا فتور انتظام مین نہوا اور از روی قانون کوئی شخص خیانت
نکر سکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہے۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر بعجب سردار سیرچشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے
خلعت عنایت کیا بیشبہہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نوہزار روپیہ کی مالیت
از بازار اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت
دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک
تامجان انگھوٹری سانہ طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص سر پالکی یا کشتی جواہر

وظروف نقرہ ست ظروف چینی کار طلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی بیش‌ترین بدری دوشالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطلا سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دو لڑا مروارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ ماٹرا صاحب عموماً صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بفرمایش آئی تھی دی گئی -

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ جسکا مضمون یہ تھا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا ور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزایش فرد معات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی کہ بمقتضاے محبت دوستی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیما بین دونون عالیشین محبت و اتحاد قدیم مسلم اصلاح مقاصد کی بین سرکار وحتی و تدریج تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ اس نمایش مذکورہ پر جو موجب افزایش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نہ فرماینگے تو نیابۃً لیبورا تبہ بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسۂ اودھ قبضۂ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جاویگا فقط یہی مضمون بدشتم عہد نامۂ فردوس منزل ہے -

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل تمکنا مہ تھا دیا اور پھر سب طرحسے کمال خاطر و دلجوئی سے فہمایش کرکے رخصت ہو جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے فوراً تعمیل فرمایا کہ ثنا اللہ تبارک بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ امانی قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی -

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۳- ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رایٹ آنریبل جیمس انڈر وارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سی دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہانداری بتکلف ہوئی اور ایک دو دن کے بعد رخصت کرکے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰- شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحاً بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی و دولتخواہی سے بجا لاینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط-

یہ بھی وہی مضمون مرشتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا- ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا-

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ سواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھی ازراہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھہ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا- پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے-

بحکم صاحب رزیڈنٹ بہادر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر داروغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل
نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود وپسند خاطر اپنا
رہتی تھین اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین
ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھی اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے
اکثر وزراء سلطنت سے ممانعت ظاہری ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت کو
لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب
رزیڈنٹ لبسفارش بجہل وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ
مسقول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا
اونہون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ میر کلب حسین
بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاہی لاحقہ فرسنہ مین گرفتار ہوئے
اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت چشم نمائی کی جو
سراسر انکی خلاف شان خاندان تھی نہیں بعد از خرابی بصرہ کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے صاحب رزیڈنٹ نے نظر باحتیاط
وحفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور بالچہ بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ بہر صاحب وثائق بھیجا کہ ہمنے واسطے خبررسانی محلات کے ایک محلدار
مقرر کیا وہ بعد چند روز ... وثیقہ کے احوال کی خبر پہونچایا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک
داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر متصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام
کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے ظہور مین آیا
سے ہوا سب کے حواس گم ہوئے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی
مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت
سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر بحیثیہ طبابت مگر بجناب موصوفہ
کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے اور اسی منطنہ مادۂ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھی اس حکم ناطق سے قیام شبانہ روز ڈیوڑھی کا موقوف کر کے
خود وقت صبح وقت نماز ضحی اوسیا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان
برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل سے تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بہ سبب اپنی ناواقفیت کے جتنی امور
تھی انھین کی تجویز پر محمول رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا ما بیان
عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب تابع البالب
بدستور سابق ہو گئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی
حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے
چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت
جنرل کالفیلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل دیتقہ ہین ۔ صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو بہ چہ پیام لکھا مولوی
تفضل الدین نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہوئے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاونی کے اور ڈریپا صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بہ سبب ناموافقت آب و ہوا سے شہر
اکثر چھاونی ہنڈیا اون ملوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے
کو اونکے پاس جایا کرتے تھی ایکدن نواب عزت محل منجملہ محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع
سر راہ چھاونی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر کہ بند روند آدمیون کا اہتمام کر رہے
تھے منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھی سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی
سے اوترکر صدر باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند
سواری پر تھی اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھے کوئی منع کریگا زیر باغ پہونچے سپاہیون
نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر صدر باغ تک یہ بھی پیادہ گئے
کسواسطے کہ درجہ سرا و کوٹھی کا چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے
اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلوا کر رو بکاری کی ۔ بشیر الدولہ
سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا ۔

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا چاہے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہے پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھ کر نہ گئی اپنی طرف سے کسی داروغہ کو تجویز کر کے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا ورنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب معظم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۳۸ء داخل کانپور ہوے۔ بعد توقف ایک ساعت روانہ اکبرآباد ہوے وہاں سے انبالہ کو روانہ ہوے اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانکس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصد خانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے ۲۹ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بہ سبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوے انہونے کاروبار دربار اور رنگ دربار اور مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہو کر اپنا جانا بہتر سمجھا اور جانتے تھے کہ یہاں کا رنگ اچھا نظر نہین آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر دستی متمنی رزیڈنٹی تھے جبلپور سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کار نمایان کیے تھے ٹھگ اور راہزن کو گرفتار کر کے پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کر دی تھی۔ کپتان شیکسپیر صاحب انتظار تشریف آوری صاحب ممدوح مین قایم مقام رہے جب پنٹی صاحب کلکتے سے انکے مقام پر پہونچے تب صاحب ممدوح بالا لکھنؤ آگئے،

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگوے قیام رصد خانہ کا اس عاصی مولف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولیمن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصد خانہ کا

اب سنیے بناے رصد خانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا سوء نیکنامی سمجھکر بانی سباقی ہوے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوی سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل مع طلبۂ چند
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوی رمنۂ سلطانی مین بنا ہی رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مگلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعتہً مرگئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر
متعین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنو ہوی معرفت صاحب رزیڈنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ہم ا پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت روانہ لندن ہوی اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول دیکھکر سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفائدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام و کمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیکر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھی بادشاہ سی سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہی جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہی اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہی بہت تعجب ہی کہ آپ ایسے قدرشناس سے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور ۵ رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوی پچاس ہزار کے پتھر دوربینون
کے نصب کیواسطے بنارس مرزاپور سے آئی اور لاکھ روپیے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین ویچ لندن
سے آئے اور اسکے بعد حکمنامہ شاہی کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دو سو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہاری کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
کمبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سی واقف ہون اور بسفارش نوکر ہون ورنہ موجب ابتری کار سرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب قرین بہ دستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی بمولفت کتاب بسررشتہ
منشی و ترجمہ کتب علم ہیئات وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ
وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اردو میں موافق فہم و عوام ترجمہ ہوئے - صاحبان اسکول
بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی میں طبع ہو کر مشہور خاص و عام ہوئے اور صاحبان کمیٹی ڈاکٹروں کا
انعام اور چٹھی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی میں چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب میں ہونے

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱- علم ہیئات -
۲- آلات آب وغیرہ
۳- ہوا -
۴- علم مناظر — نیم طبع
۵- قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ
۶- مقاصد علوم لارڈ بروہیم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی -
۷- رسالۂ حرارت
۸- رسالۂ ہوا
۹- رسالۂ آب
۱۰- رسالۂ آب - یہ چاروں رسالے کتاب طبعیات سے ہیں - غیر طبع
۱۱- رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برنکلی - — طبع مطبع سلطانی -
۱۲- رسالۂ علم ہیات ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام
۱۳- معرفت طبیعی - پیلی صاحب — طبع مطبع دہلی -
۱۴- رسالۂ مقناطیسی — " " "
۱۵- رسالۂ آلات رصدیہ سیمن صاحب — " " "
۱۶- رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

۱۷ - رسالہ علم مناظرہ کتاب طبعیات سے - غیر طبع

۱۸ - قوانین دستور العمل انگلشیہ اُردو و فارسی ״

۱۹ - تواریخ مملکت اودھ اُردو زیر طبع

۲۰ ایضاً فارسی غیر طبع

۲۱ - ایضاً ترجمہ انگریزی ״

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصدخانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد نوکر ہوئے بعد چند روز کے دو عدد رصدخانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب موصوف دونوں رصدخانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مقام نے دو دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ رصدخانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے - ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کو اکب کیے ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور بیمصاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکار سے طبع مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲ اپریل روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو سنہ ۱۲ غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خردسال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوئے اور وہانسے ان لڑکونکو اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین ورم ہوگیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری یہ ہوئی کہ کپتان ہانگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد و یکجہتی نرہی جو جنرل لو صاحب اور جنرل کالیفیلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مر جاتا تھا اوسکے

عیال واطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ مترجم
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب سارے صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہے اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب سے ملاقات
تک نکی آخر وہ انتظار کرکے رات کو ہجی ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی بابت
رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انہین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہے لہذا یہ امر موقوف
خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ جو دو
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت شقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہو چکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
سنٹریاؤن مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر ہیلی ن کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوے صاحب کو عمل طاری اس کثرت سے ہوے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۸ء وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستار رکھوائی گئی تھین انکے شوہر ہمراہ لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام
پادری صاحب اور ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
شام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشییع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی بڑے صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ یقین غالب ہے کہ اوسکی خریداری مین ہزارون روپیہ صرف

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپر گر صاحب و ولیسن صاحب نے کپتان ہاڈگسن صاحب کا مال ماں دوست سمجھکر یہی اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا۔ مال مردہ بیس مردہ۔
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی۔
جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشرح عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور نیز نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور ہوے اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنیل بارٹن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھ کم مشاہرہ پر بھی راضی ہوجاینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف اس کو جیسی ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی حالت کا فالی سفریان خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے۔
خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل محکمہ مجید الدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۳۰ جنوری ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بہ عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہوجاتی تھی بابو رشک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوئے۔

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ کا بدستور قایم رہنا

۶۔ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱۔ ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادے و امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائے تعارف ہوا۔ ۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے اتوار سلامی سر ہوئین۔

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ عملہ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانہ عامرہ میں پہونچا بدستور قدیم نبگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات میں مصروف ہوے اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز سہ شنبہ ۲۴ فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ برا العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کریں چنانچہ مجلس سے شہنشاہ منزل میں بالمشافہ بادشاہ سے باتیں کین جس سے تسلی تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سواے عارضہ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ تحقیق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت اجنبی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی اور ڈپٹی ہوجاتا۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا بیگ سے بھی ارشاد کیا تھا حلاصہ پرستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سواے اطباے ملازمین سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہین چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہر طرح باغ سبز دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل کیا اور پھر خدمت واصلباقی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوے اور مشیر خاص صلاح وہی اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً نسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بوجوہ بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود دو پیدا ہوے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم ثانی نواب محمد خان۔ مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے کو بڑی قوت چاہیے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنے شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران کرتھی اگر ایسی تھی تو ہزار دن ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمانہ ماضیہ خبر لی
لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمانہ حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین خبر پہ
پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اس صورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور مرجوعہ
سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہی ہے لہذا نیاز مند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم محکم اسکے اخراج
کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوتی دیکھنا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے

روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزاے مذکور تشریف لیگئے اور
پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ تصور مرزاے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ جنت
جنت مکان مین انکی روبکاری ہوچکی ہے بعد عدم ثبوت تصور نواب امین الدولہ ذی مہتمم کار و بار وزارت
کیا تھا اور سیر عہد دولت مین کوئی اور شخص مین جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و قوت کا نہتا اسواسطے انھین
نواب گورنر جنرل کے جاے پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدر شناسی
کمال وفور عنایت سے بنگلہ سیورنگ مین اپنے دستخط خاص سے چٹھی حسن خدمت کی عنایت کی ہے
اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ
مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اوسکا
جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مردوذی غرت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات
سابقہ مرد کارگذار سمجھکر منصرم کار و بار کیا - پس کیا قباحت ہے فقط -

خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضاے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے
مقتضاے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی تو یہ حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیاز مند کو
تحقیقات کی کچھ احتیاج نہین ہے لہذا مناسب ہے کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجئے - چنانچہ دسوین
تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہوکر مستعفی ہوے لیکن دو سو روپیہ تنخواہ کے
بدستور رہی خدمت اطلاق و اصطبل باقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور
مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا - آگے اسکا
انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے -

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادۂ دوئمی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفہ منضم
ہو رہے تھے آخر مستسقی بھی ہو گئے اطبا ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا کرکر
علاج سے ہاتھ کھینچا آخر کار معمول بدا اگردان کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسپر صاحب مع ڈاکٹر
چھاؤنی تھرا دیکے دیکھنے کو آئے اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھ تجویز کرکے
چلے آئے لیکن کچھ مفید نہوا اسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو
ہچکیان نکلی اسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ جیہہ روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری
مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۹ع شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ۳ بجے صبح
پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوئے اس خبر متوحش کو مصلحتاً بہ خیال ناسازی مزاج اقدس مقربان
خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا تھا اوسیدن بادشاہ بہ نسبت اور دنون کے
بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین
اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخر کار رات
کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے اوسوقت بہت
بیتاب ہوئے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جسے ایکسو کئی برس گذرے
کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون سمجھے لیکن مصلحت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے
انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بلک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت مین نواب
کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان — جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیر خاک پنہان وارث تاج نگین — خاتم دست سلیمان بی نگین شد ہای ہای
زیب دامان جناب حضرت خاقان ہند — زینت آغوش پاکیزہ حورعین شد ہای ہای

	گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفات او ہمین ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہاے ہاے	

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور بڑ یصاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمۂ سلطنت حسن راے صوابدید اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بہ تخط خاص دیا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر ناموافقت آب وہوا کیا گیا اور حسب دستور بنجا نظر صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چوبدار بھی متعین ہوا۔ چنانچہ ۱۹۔ شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ء مرزاے مذکور مع متعلق و اسباب بہ جمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے لبعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تا کہ شہر تک پہونچا آئے ایہ خدا یا تیاست مالسات کو اپنے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے یہ کہ محرک خبر صائح ہو جائین دیکھا چاہئے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر بچتے ہین فی الحقیقت مرزاے مذکور کی کارگزاری مین کچھ شبہہ نہین سو اسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر ایسکے دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جو ہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کر بیٹھے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی داد و دہش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا مال کیا سمجھے ہین اگر آپ کا یا بیرون شہر رہنا تجربہ یا بواسطہ لوا لیعاقب کی آج وہی کیا کیجیے۔

اسمین کچھہ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے عرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی ۔

مرزا نے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبۂ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین میر منشی معزول گورنمنٹ کے مہمان ہوے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی صحبت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار سے اجازت قیام قصبۂ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ ایلیٹ صاحب سکریٹر اعظم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف ہمت حاصل ہوچکا تھا گویا تخم باسیر بو چکے تھے شاید کہ ہمین سبنبه بر آرد پرو بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جو نایاب کتب ہوے مرزا نے بر سوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھہ کتب بزرگونکی نشانی رہگئی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمایئے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بہون مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین تحویلدارون نے صندوق کے تختہ پایین کو اوکھاڑکر چرائی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی باخفا مرزا محمد جعفر ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھہ بیچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشای راز ہوجاے بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس رہین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہوگئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی تقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات پتنگ و غیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے ایلیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور کہا کہ دیکھیئے انکو دیکر مین کیسا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر اور مجھے کچھہ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپ کو دون ایسی بناوٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لے لین یہ مطمین ہوے کہ پہرا ہے انشاء اللہ میرے کام آیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کرکے فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے
گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اور امورات شاہی مین کسیطرح
کی مداخلت نہ کرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے نظر بہ حسن سلوک کتب
چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح حکام کا مخالف نہ ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر
مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ
کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب
واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسیطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو
کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی نپائی تھی نواب صاحب کی رعایت
سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا۔ جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خو سے
باز نہ رہے رات کو چھپکر سواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب
رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے۔ اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف
ہے بہت بڑا وہ شہر ہے جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر ہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے
کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و
کثیر تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جا کر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند
سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز
مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی یکقلم موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت
خاص اشیاء جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط
نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا لزوم نکما ہو جاتا تھا کسی
کام کا نرہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی
کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائیگی اور ارد و حساب جغرافیہ مملکت تمام

اودھ مین تین ملین نی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اور یقین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
ہنون ہزارون مرگئے ہزارون آوارہ وطن ہوگئے ہزارون جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہی اس
بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کہ معطل اور از خود رفتہ کردیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہی اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص و عام کرتے ہین اور ازبسکہ میان کی خلقت طبعت وار ہے مضامین
خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً
منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر آڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہی اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور جہان سارا شہر بیکار اور معطل ہو غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا
جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاوگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسی دن تمام [illegible] پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شام کو حاضر حضور شاہی کے ہوا اسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہی کہ بادشاہ نی افسردہ حقیقت کچھ
کشیدہ خاطر نسے ہوکر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوئے اور حکم تاکیدی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کہ واسطے کہ اہتمام اندرونی و بیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر آتا
تھا یہ حال بر بھی بادشاہ دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متزلزل
ہورہی تھی اور جس تدبیر تھے آخر محمد خان داروغہ اور بندہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ
اور مترصد احوال بادشاہ سے اپنے باب مین ہوئے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ پہلے بندہ علیخان مین پہونچی ایک سائیس کو دیکر اپنی خبر کی - جواب پایا

کہ کل ۲ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہو نگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اونھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سڑک پر لے
آؤنگا نواب کا سلام ہو جاسے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
تو منھ پر سے جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اونسے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھی
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے
زنہار تمام شب گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہو کر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ
بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھا دیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہر مین
بڑی بدہوائی ہو رہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر فالایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جو جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا پھر بھی
جسکو سمجھون نے اسکی تذرین دین بندہ علی خان کا مزاج رسوخ ثابت ہوا -

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگمصاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بانیونہ
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل معلی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ
اکیسویں سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدر آباد دریا کے اوس
پار کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف
شب میر کلو خواص کو مع میانہ سواری اور مشعلچی بھیجکر بلوایا انکی مان میر کلو سے کہنے لگین کہ
ہم مایوس ہوکر کانپور چلایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض بعد منور کرد اخل کمرہ محلسرای
فیض بخش ہوئین حکم ہوا کہ میز پر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجاؤ اور ہمیشہ
ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہو چکین پانچہزار روپے دیکر رخصت
فرمایا اوسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ
سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے پھر رات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور
دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی
دن کے بیاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلاکر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہم نے تمھین بیگم کیا اونھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپے کی عنایت
عنایت فرمائی پانچہزار روپے ماہواری مقرر ہوی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام
دیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری
کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو
بیان کریں افسانہ ہے خلاصہ آدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین اسکے
مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہو جاؤن ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان نے محض بطمع
زر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی ناسمجھی سے مجبور تھی ہر چند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب
کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین
موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو لیکن
ایکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جا کر رہین آخر ۷ - اپریل
۹ بجے رات کو سنہ ۱۸۴۹ء مین مر گئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان
رومن کیتھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائی جب
صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جورف شارٹ کو ملا ہر چند
بر صیغہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلای معلی جاوے لیکن کچھ
شنوائی بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم نبدہ رضا خان
مبارک محل مین تھے واللہ اعلم۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہو چکا ہے بیٹی
کرنل جیمس صاحب کی مسماۃ چنپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب
ولایت چلے گئے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیون کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس
سیر صاحب کے باپ نے بھی انہین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و
تلقین فرمایا صدق دلسے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت
تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہے اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم نبدہ رضا خان
کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہو جاتا تھا پھر چند روز
سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ
رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش
کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۸۴۹ء
انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہو گیا قریب ۴ پہرون کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ
سے عرض حال کیا پہر رات گئے جنازہ نکلوا اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ کے موافق رات حضور عالم امام باڑہ

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ کے سپرد بادشاہ نے مال مردہ سمجھہ کر کچھہ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ منصود یکہ رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ ۶ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب دلخواہ بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ مین بھیج چکی تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین - واللہ اعلم موافقت اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی کرکٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھہ تامل کیا تھا منشی رنراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور انکے بیٹے مرزا نیدہ مہدی خان کو اور ہندیٹ یوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط بوا جی کو جو صف ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوانقدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲ - جولائی ۱۸۲۹ء کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مسٹر بسک مدار المہام سلطنت چندنگر کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جاید نظر اقدس مین گذرا مین ونصون نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھہ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھہ کر بھیجو منشیران خاص نے بہت بنا بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بہ سبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے انکی جہت سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدۂ وزارت کے منزلت قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیرخواہ سرکارین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہر صورت

مکنون خاطر ہمایون رہتا ہے مطالب کو نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی نظر عطوفت ہر حال مین
اثیر رہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے:

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہونا

سنہ ۱۲۵۹ ات مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بدانتظامی ملک کے سبب رنج ہوگیا
اونکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز انکو اپنی وزارت کا دعوی - نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی
اونکے متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی
اسی فکر مین سرنگون ہوے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب ازبس مہربان
ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو ہم کو مثالو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب
سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ
پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین زور نہین
ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو
رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بدانتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکے
طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قایم نہین رہتے کسی
بات کا پاس کچھ نہین سوا اسکے جیلساز دغاباز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب
کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر ازراہ خداوندی ارشاد فرمائیے
آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل
فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہماری رای مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علی خان
اور دیوان جنیدی سہاے اور ریندن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے
ہمدم و ہمیشہ ہین انکا ایسے عاملین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین، نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوتڑون کے امیر مین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اسپنے نزدیک ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین پرسر کدہین مگر اس کی وجہ سے محض نامدہین بادشاہ اونکو بہت چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین انکی پیشدستی کا کام شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق عہدہ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاش ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بہ حرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پہ ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے۔ بظاہر دربار مین نہین مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کر کے یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ بھی کر گذریے مین بہ نظر خیر خواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوکے وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار دن پانچون آدمی نظر بند ہوے دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع کردو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جا کے سلیمن صاحب سے کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی

ہتی کہکے اپنی برات کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو
لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سُن کے بہت خوش ہو
سے پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے
پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ
ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تہین تین گہنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوس وقت
حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین دیگر
بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار ہوکے مہاراج نے
سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجبکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی
صلاح کیا ہے مجسے تو دیکہا نہین جاتا کہان تک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو
مین اپنے گہر جاؤن اونہون نے کہا تمہاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق
ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور حیدر بخت کی جڑ نہ مضبوط ہوئی وہ باد
مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آئے گا جو اوسکے سایہ مین [illegible] بیٹہا
گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچہی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے انہدیشہ تو تمہاری
یہ سُنکے اور گہبرا گئے وہان سے پہرکے سیدہے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے سو
پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گہر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ تم بہی جا
ہو جو کچہ مال تمہارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضامنی کسی سے لکہوا دو مہاراج
نے راے سوہن لال کی ضمانت لکہوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا
اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتہہ بلرام پور لیگئے ۔

روز چارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہرصورت بسبب علالت
مزاج کے کرسی یا تامجہان پر بیٹہہ کے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بہیجدیجئے
اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بار دمنہ شاہی مین گہوڑے سے گر پڑے
تہے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تہی وہان سے صاحب راکہہ کے چھلنگے چہانٹنے

لیٹ کر کوٹھی مین آ گئے تھے ہر چند پھر تاجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت درد کے
اوس پر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانوں درست نہوا - پانوں لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے
چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو بسک صاحب آ کے خلعت ہوئی جرنیل صاحب مرزا کیوان قدر
کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا
اوسکے بعد شرف الدولہ راے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بہ باقی علاقہ حضور
تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی - شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ
رومال مرحمت ہوا -

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے
بطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو
اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے
ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ تنخواہ بجانفشانی کا
سرکار بڑھتے جاتے ہین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے مادام حیات ضایع نہون کہ اونکو قطع
امید ہو جا اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع
حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشدزادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنیل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار
بخشی فوج کو دیا اب علم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان
معرفت میر مدد بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل
کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شرابخواری مین مشغول
ہوے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا
افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپس مین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ بیہودہ سے کم نہین
[illegible] سے زیادہ نہوتا تھا [illegible] صاحب اخبار داروغہ سے ہو کر جاتے تھے [illegible] یہ اجارہ

لاکھہ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو ۔ مگر دفتر ہر تبلی خاص داخل تخفیف ہوگیا تھا پس جب ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی چنانچہ دیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر طرح کار سرکار ہوتا ہے چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہوکے مہم لاہور کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سوارون نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی یقین اگر ہمیشہ سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کاہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی وخرابی ونقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہوکر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصدخانۂ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور بتصحیح و مقابلہ کرنل ڈ لکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی جسمین حج شاہد اور تعریف زائد جانب داری کیکی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کلنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل بائن ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھہ بھلا ہوجائے مگر خوبی قسمت سے اسکے یہ بالعکس صورت ہوئی ؏ ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی + صادق آیا یا القرانات جہ

بذریعہ صاحب متوفی و بسفارش جرنل کالیفلد صاحب رزیڈنٹ بے منت موسِقین دربار مقرر ہوا تھا از راہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہوکر برطرف کیا ہرچند مین نے واسطے دیکھانے کے اگر مین خود پڑھکر اون مقامات کو سناتا اور خفا ہو جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ ملے گئے۔ یہان کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عقیدے کے بھو ر دولت کربلا قاسم رزق کا تھا با عزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سنا۔ صبر کیا۔ جب علماء رصدخانہ برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد و الہ آباد سے آئے تھے جرنل سلیمن صاحب نے درخواست پینشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پینشن دستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین رنج ہوا ہے لہذا اسکے بلحاظ جرنل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے اس مغضوب کے بہرحال صبر کرنا چاہیئے۔ جب جرنل بیرو صاحب کو چودہ رسالے علمی مع تواریخ اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے ہے رپورٹ صدر کو کیا تصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مگر الحمدللہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ بادشاہ مین آئی تھی ۱۸ یا ۱۹ جز تھے اب ۱۰۰ یا ۸۰ جز کے تقریبا کتاب مبسوط تیار ہے ایک جلد فارسی اردو اور انگریزی جنرل جمیرلین صاحب نے خود اور پائر صاحب سے ترجمہ کروایا ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع نہین کر سکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص از راہ قدردانی طبع کرائے۔ جب اسکے قدرشناس دیکھینگے البتہ مجھے بہ نیکی یاد کرینگے۔ آیندہ اختیار بخدا۔ وہ کسی کی محنت برباد نہین کرتا ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط۔

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اور اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوئے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادونکو جیسا چاہئے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسہ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغہ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی اور ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر البو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الجملہ متکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشدزادہای جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہوجائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بہ سبب کثرت مصارف انکی تنخواہ دینے مین وقت ودیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہوجاے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط بنام نامی اونکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کردیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق وبیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت وقت اور مہینون چڑھا کردیتے تھے یہ سب بیبیان بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھون پر مجمع کا باجا بجا کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہوگئی تھی اور ان کے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو بہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے بنام نامی مشہور ہو چکے ہین غالب ہے کہ انھین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسی نے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس جہت سے اکثر شہزادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول سے مثل نواب بہادر الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل ہوگئے آخر ایک دن تنگ ہوکر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی سنڈیا کوٹھی مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہوکر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف توپین لگا دین جابجا پہرے بٹھا دیے آمد رفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی گرم رہا آخر معرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا نے الجملہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہادر الدولہ نواب حسین علیخان بھی لکھنو سپاہ شاہی
تھی بیس سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے
جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہین معلوم
کیونکر کانپور پہونچے وہانسے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤن چوبے پور کی سرا
مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے
بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ
نواب کو پکڑ لیجائین تھمک ہوا تھانہ دار آیا اوسنے باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے
سی تصور سے یہ طرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر
کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت دنیا مافی سے اسباب
دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آرای سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی
لکھنو آتے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی - بادشاہ بیگمصاحبہ نے از راہ کمال ترحم و صلہ
رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرض
بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا -

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنو سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ
متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ باہولال نے اپنے خوف
جان و مال سے نواب و خوانین کو دیا اونھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کی شکیلو ادسے
کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب ادعات
کو چند روز تک دربار رچایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا
بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو ستا سنگھ زمیندار کے گھوڑے
پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن کے بعد
ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی -

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آئے فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب کو خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زاد راہ تین سو اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بوشہر متسلم یعنی ناظم بصرہ با لیوز بغداد نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت دعائی موافق دستور ولایت پیش آئے کئی سوار درجاذش اونکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی تھی جب دورے کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام نا رجال سے منزل مابین عباس آباد و میامی جو محل رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اونپر دخل کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے بڑے تادرانداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور مقید کرکے پشت پہار پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی کی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصے مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہی نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے مین جلا الیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا مہران کے پاس لیجاؤ وہ روپے تمھین دیدینگے وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا۔ غرض اوس قافلے سے زن و مرد

چلے آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶۰ آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر
اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا
تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی منہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت
سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھجاتا یعنی جتنے
آدمی ۶۰ سے کم ہونے اسکا حصہ بڑھجاتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر
کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاس چکہ دار سے نواب کی ہنڈلی پر
کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب
بھی بیٹھے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک
کرتہ اور لنگی نواب کو دی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی
ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا پیر اکرتہ اور لنگی مین نے اوسے دی خلاصہ نواب عجیب
مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوئے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب
کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرمائے مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت
انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل
مین یہ خبر آئی زایرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون
سنتا تھا غیب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بانذران کو لکھا اونہی پانچہزار روپئے دیکر نواب کو چھوڑایا
وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالبوز ہوئے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ورنہ احترام اور لوازمہ
مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات
عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوئے کانپور مین ڈوہان صاحب کے
بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا وہ تاجر جنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکی ساتھ آیا

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آرائے سلطنت ہوئے انکا حال سنکر ازراہ صلہ رحمی شفقۂ طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور کوٹھی آسمیل گنج محلہ کہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے مین حیات تک محبت کرتے رہے تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اونہون قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہوکہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے نواب ہر صبح اوسکے سامنے باآداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہوے

جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نہ رہی تھی بیر نوہ سالہ گھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسی بھی قے کرکے نکالڈالتے تھے انتہا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھرجاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مشی کرنے کو اورقے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے برابر ربط تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیرانداز مین نوکر تھے اس خصوصیت ایکشب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپربھی شکر خدا کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض قرضہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلائے نو تعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط سرکار ہوکر نیلام ہوا ازدواج واولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار روپے پاتے تھے اونپر نہایت عنایت انپر تھی کہ بغیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور ۔ بسواڑہ سلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے انسے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل بہ نفاق ہوا ۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوئے نواب کو معرفت دیوان
پہنچا تھا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل و
دانش اپنے [illegible] کے کاید عقل تھے برہم کردیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ کو ٹھنڈھی ہوئی خانہ نشین ہوکر پایۂ محاسبہ مین آتے بابت
[illegible] مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجنان بازار سے
[illegible] کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کرینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت فرمائشات کے انکار دیتے سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہوچکی تھی اور یہ
اسیر نادان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ سے موجب صفائی کا ہوجاویگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بلا بہر
حیلہ آبرو ریزی حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آنکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپے تخریب اپنے ولی نعمت ہوئے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مشقت ہوگا بوقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
بکلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاؤنگا نواب نے سب قبول کیا تھا ۔

غرض جب اپنے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم
دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا
جسے ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا تھا
جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر
بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اونچے نیچے مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے
وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا ارے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ
تلوار لگائے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کر دیا پھر جان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھکو
دغا کی یہ کہکر مر گیا حاضرین نے کہا یہ ہذیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین خلاصہ یہ کہ
اوسکے پانون مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی
اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ بنہی تحریر بہاجی
اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا
تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا لکھا ہوا تھا دوسری
طرف انعام قتل - شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے
روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے
صمصام الدولہ مرزا حجو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست شفیقی
نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے
مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا حجو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ
سید نبی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جعل ہے مجھے مطلق
اس حال سے خبر نہین - حکم ہوا انھین احاطہ راجہ روشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین
سلسل ہوکے بعد کئی مہینے کے عشرہ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبا ے
کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا -

اب شیخصاحب کا حال مفصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑ جائیں گھر مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطانی
انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھوا لون ۔
اوسنے کہا مین خواجہ محمود کو قوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آؤن اوسوقت
شیخ جی سمجھے کہ ننگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا
شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگا کر سر سے بہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص
جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے
باہر نہ نکل جاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائیگا ظلم نواب
ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلا دو مین داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے نکل
جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی ثابت ہوا کہ یہ خود
اپنا رسوخ ثابت کرنے کو کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار
مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آ پکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخ جی کو امان ہے
مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کرکے
پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ
حاضر ہے میر اسد پا برہنہ باہر آگئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے
اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم
امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوس سے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے
اور نواب سے جاکر کہا ۔ فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت
آئے سو روپیہ روزینہ نواب نے مقرر کیا ۔ بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ
عمل و دربار کا پیش آتا تھا اسے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے
تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے ۔

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوئے شیخ جی نے محض خوشنودی
مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی یکا یک گریختہ یعنی (کا شور ہے تخلص شتابگر ریختہ) اور پھر اونکی غزل
کی تاریخ یادگر ریختہ) کہکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپیے انعام کے ملے تھے مہمت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ دیکر رخصت
شربت پلایا اور تدبیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت پیکر
اور بازار کی مٹھائی کھاکر صورت نشہ کی اوسے پیدا ہوگئی سوگیا شیخ جی نے عصاے پیر کو
کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی
کمہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول ہار بھیجدیا وہان سے کانپور
ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابوالمعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر
ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے
شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب
وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپیہ ملنے لگے اور ہر سال تحفہ سال جلوس پر
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو
دوسو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین ازراہ خفیف
برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا عبث بچایا نہین
تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے
طبابت کرتا ہے جہان سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب
اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری
اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہین غرض یہ
سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا بسبیل تذکرہ جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ ازراہ
نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین عہدے کا اور اونکا
ساختہ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی
فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے
گھر مین رہتا ہے تمہیں وہ تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے غصے مین مرزا کو

بایستادہ میر ابراہیم و میر شاد علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے بدستخطی رقعہ مرزا لکھیں اس مضمون
کا کہ آپ کے بانی مبانی محمد فخر الدین علی خان بھی ہیں نہ تھا اب میں تمہاری اطاعت سے باہر نہونگا -
سب مشتاق تماشائیوں میں ہو جائیگا پانچہزار کا مواجب سرکار شاہی سے مقرر کردونگا اور
اپنا کارخانہ بہت بھی آپسے لونگا بعد غور و تامل مرزا نے جواب صاف دیا کہ مجھ سے کسیطرح
اطاعت تمہاری نہو سکیگی اور نہ میں ضامن ہونگا کسواسطے کہ یہ صاحب دل سے نہ ہونگے
پس تو بہ تو بہ ہیں - آخرکار نواب نے بادشاہ سے ہر صورت اجازت فوائی لیکر
نویں تاریخ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۶ع راجہ جھاؤ سنگھ و راجہ
شیودین سنگھ وغیرہ اردلی بادشاہ مع باربرداری گاڑی چھکڑے - کہار سقا سپاہی فوج
اور سپاہی لیکر اسنے کئی دن تک اپنے محل سے کوئی عذر نہ سنا اور بادشاہ سے جا کر
اسکا عذر واجبی عرض کرتے تھے لاعلاج چار و ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہوئے
سارا شہر جا بجا جمع ہو کر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑا تھا اور معتمد الدولہ کو اپنی تدبیر
مناسب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا او سوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلایق سے
کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک میں کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ
ٹیہمنت و صاحب ان سبکو سوار کر کے شہر کے ناکے باہر کر دیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ
پیر و علی شاہ پر پہونچکر رات وہیں بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہو سے پہلے کانپور میں کرایہ کے
مکان میں رہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پچیس ہزار پر مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب نواب
محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رعیت شہر میں ہو گی تو فتنہ کوئی نہ اٹھ سکیگا چنانچہ آجتک
انہیں کے قبضے میں ہیں نسبت اوس زمانہ کے اب شارع عام سڑک یہ ہو گئے ہیں -

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب منتظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ تجسس اپنی نام آوری ...
زمان سابق کے جب مرزا میں اور اونمیں صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

ہوتی ہی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلواۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دو سو روپیہ درماہہ
کردیا اور اپنا توت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ میں جتنے شہر بدر ہوے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور یا سید ہی کہ اگر وزیر ہو جاینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی صحبت سے فرخ آباد و کانپور رشک شہرۂ نیکولن ہو گیا ہے غرض یہ سب تو افق سبب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امامت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متر صد رہتے تھے اور جب یہان کی بے انتظامی اور نکمرای
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے بیچین کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی رفاقت
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی صحبت سے شوئی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہو کر بہ موافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دو سو روپیے کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھر یالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے صحبت سے ملی مرزا دربار مین وقت چاسے پانی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھا ئینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز ہین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
سبھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمیوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح تک ... بہادری نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت و دوشالہ ورومال دیا مرزا علی حسن سے ایک طرح خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے مقرر کردیا وہی دو سے روپے ماہ کے حساب سے گویا تمازی کا ٹکا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنو آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطل و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئی تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی بہر دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیے حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوئین مین سترہ ہزار روپے صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے ہونے نہ دیا حالانکہ یہ اونکا گمان فاسد تھا ایسے بھی نہ ہوسکتا گو کہ نام مردہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ علی نقی خان حضور عالم ہوے یہ بھی اسکے قدردان تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین جو اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۸ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ع پہلے کربلا سے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آئے روبروے ضریح مبارک جاکر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر اعیاناً بادشاہ سے ادہر تم سے مشل

زمان سابق کسی طرح کا روپیہ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑنا پھر ابلکا۔ دل نے چاہا کہ یہ کانپور مین
پھر جا بسین اکرام الدولہ سینہ سپر ہوئے کہ لکھنؤ کے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوئے
اکرام الدولہ اپنے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک پڑی مین آکر رہے مجالس محرم
یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی
اکثر ان سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا
تھا جس وسیلہ اور خدمت گذاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوائے مصاحبت کے کسی کام کے
نہ تھے آخر شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۶ع انتقال کیا پہلوے باپ مین دفن ہوئے سوائے چند
ابیر کے حقیقی املاک انکے باپ کی تھی جسپر پچھتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بجبر
حکومت نہین لیا تھا داخل سڑک شارع عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا

شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۳ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ع جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان
بڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بہ سمت بہرائچ ہوئے یعنی براہ العین ممالک محروسہ تعلقات
صاحب جنگل معمورہ وغیرہ معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو باطن
مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا نقل عبث نتھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ
[illegible] شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ
[illegible] حضور عالم ہمیشہ تک متابعت کرتے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا [illegible]
کا سفر کیا اور [illegible] ممالک محروسہ اور بہرائچ اور محاصل بیگمیہ کا تخمینہ کیا۔ تعلقدار
[illegible] حاضر ہوتے تھے [illegible] سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو ان سے پوچھا
[illegible] پایا جب علاقہ بیسواڑہ سے مین نواب گنج امین الدولہ مین۔

مین آ ئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آتے - اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چھٹی یادگار بدستخط و قلم خود لکھکر دی -

(ترجمہ چھٹی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن ذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہی کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھہ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین انھین لڑکپن ہی مین یتیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑیں فقط -

دستخط - ڈبلیو - ایچ - سلیمن -

مقام لکھنؤ - ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۵۲ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۷ - فروری سنہ ۱۸۵۶ء وقت شام بیلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کہین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات نہوئی پار و عطر لیکر رخصت ہوے - ۶ - مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنسی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھہ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقداروں کا مذکور ہوا - بعد ازان مراجعت فرمائی -

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰ - ربیع الثانی عمدہ سفارت سے موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے انسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی آکی بی بی کے جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریادی ہوئی اور صاحب سے بالمشافہہ سب احوال جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا۔ غرض چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے
مرزا وصی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد ردو بجای فتوی مزین بدستخط
خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہوتا۔ پس اس علت خارجہ سے عہدہ سے
موقوف ہوے سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

روز شنبہ ۲۷۔ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص
بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع
عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوے انکے بڑے بھائی تحمل خان رئیس فرخ آباد کے تھے

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بھٹائی بہ سبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نادہندی کرتا
تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک پلٹن مع
توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا
ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ
زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمینداروں کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی
نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعۃً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک
کھولکر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی
منڈیاون مین لائے دفن کیا زمیندار خوف جانسے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی۔

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا بہت ناگوار گذرا اور خلاف
راے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک اسکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی
زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا بہت گھبرایا کہین مقام روپوشی
دنپاہ نپایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عملہ شاہی سے سازش کرنے لگے اور عورات جو اسکے
ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی
ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ نے انکا رکو دیا نے تھے گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکیگا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر کمر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھہ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب دفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری ایسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطمئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
نے اسسے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اوسے اپنے رسوخ اور اعتماد
سے زمیندار کو راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہوجاویگا اس اجل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مُہری احمد علیخان
لاکر اوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مُہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مُہر بہت ہوتی ہے - مرزا وصی علی خان
نے اپنے رفع الزام کو یہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھجوا
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مُہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط
تقدیر جدیدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیون کو
جدا گانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنو کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۸۵۰ء مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو بنا بنایا
کھیل بگڑ جاوے گا - غرض جب گھاگرا ندی سے شہر سے شام ہوگئی تھی اور دہر

وہ اجل گرفتہ آتا تھا دفعۃً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باڑ ہوائی بندوقین رعب کیواسطے
مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بہانے کو دوڑا سپاہی ہرطرف سے
دوڑ پڑے جھٹ پکڑ کر مشکین باندھ مرزا کی قفس مین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی
طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلو سے سواری مین ساتھ پھر
باطمینان ایک چوکی پر ٹھہرے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آپہونچی
جمعدار نے فرمان شاہی دکھا دیا سرحساب ہو گئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے
اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب مخدرۂ عظمی اور تیج پل راہ
کربلائی تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگہ تہیدی کپتان کے سپرد کرو
اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلائی میر خدا بخش مین بھی زیارت کو
آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے ساری کہانی
بیان کی ہرطرف سے صدائے این کار از تو آید و مردان چنین کنند کی دھوم تھی روز شنبہ
خلعت ۱۷ پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق بیات
زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش
سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ ماہ اگست کو صاحب
رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی
اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کر دیے کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست
روئے دلارام را ایک دوست مرزا سے کہا آپکے باب مین صاحب سے احتیاج
کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے
کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے۔

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتوی قتل مجتہد العصر
سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چہارشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء
گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائے گردن
مارنے کو لیکن تادم قتل مقتولین کو تحریر ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عزیز

دو انتقام سے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آپ دو دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہین ہے جو ہونا تھا ہوا اب
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اے ہم گنگا نہین
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
مین حکم حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھو گے
وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان
تھے مگر سوائے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مجالس
مین ہزار ہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہ دیکھے
امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسیقدر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوئے مگر نسبت سب کے اسمین بھی
ممتاز ہوئے اپنی حلق سے کوئی چیز نہین اترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت سختی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطباء حاذق اور عملیات ماثورہ اور نذر و نیاز ہر اماکن مشرفہ
مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا ضائع
عامل ہوم سے زنبیدار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے اور
کچھ سد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مر گئے اسمٰعیل گنج کی حویلی اپنے مین ... تھی
اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہو گیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲- تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰- اکتوبر سنہ ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکۂ آفاق عرف چھوٹی بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
ذ ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ و دلتخانۂ قدیم اور

قیصر باغ میں رہنے لگیں اور فرح بخش کو بہتر سمجھا چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام
سے ہوئی تھی ہر چند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں
اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہیں مگر حکم لکھا گیا تھوڑے دن جو روز دربار عام مقرر کیا
تھے سب حاضر ہوا کریں بعد چندے رد ہو کے یہ صورت بھی نہ رہی - غرض حضرت مریم مکانی
حسین باغ میں جا کر رہیں اور روضہ دوست شیعہ امام باڑہ عسکریین تو تعمیر خود جب مثل
حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئیں فی الحقیقت صاحب اوقات
تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصائب خامس آل عبا میں مصروف
رہتی تھیں اور از راہ مآل اندیشی چھ لاکھ روپیہ جو حضرت فردوس منزل نے معرفت
نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ اپنے
نواسے مرزا عالی قدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جنکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری
ہوتا ہے . بطریق قرضہ موبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ تھے اس صرف سے
امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور جو کچھ دانق سہم شش [illegible] تقسیم ہو ایک حصہ
ملکہ زمانی یعنی بادشاہ دولہا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور [illegible] متروکہ [illegible] نواب حسین الدولہ
خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ تھیں چوتھا شاہزادی زوجہ
نواب منیر الدولہ کا ہوا چنانچہ فی کس پانچ لاکھ روپے سوا سے ہزار روپیہ ماہواری کے علاوہ تنخواہ
دار ملازمین قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے
ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ میں لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر سنہ ۱۸ع مطابق ۲۶ محرم سنہ ۱۲۶۷ھ روز یکشنبہ از روی پرچہ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ
عہدہ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار
کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرتے اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب
اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرتے لیکن بادشاہ کا یہ چند پیام بہ تصریح تمام کیا اور اوسکے
نہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکاروں کے
اوراس سرکار سے سفیرون میں فرق تھا یہ بیان ما ن ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین داروغہ تعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سر حساب ہوگیا ہے
ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خاقانی خواصی کے فقط داروغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل
کیا تھا فرنگی محل میں بہت سی حویلیاں بنالی تھین وہ بکرایہ جاتی تھین یہ امر محض دولتخواہی
جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اِسکا خیال ہوا تھا کہ جز رسی سرکار کرتا
چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنسی میں بنی وگرنہ پیشتر اسکے
خیمے میں چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے پہاڑی منڈیاؤں مین بنگلہ
وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب باتیں نہر رو سرکار شاہی
مین خرید ہوے جنرل صاحب نے تہخانہ وغیرہ کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ
لاکھ روپیہ کے ظروف اثرہ ضیافت کے رہتے تھے سال مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی
تھی ایک سالگرہ ملکہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ
سے موقوف ہوئی ـ

شادی صاحب زادی حضور عالم بہادر

۲۲ - شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم
کی نواب باقر علیخان اقربا سے قریبہ سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات بیکم
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤ گھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز
تھے اور میدان وسیع دولت خانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام کل منتظم شاہزادہ
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور پخت طعام مہمانی مین کمی تمنس

تین دن کی روشنی شاہ نجف وغیرہ باغ سے قیصر باغ تک متعلق نصرت الدولہ تھا
دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس باغ کے
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوئے اور رسوم
عروسی سب محل مین روبرو بادشاہ ہوئے۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴۔ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت
مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیوں کی اوّل تاریخ روز دوشنبہ ماہ مذکور
وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی بر ستارون کی غفلت
ذیجبری ہوا دیے سینہ محبتس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر نے صدمہ روحانی
حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا
دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان
عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے
بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہوکر
بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوئے۔ تبدر بمبئی تک ڈاک مین گئے
وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی
نے انکا کہنا نہ مانا اس جہت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد للہ کہ کئی
برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت
اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے
تھے سب صرف مجاورین و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید سکتے اوسمین
زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد و تقوی سے بسر کیا کیے زایرین
بالاتفاق اونکے شکر گزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سند راجی بھی انسے زیادہ بڑھے ہوے
تھے اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاور رہنا ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ جو شاہا سے وگرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونون صاحبون نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴۔ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالۂ ثروت دنیای ناپائدار لبریز ہو چکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے بہ نکلا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ و قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ آہنی مین قید ہوئے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤنکو ملین ہر چند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا سوقت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل فرقۂ خارجیہ کر دیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۴۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال اطفال گارڈ یونیر سوار پلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کپتان افسر قافلین ساتھ روانہ کانپور ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص تنخواہ ہو یا جسکا مطالبہ ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انہین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت مطالبہ وغیرہ کئی دن کیواسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار لبجز ورفاقت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ ہندوالی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوکے نشیب و فراز راہ سے گاڑی الٹ گئی دونون کے چوٹ
خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے بامید طمع زر کے لئے کچھ ہاتھ آوے
ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لیلین اور کچھ نہ ملا باقی نہین دیتے تھے بچے بچائے
سے نرٹیپے تھے ہزار خرابی دریا کے پار اترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر
ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ - جولائی رضی الدولہ
وحید الدولہ پہلے دردولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا برڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین داخل
ہوے یہ صاحب انھین کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا اسنے حق احسان کے ادا ہوا
رضی الدولہ ان سب مین صاحب ثروت تھا وہ رامپور چلا گیا اتفاقاً قطب صاحب کے
میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے
بجبر گوایا اسپر مضحکہ ہوا اسواسطے کہ اسنے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل
تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ
وہارث الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے
سمجھانے سے گئے کچھ گاتے دو شالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگار دوڑے انسے
کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمھارے دماغ سے بوے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی
پھاٹک بند کرکے خوب پیٹا دیوار پھاند کر ہزار خرابی سے سرک پہنچے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو
ملکہ تھین چھن گئین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو الٹا جرمانہ تمھیر ہوجاے صبر
کر گئے چند روز کے بعد مر گئے قطب الدولہ علداری سرکار مین لکھنو چند روز تک
نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوے - رضی الدولہ کا [illegible]
کے گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ رئیس الدولہ ملازم بادشاہ تھے -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ - فروری ۱۸۵۱ع شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے معتمد حضرت سلطان عالم جنت کلیت بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان
کی بیٹی سے حضور عالم کی فہمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض
خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر
سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان اور
تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔
روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا
ہوا نوبت کشت و خون پہونچی طرفین مین مجروح و مقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور راجہ
بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اسکے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ومنزلت
اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کر آئے
ہین اور ہر درجے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت
بے مشقت فراغت معاش سے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے
ہین انہین مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی آسیب کی قسم کھاتے
ہین چنانچہ حکیم بندہ رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے علیحدہ ملتے
ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوٹ سے بمنت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور
مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان
انکے میرمنشی نواب گورنر جنرل کی سعی و سفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ
انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد

اصول فقہ تعلیم وتلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ پس پردۂ عصمت سے ہوا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون وبیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ وبحکم بادشاہ وقت تریفیہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ء چپراسی دیوان عام سلطانی وسپاہی خدمت مولوی صاحب میں سے
دوگوش بیٹی پیادہ پاسبان خاص وعام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کئی گاڑیاں
عیال سے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا مین المال سیاہ ہوا ہرچند جناب
عصمت مآب نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع وفراخ حسم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا حتی المقدور دستیاب ہوسکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ء عروسی حضرت سلطان عالم بنیری
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط وشروط حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہرچند حضور عالم کو بپاس
خاطر نواب مخدرہ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستان شاہی اس کثرت ازواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت وفرمانبری بادشاہ وقیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور فلاقت اسلاف کرام بھی یہ امر
تھا خاندان طیفوریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی [illegible] سوا
نواب مخدرہ عظمی سب محلات عالی اور عنایا لیہ تحریک عروسی بعض صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ و خلل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چندے نواب مخدرہ عظمی کا رنج ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ [illegible] کثرت ازدواج موجب استعجاب
نہیں بہادر شاہ بھی ہر مہینے میں دو دفعہ بنتے تھے سلطان [illegible] مخدرہ [illegible] کی البتہ
ایک حور سے ہی خراب رہتی ہے اس خاندان میں [illegible] بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محرم ہین حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۵۱ء ساچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور کو برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس خسروانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ رنگین تاج شاہی صیغہ پیچ سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پرتکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھرے ہوئے شرکت بریانزا اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۴۔ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸۔ اکتوبر سنہ الیہ ساچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۵۔ ذیحجہ ۲۱۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوے جب برات گاؤگھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہین سے رخصت ہوے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوے کہ محرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل چھتر منزل ہوے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ نے رہا روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ بہادر مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش مین بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۵۲ء عما والدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر
رسالدار منیبان حضور عالم مین ہو گئے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اور سکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خرید
تھے اور بظاہر کسیطرح جنکا فساد وخدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لبی لاکھ روپے کا داخل
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مسماۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہو گئین
حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا اونکی
مقبرے مین کوئی صاحب بہ کرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کر لیا ہے -

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۲۱ - شہر شوال روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۲۰ اگست سنہ ۱۸۵۱ء نواب بیگم
خاص محل نواب معتمد الدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیہ حضرت عالیمکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے از راہ حق یادہی بموجب تحریر وصیت نامہ نواب
وارثان شرعی مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپے
کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہر چند بہت
ہاتھ پاؤن مارے بامید انشاء اللہ تعالی کوئی عمل موافق نہوا اگرچہ بظاہر تحریر علیت
قرضہ موافق قانون دستخط حکام کا مہر سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی برا کال

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسّی
لاکھ کا نقد و جنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا سب بیہودہ مین بعیاشی و لغویات لاطائل اوڑا دیا
اور خود بیدرے سے کہتا تھا مین نے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مر گئے کربلای نواب
امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس و پیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھ ترکہ
پدری سے - یہ احوال تو خاص محل سیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل بطرح فرقہ
خاص سے بیقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ روادار عتبات
عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھ سلوک کرتی رہین وقت
مرگ لاکھ روپیہ یا اسکے زیادہ بغداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مرگئین روضہ مقدسہ مین دفن ہوئین تمرکہ
دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات
کیلیئے اونکو بدنام نہین کیا کوئی ہوچلن و رفتار نیک سبکو پسند ہے -

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱ - ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷ - ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۸ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈالہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوے نواب معتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد سعید
خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کی
منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی وہان سے
فرخ آباد کمپ فتحگڑھ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر
شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم خیرخواہ آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸ - ربیع الثانی
مطابق ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے - مرزا ولیعہد
حضور عالم بہادر ناکہ چارباغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ - جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات راجپوتانہ
ذکر ہار رخصت ہوئے نواب گورنر جنرل کا پور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ میں
تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت ہونا اور مستہم لشکر کا خلعت ہونا موجب تعجب
اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے ذکر کرنے سے نتیجہ انتزاع
ملک ظاہر ہوا کہ ملحوظ خاطر یہ تھا کیونکہ ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی ادھر کبھی آیا
کہ اپنی ہی فوج و حکام جدھر جا رہے ہیں انہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں
اسے صریح ظلموں سے تو باز رکھیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ - جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرض ہوا ہے کہ علیخان
بہادر خلعت ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت ہیں ۳۶ اشخاص تحفہ
رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ لیا ہے گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور جب
سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا - صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب معنی فریب
کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہو گیا اور مشوا ترا دونوں کا نام لیا چنانچہ نواب
منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقت مہر ہماری مگر
ہم نہیں واقف اور نہ خود ہم نے مہر کی ہے صاحب نے کہا ہم نے ثابت ہے کہ
یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک
نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہرکن کو بلا کر یہ مہریں ثبت
کی تھیں اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے بیان یہ احوال کہہ دیا
خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ
سے ہوئی کسی شخص اس تمام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس سازش کا کچھ حاصل
نہ ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق
ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ - شعبان سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے فیما بین ہو رہا تھا روا نہ اجمیر ہوئے جنرل لو صاحب کی
اسسٹنٹ ہوئے ذمت ، وانکی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول آنے
رزیڈنٹ اسکے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنر صاحب اجمیر سے انکے مقام پر ہوئے

احوال پر اختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا نقو - صاحب ہمت مرد فیاض سیر چشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدگی مین کامل تھے لیکن چراغ و مصرف غافل
کال اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی ترکہ
منسوب بمہر مادری دے کے کر کروالیا ہر چند جب از واج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی دو دولت پر داد خواہی کو گئے سچوبی شنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ ہائرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا مجملاً اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اعمال ہو گیا یہ مقدمہ بھی
رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت تحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جا ئینگے مظلمہ آخرت سے
آپ بچ جائیے رکسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا ابھورا کے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا
ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہے مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمانبری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاقان

ہوے اور نواب بھی قائم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط تام کے
پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار میں صبح سے تا وقت استراحت حضور
رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے بیچ مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت
بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دی گئی
بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی آخر انہوں نے مرزا کے کہنے سے میر سکندر خان
بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے مقرر کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲ لاکھ
تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶ وصول کیے اسیطرح تین برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ
بیت المال اپنے صرف میں لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کر دیے تین دن تک
روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت
کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر
کو دی اونھون نے اونسے بھی زیادہ ظلم و تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی اپنے
اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرتی بہار دو مرے مجبور انہیں خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ
نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی ملکہ کی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم
دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر میں زبان زد خاص و عام ہے اس زمانہ میں مثل افسانہ

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ بحال و خانہ نشین ہوے اور
معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و تنگی معاش اور اخراجات روز مرہ حد سے زیادہ گذرا
حالانکہ راجہ بختاور سنگھ اپنی مخبری اور نیک نامی سے پانسو روپے دیا کرتے تھے مگر انکے
اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی ناموری و شہرت سے پانسو
روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یاد سے اپنی فتوح سمجھے تھے جب
نواب منتظم الدولہ موقوف ہوے بسفارش صاحبان عالیشان و تجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے
تاج الدین حسین خان جو بہ ہمزمن وزارت منتظم الدولہ نے خیال خام کیا تھے ہوے تھے
وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر انکی کا ظہور ہوئی تھی بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ
کو مزاج اقدس شاہی میں مداخلت کلی ہوئی اور رتق و فتق مہمات سلطنت اسکے ہاتھ سے معتمد الدولہ

دیکھہ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھہ صاف کیا خان بہادر اور انکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات مشہور بقضاے مبرم یا سلوک سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی نہم سے مستوفی ہوے انکی مفارقت گوارا نہ کی ۲۲ لاکھہ سرکار شاہی مین دیے ۸ لاکھہ جیلے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوے۔

جنرل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھہ سے اپنے تئین برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھہ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انکے جدا ہونگے دس لاکھہ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی طرح بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عتبیات عالیات بھی ہوآئے

خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تقسیم ہوا پچاس لاکھہ روپیہ صرف کیا تین لاکھہ روپے کا علاقہ راجہ رسدھان کے راجہ کا لیا تھا سعی قسمت حضرات کنبوہ وہ بھی بے نقصان ہاتھہ سے گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھہ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپیہ پرساد جی کے پاس رہن ہوا لاکھہ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ سلاخانہ شش کنبوہ ہوسکے تھے گھر مین آگ لگاکر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین آئی تھین اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بیخبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا گھر لیون پر بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک بی بی نکاحی فضل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانیسے نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنیل صاحب باپکے دیکھنے کو اکبرآباد سے آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون نمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۳ - اپریل ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہو کر مر گئے سپرد خاک کا ہونا کربلا ہی میں
کربلا ہی سطی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی مان کے پہلو مین دفن کیا
اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار بھی بھون ہو گیا لہذا اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن
مصلح السلطان و نجم الدولہ کے پاس آ کر رہیں حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیئے
مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مر گیا بہن کی شادی ڈپٹی کلب حسین خان سے ہوئی میان عنبر
نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس
رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مر گئی مدفون کربلاے میر خدا بخش مرحوم
ہوئی بے اولاد رہی میان عنبر اسی دیانت و امانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہیں ڈپٹی
صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کر آئے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زادراہ بھی پایا
خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر دیکھا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین
اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہو جاتا ہے اس ریاست مین دو
وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا
اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی و خرابی کی ہے مگر ریاست واملاک
سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے برفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی
مین آئے تلنگے نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپکو وصی علیخان
کی نسبت ہوا ہی بس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار
ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب
جکیب جوانس وصی علی خان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف
اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال برا ایسے امر باطل
کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور جاننا مین اس کے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور
میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی
قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہر کیے شریف
کے پاس بھیجا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگر ان چار یارون سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھہ قلعی
کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ
اکثر برادران کشمیر کو جمع کرکے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب نہنہ
سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پانؤن پر صدمہ پہونچا
روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا - دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے
صاحب ہوا کھاکر کوٹھی کے برآمدے مین آترے راجہ بختاورسنگہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے
کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی منظر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے
واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاسے تو ہم بہت
خوشی سے اپنی ولایت چلاجاسے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے - پس جہان ایسی تدبیرین
ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم -

محبت نامۂ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے یہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے
زمانے مین طریقۂ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدد آجاری کیا یعنی
اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم ازراہ دولتخواہی اور خیراندیشی
انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری
باوصف ان سب تاکیدات طبع مدارالمہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین
نہ لائے لہذا پھر نیاز مند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ
موافق راے صوابدید وحسن وتدبیر صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے ایطرح
خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح ورفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیاز مند ظاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کرکے لکھا اگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا سراسر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہین یہ کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بہکانے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہرچند دولتخواہون اور خیراندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو اسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑے صاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ یہ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۹ ۔ دسمبر ۱۸۵۲ء مرزا وصی علیخان پینس مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوئے ۹ بجے رات اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ انگریزی کے گھر مہمان ہوئے صبحکو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے چھپکر راتکو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہے عرض کیا کہ اونھون نے قربان ہمکنیا می اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اور یہین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہیں بود و باش اختیار کرلیں اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر دن کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہے فقیر کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور ہنڈیاؤن مین بیجانا

پہلے پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منشا نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا سلطنہ ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے - پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہو چاہیے کہ وہ شہر سے نکالدیا جاے اوسکا جواب دیا باوشاہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نرہنے کا اختیار ہے -

روز یکشنبہ ۹ - ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم آخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرایجی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل باد صرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس ہنڈلیاوَ مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آؤ خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور دربردہ اپنی خیرخواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کر رومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے - عرض حال کیا حکم ہوا کرائے کے بنگلے مین جا کر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ متہم اہل وثایق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار ہے ہمنے وصی علی خان کو مفسد و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوا دیا بادشاہ نے اپنے نافہمون کے کہنے سے اونکے بدلے شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہمارا موجب توہین ہوا یہ ٹھہرے ٹھہرے بدلائی ہوتی جاتی ہے -

غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی جو بیداد سلطانی اور کوتوال کی روبکاری ہوتی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا تاکہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا ورنہ مین دریاے گنگا تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون احد کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہیں اونھین قیام شہر کا اختیار ہی لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی اور

شگوفہ نونکالین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی میرپیٹر نے ہو چندے آپ کے قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا ۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے دردولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام رسولی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی سو یہ وار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گو رنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ دردولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے ۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶ ۔ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۷۰ھ مطابق مئی ۱۸۵۴ء سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریباً ۳۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلاے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر یا کسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلا سے تو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سکپو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا کسی اور سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان ہے یہی بادشاہ ذکی بانونکو تہ دل سے شنئے تھی حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کے استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادے امرا و سید عباد [illegible] تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے

شہر کی خلقت کوٹھون پر سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام ہو گئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر او ٹھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ عمدہ زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھاتے ہوئے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت جابجا متفرق ہو گیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھ تھے آدھی رات کو صندوق در دولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوا دیا دو شالہ رومال خلعت ساتھ روپے سے حامل ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت و جانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ بر آوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھ نہوے بہت دنون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اور یہین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دو سرکار زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنوا کر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیچکر کچھ فایدہ اوٹھاوین نہوا ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شہ کیب کا رپردازی مرزا وصی علیخان تھے متعہد تحصیل گنگا بخش و بیدار بشاقی ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے از راہ مصلحت وقت میر ناور حسین مہتمم روند شہر کے ساتھ روانہ کانپور ہوئے یعنی اقعی کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن کار خردمندان نیست ہر چند مقدمہ گنگا بخش مین بہت عرق ریزی و جانفشانی و خیر خواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیک نامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گانون مین آکر رہنے لگے اب مر گئے۔

برنڈن

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی
رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک
چھاؤنی منڈیاؤں میں رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکاری کرینگے
ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فضول جیکب جونس تاجر کی کوٹھی میں نیلام کو
بھیجدیا تھا بعدہ آگی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵- اکتوبر سنہ ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲- محرم سنہ ۱۲۷۲ھ
روز پنجشنبہ شام کو ۲ بجے مع میمصاحبہ ڈاک میں روانہ میرٹھ ہوے راہ میں ڈاکٹر صاحب
کی تجویز میں کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کارپردازوں سے اسی پردہ میں میرے اخراج
لکھنؤ کی تدبیر کی ہو اسپے رفع خلجان سے میرٹھ نے گئے ڈاکٹروں کو جمع کرکے موافقت آب
ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمھارے واسطے
اچھی ہوگی ملک لکھنؤ کی آب وہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹروں کی صدر کو لکھی
مگر مقبول نہوئی کس واسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہیں بعد انقضاے
مدت رخصت البتہ اختیار ہے۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے
اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی
سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنسی میں
کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل
بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوادیا
تھا اونھوں نے لندن میں جا کر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک نہوا۔ صاحب آگرہ
اخبار نے صاحبان کے باب میں بہت کچھ لکھ بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی جج
سے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہیں پاس نہیں آتے۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے
ہیں ہمیں کیا پرواہ ہے البتہ سرکار سے انھیں اجازت عام ہے۔

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱ - تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبحکو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر سنہ ۱۸۵۴ء مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور فیضیاب زیارت آپکے پانون سے لپٹکر بہت سا شکر گذار ہوکے اور بالاجمال شکایت ناسمجھی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچاو بیان کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار مین مشغول ہوے مجالس عزا اور نیاز صدق دل سے کی - انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے -

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر چارج شکسپیر صاحب نسبتی بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل - جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنسی حیدرآباد سندھ سے عدن مین کمشنری رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے - پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے - مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار تھے لیکن کشان کشان بذریعہ چٹھی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے -

۴ - تاریخ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ - ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ بوقت نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے - تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین چھ پانی فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمہ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنسی مین ٹھہر کر چھاونی منڈیانون مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنسی ہوے باقی سب امور معمولی کچھ دن

ہیز صاحب پر ہوے -

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ کے بعد رگھوبہاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہے مداخلت کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھے چکے تھے اور اسی نوکری سرکار مین مر گئے - بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے -

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا پھر شہر سے میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور کے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسین خان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس سے عالت تعشق انھین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلا سے معلی کیا تھا واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال دکم استطاعت ہوگیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے امیدوار ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چندروز اکر بسر کرون - بظاہر حضور عالم کو بھی انسے کچھ خدمشہ نہ تھا عرضداشت قرین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہم سفر ہوکر ڈاک مین چلے ۸ - تاریخ ماہ صفر روز جہارشنبہ ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین آترے پریشان حال لکھنؤ جوق جوق جمع ہوکر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے پھر عروج پہ شرف کیا ہے حالانکہ مہینا دن تاریخ تینون بہ مین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر با احتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو مطلب دیا بس
باتین خیرخواہی کی تھین از راہ دلسوزی گوش گذار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلیٰ کانپور کے برخصت اخفا مہمان
حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلیٰ کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوا دی کہ صدر اعلےٰ
نے آپکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلےٰ کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلیٰ تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور جو انہین کیو اسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
اخراج شہر سے زمان سابق مین یہ بدنامی ہوچکا ہی ہمین تعجب ہی کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا
خلاصہ برکت یمین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
وہان بہ حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
پاکنون خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وارسنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوا دی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوا دیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتداء ۱۳ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۸ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نو قرار پایا ہی

سالہای مذکور بتفصیل ذیل کا حکم سب دفتروں میں پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اسکے تاریخ
و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین

ماہ واجدی - ماہ محمدی - ماہ اختری - ماہ سکندری - ماہ حسینی - ماہ اثنا عشری
ماہ آفاقی - ماہ منصوبہ - ماہ مراتب - ماہ منصوری - ماہ سلیمانی - ماہ نبی -

مرقوم ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک
مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ
عالی اسی مہینے میں ہوئی تھی ۔

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۴ء
مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ میں آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا
بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہاں سے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو
گئے بہ وقت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت میں عیسائی ہوئے
کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ ادھیڑ
کا عیسائی کرنا مشکل ہے ۔

مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے
پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی میں اترے حضور
عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار
ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ ہے مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے
گئے ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۹ - ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی بانکے بہاری جمعین کپتان ہیز صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بہ تقرر رسالہ دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن
قصبہ ملیح آباد قریب لکھنو بیٹے مولوی عبدالاحد کے مولوی فائق کو میر منشی دفتر فارسی کیا اس
از ریذیڈنسی مین میر منشی غلام قادر خان عباسی ہوے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ و پنشن مادام حیات
رہا اور اکثر انصرام کاروبار سرکار رہین بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علی خان کرنل
کالنس صاحب اور پیر جان منش صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان ہو ۱۹ لاکھ روپیہ نقد
سواے املاک کے چھوڑکر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا سے بعلت کسبی مارا گیا
دوسرا مدقوق ہوکر مرگیا چند روز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا عیش و
عشرت دنیا مین سب مال دولت لٹا کر حالت افلاس مین مرگیا املاک داخل حصار بیلی
گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکٹس صاحب کے منشی ہوے بہت صاحب
عزت پر غرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت
مین ۱۶ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو
سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا نہین جانتا اسقدر روپیہ اونسے کس
حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا
وسی مین مر گئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہوگئے ۔

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع
ملک ریذیڈنسی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ تقدیرات کے سکو
کسی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین ہے ۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل بوسیلہ جاری رہا حضور صاحب
باب انتظام ممالک محروسہ و خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص شقی جو باعث
خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت
طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جاوینگے
اونمین دو عارضے مہلک تھے ایک ذیابیطس دوسرا آشوب چشم قبل اسکے جب کلکتہ سے جہاز
پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مر گئے غریق سمندر ہوے نافہم اور ناعاقبت اندیش سرکار

اونکے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر ان ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو ونما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبو یک خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ وپیوستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور حقیقتاً سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا۔ فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید۔ ۱۳ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا۔ پہلے دن صحبت حال قال اشایخ صوفیہ بھی روبرو بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا۔

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان بین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقابلہ ومجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء۔

استفتا اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما قولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم۔ اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود یار مسلمان می گویند ودیناً ظاہر خالصاً لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدہ حکم شہادت برایشان درست است یانہ وبر تقدیر یکہ مسلمانانرا در انتقام آن قتال وجدال بالفرہ فخرہ باید یانہ وکسی کہ مسلمانانرا از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید۔

جواب۔ بر حکام اسلام وغیرہ بشر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است واللہ اعلم۔

استفتاء مرسلہ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلماء

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلہ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عہدۂ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا آن ساختند و جمیع عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب ۔ پناہ بخدای عز وجل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لئام لازم است واللہ اعلم۔

ایضاً ۔ ما قولکم ایہا العلام بحکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست والقاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

جواب حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرا حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب وہو العالم۔　　مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنودان در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان ارادۂ انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند مسیدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب ۔ بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد وہو العالم۔　　مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت ۔ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

یا دعاے اینکہ موردان مسجد گندیدہ شامل مکان واماطۂ بتخانہ کردہ اند اجتماع عزیمت جہاد دارند
و بادشاہ و والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت ورفع حجت طرفثانی می فرمایند و
ممانعت وہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت
تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا ہوالمصوب۔

جواب۔ تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد
سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابوالبرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تراب علی

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک
مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے
مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو
بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان
قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی
ٹیکرہ پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزاے
اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ
بنایا مسجد سے کچھ متعرض نہوے جب تک حکومت بچھم راٹ وغیرہ علاقہ سرکار سے راجہ
درشن سنگھ بہادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گرا کر
مکان گڑھی مین ملا لیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے
مسکن بنائے اور اوسکے اندر گھوڑا باندھنے لگے اور بیراگیون نے اہل اسلام کو توڑ کر اونکی
انیٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بنائے یہانتک کہ مسجدین پست
اور بتخانے ... [illegible]

[illegible] ... بادشاہ ... اسلام ... پھر اوسکے بتخانہ [illegible]

تباہی مسجد ہنومان گڑھی مین رونا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی منصرم کچہری ساٹ سدہ ماہ پہونچے تھین سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو فیض آباد پہونچے تھے نائب کوتوال اور کپتان الگزنڈر آر پٹرک آر نے باہر نکالدیا جب یہ پرچے اخبار پیشگاہ شاہ جمجاہ گذرا حکم تحقیق مسجد آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ پھر کئی اشخاص سے جامع مسجد جو ستیا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور با وصف عدم بضاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آر صاحب مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو شارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی مدد راجہ مان سنگہ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور سبھر دریا بند کر دیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ - شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کیواسطے مسجد جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع شکر بلوا کرکے اونکے سر پر پہونچے ہمراہی غلام حسین نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے دیہان آگئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کر دیا لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین اداے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی صاحب مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پہونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ نہ تھا کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جاے اور ایک شخص کو ہمراہی غلام حسین سے افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کواڑ کی اٹھا لاے راہ مین ہنومان گڑھی کی ہنود نے اونھین گولیون سے زخمی کر دیا اونھون نے کواڑ چھوڑا اونپر حملہ کیا پسپا کر دیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل ہوا ایک ساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم گھرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد
نہ کرسکیگا انھون نے گھرین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلی علی کے ہے جو مؤلف
کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین بیر کے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹکر
بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون
گولر سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے
ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حائل تھا پرزے پرزے کرکے منا وانتشا
پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوئے ورق بھی ملفوف سرکار کے
گئے اور جبجگہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خراب کر دیا
چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور وکفن پڑی رہ گئین دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد
ایک غار بڑا کھدوا کر گل دفن کر دیا بعد اونکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آتے
ہوم کیا سنکھ بجایا بہت سے اوبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ بیٹھے کی قبر شہدائے سید سالار کی تھی
اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہی کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑ ہی ملازم راجہ
مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشن دت رام اور زمینداران گرد و پیش مددکو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت
ہوگئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت
معرکہ نہتے گھرمین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر حملے کیے اون بیچارون نے جسطرح ہوسکا حفظ
ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھاکر صاحب فراش ہی اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور
مسلمانون نے اثاث البیت گھرین چھوڑکر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے
اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہوگئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے
اور سب اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہی اور ہنومان
گڈھی مین مسجد کو بہت سے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہی اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہی چنانچہ ایک اونمین سے

مورخۂ ۹ ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۹ھ ملفوف یہ کیفیت ہی اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی بشتر اماکن و معبد مذہب ہنود مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہی کہ زمانہ حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل محضر ہے سالپس اسصورت مین اگر سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور انکے حامیونکا استیصال کما ینبغی سے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڈھی مذکور کا موافق بنا، قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہو کر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب نالان ہین اور اسید تدارک ترا روا قعی کی رکھتے ہین ۔　　حفیظ اللہ　　محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی ۔ لا ریب فیہ　ساکن لکھنؤ ۔

۲ میر رجب علی ساکن اودھ ۔ مسطور المتین بیان واقع ہے ۔

۳ سید محمد اصغر ۔ بیان واقع ہے خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین ۔ بیان واقع ہی ۔ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد

۵ عنایت علیخان فاضل ۔　ساکن فیض آباد

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا ۔ ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف ۔

۷ مرزا محمد سوزخوان ۔ ساکن فیض آباد لا ریب فیہ ۔

۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل ۔ بیان واقع ہے

۹ مرزا جان نواسۂ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہی کہ مسجد مذکور ان گڈھی پر بار ہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے ۔

۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے

۱۱ میر بخش حسین مفتی ۔ بیان واقع ہے ۔

۱۲ سید نصیر الدین ۔ ساکن محلۂ چراغ دہلی ۔

۱۳ حسین علی ۔ زمیندار محلۂ قصاب نگر اولاد دستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھ سی مسجد دیکھی ہے

۱۴ احمد بخش مہر سبحی رسیلدار محلہ میرانپور محلات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خرد محل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڈھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڈھی پر دیکھی ہے اور سمت او سکے سیاٰت بھی یاد ہے محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خرد محل

۲۸ محمد مہدی " " بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڈھی کو آنکھ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ سید علی محمد - لاریب فیہ مسجد متصل ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڈھی پر آنکھ سے دیکھی اور اوسکی سیاٰت بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد - کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی -

۳۶ گواہ شد - عبدالکریم - " " "

۳۷ - ودھنی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد - قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاءالدین فوجدار اودھ سوانح نگار و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کرکے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص فیض محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار کرکے بدستور سابق مسجد تیار کرکے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کرکے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمہ مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنابر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجائے چنانچہ شیخ کریم نائب رفعت پناہ شیخ بہاءالدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن بیراگی اقرار واد کرتے ہین کہ بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجائیگا اور ہم بھی مسجد کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین دھکرا اپنے گھر چلے آئے اور انہنے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام مین آباد ہین اور اراضی و بوسیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اوسنے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح سے از راہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت صورتحال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری۔

مواہیر

(۱) مفتی شرع محمد ابو تراب ۱۱۳۵۔
(۲) خادم شرع محمد عربی۔ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱۔
(۳) مہر قاضی خان مطابق مہر اصل باضیہ ہے۔
(۴) خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ قاضی محمد نعیم اللہ۔
(۵) خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳۔ عقد اللسانی رب الشرح لی صدری و یسر لی امری اصل
(۶) نجیب شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵۔
(۷) خادم شرع مفتی محمد لطف الصمد ۱۱۴۰۔
ذلک الکتاب لا ریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸۔ ان اللہ یامرکم فی العدل و الاحسان۔
(۸) محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ۔
(۹) ز نور شہرت یافت عنایت علی۔ بیان واقع۔
(۱۰) محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لا ریب فیہ۔
(۱۱) افضل جلیل پناہ جمیل ہے۔ ״
(۱۲) نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ (۱۳) معز الدین محمد ۱۱۴۲ (۱۴) شیخ ابن محمد انصاری۔ لا ریب فیہ
(۱۵) میر محمد۔ بیان واقع۔
(۱۶) حسن بن آدم جلال ہی لا ریب فیہ (۱۷) سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع۔
(۱۸) فخر علی۔ بیان واقع۔
(۱۹) خاکپای محمد راست علی۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع۔
(۲۰) محی الدین شاہ فخر ناہ فرید واقع کذلک مسطور۔ بیان واقع۔
(۲۱) خاکپاے نبی منظفر بیگ۔ بیان واقع ہے ما مالی ذلک کذلک۔

۲۲ حبیب اللہ۔ لاریب فیہ

۲۳ نعمت اللہ یا حفیظ شک وشبہ نہین۔

۲۴ شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

منشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ وفیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور اثار عمارات مساجد کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے بپایہ تحقیق وثبوت کو پہونچا یہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجاے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت وشوکت مسجد جامع بناے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی ستیا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی ستیا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ دریا کہ بالفعل بہ سبب خراب ومتہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی دیوار باقی رہگئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان ندی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ از ین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین از انجملہ بابندی ہنومان گڑھی پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر مایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اوس جوار کے اوسکے معین ومددگار ہوے حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڈھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری کرکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر وتماشا ہنومان گڑھی

کے ٹیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی
متعرض نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین
ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڑھی
کر کے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ
فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ آدمیونکو تہلکۂ ہلاکت مین ڈالا اب دو گوش
بینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کنہرے کی جو دو برس پیشتر حکم
حضرت سے مخاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور انکا
ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمایل تھے کیفیت مولوی نہال الدین
امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغۂ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل
ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گرہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے
کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور اب تک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ
انکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور
بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین
اپنے عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے
مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے۔ علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹
نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغۂ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ
فدوی شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڑھی واقع اودھ کے ساتھ
باظہار ہم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت پہ ہوئی ہے بحقین حکم پہونچتا ہے
کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیل عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رای
مولوی نہال الدین لیکر بلارعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جان کر حسب الحکم
عمل لاؤ بعد معرکۂ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین
۱۹ آنا میخ شہر مذکور بسبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رای مولوی
موصوف ساکنین فیض آباد اور اودھ سے تحقیق واقعی کر کے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے بھی بنظر انور ہین گذریگی بعد ملاحظہ کے دربارہ تدارک ہنومان گڈھی جن مسجد مین مسلمانون کو قتل کیا قرآن شریف سے بے ادبی کی کٹہرہ مسجد یا بڑی مسجد جامع جو حکم سرکار سے بنا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے ہوئے مسجد مین جو رای جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ آلہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۷۳ء۔ داروغہ عدالت فیض آباد مرقومہ ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ۔

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہم ہین۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ مامور ہوئے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از روے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین ثابت پہونچائین اور تینون حاکم متفق ہوکر جو کہین ہمین بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنا بر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامہ کے لکھ دیے گئے کہ ثانی الحال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ۔ دستخط مہنت بلرام داس

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہم ہین غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین کیا تھا نوبت بگاڑ کی پہونچی اور مسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین رنج پیدا کیا اب بنظر رابطہ سابق ہمین اونسے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان و یکر قسم جمایر سوامی سے قرار کرا دیا اور لکھے دیتے ہین کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسیطرف سے ہم زنہار او رصاحبت و فساد وکلہ ...

نزاع لفظی بھی اوس سے نہ کرینگے اور ہم بیراگی جا رسید ہہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے او جسطرح کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے او جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور آشتی سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی لغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین مجرم اور گنہگار ہو کر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقوم ۲۶ - ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بابرام داس

سانحۂ یادگار معرکۂ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامۂ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غربائے اہل اسلام سے بڑھا اور بظاہر ثابت و متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین چنانچہ پہلے سندیلہ مین اہل اسلام نے مولوی کی تحریک سے بعد شورہ اجماع کر جہاد پر باندھی بعض ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام کے واسطے ہو جائیگی غرض ایک نے نمانا مولویصاحب کے سر پر اجل تو آگئی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوے شاہجہاہ سے عرض کی کہ فدوی ہرچند چاہتا ہے کہ یہ بیدۂ فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جاے لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردۂ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنی مولوی امیر علی میر حیدر منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکائے اور مفت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو —

بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولویصاحب کو بلوا بھیجا اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ مین اوتارا جب تک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت لیا اور جیا دیا تھا نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہو نے پاوے منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤن گا آخر اوسی شب کے مولوی صاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۲۰۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ ورنہ لا محالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب اس الہام غیبی سے کچھ خبر نہوے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندۂ اہتمام الدولہ حیدر علیخان کو حسین علیخان اور تہور خان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جاکر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر بہ نرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان موکد اختتام تک واسطہ سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمایش کچھ چھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرۂ محرم کے بعد عہد و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نجاے تو پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے مسلمین ہین چنانچہ ۲۴ تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۲۴ محرم سنہ ۱۲۷۲ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز رسول مین جنس غلہ اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر دور و دراز شہرون مین پہونچی تمام عباد تنگر غافل جاہل مسائل سے بیخبر بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہوے تقریباً جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور میلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان ولایتی تمنداری کوہی دستی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز مین تنگ ہر رنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس اور آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کی اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور لطائف متردد و خائف ہوکر ساکت و خاموش رہگئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے شہر دنگا بیان کیا کہ ہندوستان مین
درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت وخون کی پہونچے
ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہوجاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب ولازم ہے مولوی
امیر علی بانی مبانی اس شر وفساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اور سے لکھنؤ سے کیون
جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے انکو بہت کو بلوایا ہے کہ وہ دردولت
پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہماری
رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی دیکر رخصت ہوئے —
امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیز صاحب نے صمصام الدولہ بتوسط شاہی
سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی ہونے
پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس عرصے کے جب حشمت الدولہ کے پاس آئے
کہا تھا ہمارا پیام بادشاہ وزیر سے جاکر کہدو اپیل بر د شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین
دھمکاتے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گئے مذکور راجہ مان سنگھ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت
سے دردولت پر حاضر ہوئے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشون
نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کروادیا اور بظاہر اپنے بچاؤ
کی باتین لاطائل ذہنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہوکر عرض کیا اور پرچہ پیام مشعر وغا
رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بنائے مسجد منہدمان گڑھی مین کسیطرح ثابت وتحقیق نہین ہوتی بعد ملاحظہ
پھر طائفہ فریقین کو خلاف بیجا آوری حکم محکم بروقت سرکشی ومتمردی سزائے اعمال دیجاویگی صاحب
رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس باب
مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب وملت نہ کی عدل وانصاف حاکم وقت کو یہی
چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے ہنوز نہین ہوا
پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کردیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیل وفریب سے یہ امر بستہ مین
رہے مگر چارہ علاج خود بند کردیا تھا اب مدت وعدہ لولیصاحب بھی تمام ہوئی بنائے
تعمیر مسجد بہ تعویق ہرچند کہ بنائے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور شاہد اکثر ثقات سے ثابت وتحقق ہوچکی تھی

چنانچہ بندہ مؤلف کے بھائی کی ٹپالن تعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری غدر بابندہ احمد مرحوم مین وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڑھی مین گئے مسنت نے ہمین سمجھائی دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد و وعدہ تسکنی کے مایوس ہوئے چار و ناچار مستعد مرگ ہوکر وہان سے پانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا حسب الحکم سرکار دو ضرب توپ فوج بانگر و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب دعائی مرزا حسین علی کمیدان ٹپالن گلابی یہ سب روانہ ہوئے اور حسب الحکم ہو کہ زنہار مولوی صاحب کو آگے بڑھنے دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر یہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفون اور چاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اودھر حضور عالم سے خایف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی جو سلسلے مین محرک جہاد و غدا ہوئے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آگے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب ندو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے —

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارہ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرہ دیکر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کر دیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھولدیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا —

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی
پیچھے نماز پڑہتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھے تھے جب اس حال
کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب ودانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کردو اور عرصہ تنگ ہو جاے
مولوی صاحب نے از راہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے
دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ۔ عترت پر وہ حال گذرا
جو چاہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری
بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام نہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبتہً اللہ کمر
باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا مگر حیف ہے کہ ارکان دولت نے اپنی
طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے تاراج ہو گئے ناچار
ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ
سابق کئی برس کے بعد آب ودانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اسیوقت
غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑونپر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون
کی بڑھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغا بازون سے کچھ
تعجب نہ تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس
نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی
نے بعد بہت سی منت و فہمایش کے گھر سے تیرا دلی نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر
کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مار ڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ
سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ
وفساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین
ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل و بفروغ سمجھے کہ جب انسے ایفاے وعدہ نہ
ہو سکا تو انسے بناے مسجد کبھی نہو سکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی رفع توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بمرگ دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف شریعت غرا احمدی بخوف حاکم لکھون لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف ونحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر لوا سے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل لست عدد انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیر آبادی مولوی محمد سعد اللہ جو جج خانہ کعبہ سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض لطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل عبارات مختلف سے رنگین کرکے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت صاحبان عالیشان یا اہل اسلام جو انکی اختیار مین ہون جہاد حرام ہے پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہے

سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئے اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور چلی بھیت کے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ افغان ولایتی کو بھی بہ مجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہوکر فقط چھ سو کے تن بمرگ دیکر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے سوقت سب کی نظرین تھی پچاس روپیہ یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکی کارندہ سبیل کراکے کفالت مجاہدین کیو دیتے تھی میر عباس ہمشیرزادہ میر کجان نامی پسر اک مشہور شہر کوتوال لشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا ساق

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ مطابق ۷ - نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ ماہ کاتک ۱۲۶۳ سنہ مولویصاحب نے نماز صبح بہ جماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریبا تین سے آدمی سے زیادہ ہمراہ نہ تھی باقی منتشر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو کو یہ خبر پہونچی - چار کمپنی دو توپ فیلکہ بھیجا کیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوے

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین ہو پہنچے ردولی تھی قریب تھا ایک باغ مین
جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر ردولی تین کوس ہے وہان جاکر رہینگے قلیلے نمازی
تھے وہ سوار جان ایک ایک ہو ردولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد اور سدراہ کمپنی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر تھی اتفاقاً کئی تلنگے اپنی قطار سے
بڑھکر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو ردولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
تو مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ و منشاے صاحب رزیڈنٹ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجئے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
حرکت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو ٹھہر
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا ۔

کپتان بارلو گھوڑا دوڑا کے اپنی فوج مین آیا اور حکم دیا کہ آگے بڑھین توخالی توپ اول داغ
کہ پھر جاوین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسّی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلا
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور اونکے غول سے صدا تکبیر بلند تھی گویا خیال گولیون کا نہ کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہو گئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر کمر باندھی غرض نیم ساعت مین
یہ سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوئے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگکر
ٹوٹ کر سر پر نمازیون کے گرا بعد اسکے تلنگے یورش کر کے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے راجہ
ضلع گونڈہ کے تعلقدار آپہنچے سب کا کام بمقابلہ مارے اور بیگناہون کو زخمی کر کے تلوارون سے
تمام کیا مولویصاحب اپنے سجادے پر رو بقبلہ گرے اور اتفاق سے یہی اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے مثل بنات النعش تلنگون نے دوڑکر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ فخر فتح و فیروزی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

پھر دوبی حکم ہوا یہاں کیون سر کولاتے اب چاہتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ بپا ہو دو تلنگے اونٹ
شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دیو ڈر ہے کہ اگر پھر کر یہا وینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور ہمین مار ڈالے
بڑے صاحب کو ملاحظہ کرائے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سیدھے بارہ بنکی کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ ہمنے سر راہ خدا مین دیا ہے پھر انکا
سر ہم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے مشاہدہ سے بھی
مقام سکوت اختیار کیا تاکہ مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر ۔ العلم عند اللہ ۔

الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس مین تقسیم کر لیا تین
کوس وہان سے محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون مین غلطان چھوڑ
دی نقصان روز چہار شنبہ سے تا دو پہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین وحشین درندے کھا گئے اس حال کو
اکثرون نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکس
نعش کو دون اور سپاہیون نے بھی چھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہوکر
آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولوی صاحب کے پاس
پڑ گرا تھا باقی اور مقتولین کو گڈھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہین دفن کر دیا ۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے گئے کھیت
کو کاٹتے تھے اونھین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہی اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوکر تماشا ہی قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳- آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ تھا کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بار لو صاحب سب چھ سو مجروحین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے۔

مادہ تاریخ اور قصاید منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد ملیح سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ۔ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا وانہ علی ذلک شہید ۱۲۷۲ ہوتے ہین۔

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰- آدمی۔

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولوی صاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع بہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا۔ جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبر دے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نکیا تو سلطنت الیجاویگی۔ تاریخ قتل خود مولوی صاحب شہید بذکر حق سراپا گوش دارم + می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم ۱۲۷۵

نقشۂ معرکہ

شمال کنار دریاے گھاگرہ

نالہ

باغ ابراہیم

سپاہ مولوی

مجاہدین

توپ

تلنگہ تلنگہ تلنگہ

کمپنی بارلو تلنگہ کھیت جوار کمپنی گلابی

جنوب

ردولی

بہادر بخیہ تعداد دوازدہ

دریاباد

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور سے فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ کپتان ہیر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو ناکہ چارباغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوی اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا وسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دوراز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ بازاری جانتے تھے ہرچند سواتر تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ ولایت ان کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی تہائی سے بطمع غرض نفسانی گویا صحبتہ کہدیں لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا غرض سنیچر کو جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل ہمیں سنائیں گے ور فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کردو ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا نپور میں مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص میں پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کا دیکھنے کے لیے مقام پٹنہ کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوتی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرمائین کہ خطرہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف مرضی سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگھ اہتمام رسد کو روانہ ہوے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہیں تمام رات کس خواب و خیال میں کٹی اب ہجوم افکار پیش یا افتادہ خاطر اقدس میں گذرے وقت خاص سپہ صاحب کو پاس حاضر ہونے کو فرمایا اور نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی اشاعت کمپنی بہادر

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ و شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھین احکام کا بادشاہ کو پہونچےگا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب
محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرماوین اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تحقیق دخل کلی خراج بادشاہ مین ہی
اسکے جلد و مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قبضہ مجھر ہیڈ نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوسگے ؎

بعد زوال شمسی جس سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن ہمراہ
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشروحاً بادشاہ سے عرض کی اور ترغیب و فراد بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ صلاح نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جناب عالیہ جنرل
صاحب بہادر سنگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخزبان دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پرغضب و درد دل سے ارشاد کیے اور اس نقش کا نجر کو نقش آب سمجھی
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لاے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف وائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا نظر بہ اتحاد و بہ روابط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت و خیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورۂ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہرصورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
و خیراندیشی سرکار مرتکز خاطر مبارک ہی اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب و روز اپنے عیش و عشرت مین بسر فرماوین اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ ذی جاہ
مالک کل صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہوئیں آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا
اور اب کوئی مقام افہام و تفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین
ہر خیدہ کل مین کسطرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپکو اختیار دیکر آپکی مدد و معاون رہی لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھے
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش فی فائدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو بینت آپکی
کے سہ دولت سے آجتک ہوی وہ سب منسوخ ہوی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید بدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص فرین فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دولتین مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و شقوق
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور درصورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔

جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پہ ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور
رجوعۂ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی زبیدہ خلفی
محض وارث سلطنت سے ہوجانے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا سوا شقوق
موثقہ جو سرکارین مین ہوے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بہ کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی ہی کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضائقہ نہین کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور رعایا سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اُسکے واسطے اپنے حلم
بردباری سے آپکی خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بمواقفت مختارالدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیرالدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بطیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تنصیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا دششم ڈھائی ۲ لاکھ فوج کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ تفوق درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آباے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ عنایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بلے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر انکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی ہے یہ التفات ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدارالمہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار ہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سے منظنہ تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ جھاؤلال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج وعصاے خاص عطیۂ عالیہ سے جسے ہم اپنا مزید افتخار سمجھتے ہین انہین سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ یہاں اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزرای سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دینگے
اسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار [illegible]
بطور وراثت عمل میں آئے یہ انتہا سے کلام جناب عالیہ تھا۔
نواب منیرہ عظمیٰ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفیٰ علیخان جنت مکان
نے بیٹے کو سمجھاتے تھے اگرچہ ہماری غیر مجلس ہے کہا اونکی معزولی سے تحسین کیا فائدہ فرمایا اس
قدر ہے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
نے کہا اگر سرکار کو شیر لیاقت ہوتی تو البتہ کچھہ نہ کچھہ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر کیا ہے
پر وشہرت ہوئے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر میں گھر گھر عجیب ماتم برپا
ہوا گویا حال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کے نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت سی
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح اونکے توسل
اور ملازم سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہو گئی تھی یہ نقشہ پریشانی
اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہو گیا تھا تین دن تک کسی نے کچھہ نہ کھایا خصوصاً جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔
خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا جو
لوگ جو حقیقت میں خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار میں
مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ استعداد اپنے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص مشخص
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب ممتاز الدولہ بھی حاضر ہوئے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوئے
غرض سب نے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ سلامت جو ہرگز راضی نامہ سے
انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قائم رہیں اور بنا بر رفع ملال و شک و شبہ حضرات عالیات اور

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور لوگ جہان جہان ہین جہان سے گرا دین اور دروولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کر دیں۔ اسلحہ فقط چوبدستی سے بہرہ دین یہ اول مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا مین خیال سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی وگورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ ترگاوان ۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ سضرب قیام تھے۔ فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دوردراز سے ڈبل مارچ کرتے آتے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصر باغ کو قیصر گنج عذر جا تھی وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر ازراہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ نہوتا جہان فوج شاہی سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوا مردم سپاہ زمیندار و تعلقدار اور راجہ ہا ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت کارزار شریک ہوجاوینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سب نے نامردی کی اور اہلکارون نے بڑی نمکحرامی کی۔

روز دوشنبہ ۴۔ فروری کو رزیڈنٹ وکپتان ہیز جرنل وبلا صاحب کمان افسر فوج باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند مدات بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدائے مسندنشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی وکلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ درباب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھی جو ہر اسر خلاف شان وقرب منزلت اولیائے دولت وسلطنت تھی بادشاہ نے اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد کھینچکر وہی مبارک خطاب کبریائی کرکے فرمایا خداوند اتو شاہد حال ہے کہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہوتا ہے رحیلہ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

نہ کرونگا کہ یہ آبرو ریزی خاندان سلطنت کی میری حیات سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیدنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہوسکتا کہ آپکو
ایسے صدمہ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرماتے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا و رغبت اوسپر مہر فرما دیجے کہ جسمین تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
شاہرہ محدود بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر بنسبت بدعملی و
بے انتظامی اور عدم ذکر تفصیل ہے تفویض ملک مضایقہ نہین وگرنہ ازراہ جبر و تعدی نہین
ہوسکتا اوسکے بعد رزیدنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت کچہری قیام
احکام ہوگا اور بقدر مخزون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپ کو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب اور جب
آپ خود ہر امر خیر کو بالمشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقائے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جاے بلکہ فیض آباد میں
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہوتی تھی ہو چکی اس
بد تر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سمجھے لیکن بہر سبب کدورت
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہو جب وہ دولت پر پہونچے نگار دونے دستی سلامی لی

جا بجا پہرون کو بے اسلحہ دیکھ متعجب ہو کے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج [illegible] سے رفع جدپشہ صاحبان ملازمین اور رعایا شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گروادی ہین۔

روز پنجشنبہ ۷ فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ وبازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایا شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی۔

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنسی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شرف الدولہ غلام رضا خان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر ناظر حسین مہتمم روزنامچہ اور اہل خدمت مثل شیدہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارونکو حکم ہوا کہ ہر ایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ گنہگار سمجھو گے۔ بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے۔

روز جمعہ کپتان دسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آئے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام واہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نو تعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی متعین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضائے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۴۲ تھانے ۶ کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم وجدید تھے حکم دیا صبح تمام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح وشام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین۔

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگا پایا گیا اسکو بھی بضرورت عبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا۔

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ

بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے حملہ معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمہ قبول کر کے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث سے رفاہ خلایق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان مدت مذکور کے جنگ وجدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی قدم نہ دھرنے پایا اور سپاہ جسکا فساد عظیم سخت اودھ کی پائیداری مین خلل انداز نہین ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضرباش رہی اور جب کبھی نسبت اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم و استوار عہدنامہ کے جہاں والیان ملک اودھ کیجانب سے برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا و سکناے ملک اودھ و نتیجہ رفاہ کے ہوتے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہین پہلے عہدنامہ مذکور کو ناجایز کر دیتی۔ اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا تا حال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجراے ایسے امورات سے جو محل اختیار و اقتدار ایک دودمان عالیشان کے ہو نہ تھا لہذا اونہون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد بیقائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایائے ملک اودھ اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال
کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جو بہ
واسطے بہتری احوال رعایائے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی مزاحمت فرض ہوئی جب شہر دربار
لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کی جانب سے ظہور مین آئے اسکو
۸ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ
کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن
ہوگئی کہ بطور دوستانہ بروقت مناسب تنبیہ و آگاہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالایقی و بیا
سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رایگان
ہوا پچاس برس کے عرصہ سے زیادہ تک جو صلاح بغرض جسیم تمامہا ہی غضبانہ مع تنبیہات و
اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی
اور رعایائے ملک اودھ بیچاری مایوس عہدنامہ کی اصل شیاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی
تعمیل نہوئی یہ سبب نالایقی و خیانت و تعدی ضلع و بربادی ہوتی ہے فقط۔

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہی کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین مالک مذکور کے اس
ملک کی مہمات کے انتظام مین کماینبغی مداخلت نہین کرتے ہین۔ تمام ملک اودھ اختیار حکومت
عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگزاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط
ہین تفویض ہوتا ہی محصلان مالگزاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا
سے بلالحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط
بسبب بداعمالی بخشیان فوج شاہرہ سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز
ہین یہان تک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسپر وہی جابر اور قاہر ہوتے
ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین
ہی ہتھیار بازی مکر خانہ جنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہی اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و
مال کی مطلق نہین ہی فقط۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان بیاتیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار دولت
جبرگری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیجہ خرابیون مذکور کا ہے بحال و
برقرار رہین رکھ سکتے پچاس برس کی تجربت سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع منتج رفاہ و خیریت
سکنائے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائی ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام کلی
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
و استرضائے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۳۷ع مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی رو سے دوام و
استدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے و مراتب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربائے اونکے ظہور مین آوے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس [illegible]
استوار عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع کی تعمیل مین سستی یا سہل انگاری یا غافل ہوا جسکی رو سے اصرار ایسے نتیجہ
نکالنے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جسکے سبب
جو نہین انحراف ہوا ناجایز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجای
عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی نصیحت مداخلت اہلیان
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرای مشتہر شدہ و [illegible]
شایستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے ہاتھ
پاؤن باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بنظر
شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنی اقتدار عظیم کو بحق اون لوگون کے

انفاذ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصہ سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام
وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کرلیوین ان دونون
صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار
دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام واستدام بقبضہ
اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل وناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران
جومالی وملکی وبرچہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آیندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار
یا جاگیردار یا زمیندار یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض کرے اگر کوئی
مالگزاری دینے مین عذر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین
تعرض ومزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جائیگا اور مقید بھی کیا جائیگا اور جاگیر یا اراضی
اوسکی ضبط سرکار کیجائیگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی
قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا ساکنان اودھ سبکو وعدہ
کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے
رہینگے تعین تعداد مالگزاری ازروے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتبدریج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جد وجہد برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری
احدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق
واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط

محررہ شب پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ ہجری -

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ - دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین - بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے -

امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

قسمت اول ۔ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب۔
ڈپٹی کمشنر درجۂ اول۔	۲ تھارن ہیل صاحب۔
	۳ کپتان نارمن ارگوش صاحب۔
	۴۔ کپتان آر صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔	۵۔ گون صاحب۔
	۶۔ لفٹنٹ بلاک صاحب۔
	۷ لارنس صاحب۔
	۸۔ ویٹشیٹ صاحب۔
	۹۔ نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنو کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔	۱۔ میجر بنیگ صاحب۔
ڈپٹی کمشنر۔	۲۔ سمسن صاحب۔
	۳۔ امنوٹر صاحب۔
	۴۔ پالک صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔	۵۔ کیپر صاحب
	۶۔ لفٹنٹ بلاک صاحب۔
	۷۔ خیگرا صاحب۔
	۸۔ لفٹنٹ اندرسن صاحب۔
	۹۔ سوائنٹن صاحب۔
	۱۰۔ کپتان کارنیگی صاحب سیٹی مجسٹریٹ
	۱۱۔ کپتان دیسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جنگی
قسمت سوم۔ بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ۔	۱۔ ونیگفیلڈ صاحب۔

ڈپٹی کمشنر ۲۔ فاربس صاحب۔
۳۔ کپتان ہنڑی صاحب۔
۴۔ بائیلو صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔ ۵۔ نبن صاحب۔
۶۔ کیانٹ صاحب۔
۷۔ لفٹننٹ کلارک صاحب۔

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ۔
ڈپٹی کمشنر۔ ۱۔ کرنل گولڈنی صاحب۔
۲ ونس صاحب
۳ کپتان الکزنڈر آر صاحب۔
۴۔ کپتان برڈ صاحب۔
۵۔ لفٹننٹ ریڈ صاحب۔
۶۔ تھان مل صاحب۔
۷۔ گرانٹ صاحب۔
۸۔ لفٹننٹ ماک صاحب۔
۹۔ اسٹرین صاحب۔
۱۰۔ تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنؤ خاص۔ میجر جنرل سرجیمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔
سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ آر کوپر صاحب۔
فینینشیل کمشنر دفتر دیوانی۔ گبنس صاحب۔
مصاحبان وغیرہ نخواہداران اہل وثایق وپنشن سلطانی و ایڈیٹر ی سکرٹری
کپتان فلیچر ہنٹر صاحب۔

عدالت فوجداری	آر کپتان ولسن صاحب -
دواب و توشخانہ	آر بیچر بنگ صاحب -
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی انانی صاحب -

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگزاران و زمینداران و
افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایای قلمرو سرکار باید اقتدار و زینولا حسب الحکم سرکار کمپنی
انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اودھ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہذا
باید کہ پیش ہالیان سرکار رجوع آوردہ بہ تعمیل احکام تمشیہ ادای زر مالگزاری و اطاعت رعیت گیری و دانہ
زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را نیز باید بہ نوعی دیگر دنگہ و فساد نمانند الا در باب
تدارک اہالی آن سرکار را ہرگونہ اختیار است و ہنگامی کہ ما بدولت و اقبال برای اظہار حال خود و حصول
دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و
عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور
ماہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ معظمہ
انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالع و شوارق دولتہا ساطع روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت
شویم زنہار ارادہ ہمراہی نسازند - ۲۷ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ ھ مطابق سنہ جلوس والا

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

تمام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و نانک پور بہاری باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند
و نوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و تنخواہ آنہا بعد مجرای وصول از
سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد بعد ازان انتقام جنبش نسازند -

۲۶ - جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ ھ سنہ ۱۰ جلوس والا

نقل حکمنامہ قلمات انتہا حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ سورخہ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین مندرجہ آنرا بگوش اذعان جا دادہ وفہمیدہ زود بر طبق تجویز کاربند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی با تشریح مربان ارسال نمایند فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

فردا وقت نواخت دہ گھنٹہ روز در خصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ کمسن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی می گردد کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از حضیت راہی تخیتی وہنسی و ہر نایب دنوعی مجوز شورس و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطمین وشامل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرای وصول مستحق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار بحال قدیم المنازل کہ چہل و پنجاہ سال چاکری بودہ باشند بہ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲ - فروری ۱۸۵۶ع

نقل نقشہ تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام جنگلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بابگرمو	۱۰	[illegible] لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لکھ [illegible]
۵	خیر آباد	۲۲	[illegible] لک [illegible]
۶	سرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	اللیا	۰	اہمالوعسہ
۴	بونڈی	۰	صلعہ للوعسہ
۵	دہتر پور	۰	عار لعسہ
۶	تلسی پور	۰	لا عسہ
۷	پرسن پور	۰	معہ لاعسہ
۸	حام پور	۰	صللعہ عیسہ
۹	دہنالوان	۰	عیسہ سارللعسہ
۱۰	ایکوشہ	۰	لک عسہ مماللوعسہ
۱۱	کرنل گنج	۰	ععسہ عار لسہ
۱۲	اٹھا	۰	سہ لاعسہ
۱۳	خالصہ بہرائچ	۰	ہمسہ سار معدر
۱۴	فخرپور نحراپور	۰	سعسہ اسمار
۱۵	سائرو غیرہ	۰	معسہ سارللوعسہ
۱۶	بہور گنج	۰	لعسہ لما موعسہ
۱۷	کوسراکس	۰	لک مواللعسہ مالعسہ
۱۸	سکہاچند	۰	دو لک سسہ ماللوعسہ
۱۹	جنگل	۰	ماللعدر
	قسمت چہارم فیض آباد		جمع موعسہ لک معسہ مارعسہ
۱	دلمؤ برسٹی	۶	دو لک مواللعسہ مسعسہ
۲	سلون	۱۱	سہ لک لعسہ ماسعسہ
۳	سلطان پور	۲۲	عیہ لک لعسہ مار

۱۰ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۶۲ لاکھ یہ حساب سمجھ میں نہیں آتا

اشتہار

محکمۂ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندہ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و امکنہ و تنخواہ وغیرہ عطیات واقع این شہر سوائے جائداد تعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند بظاہر اسناد مہر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ از تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند بعد انقضائے مدت مذکورہ اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط۔

تفصیل ہدایات بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱۔ برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود
۲۔ بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود
۳۔ اگر بادشاہ نکنند کیفیت نمر ضدار ند از ینجا حکم آن بعمل خواہد آمد
۴۔ بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود برداشتہ خواہند برد
۵۔ بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند
۶۔ اگر قرب گوالیار خواہند باشند بعد کمیٹی حکم دہد۔
۷۔ در جائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است
۸۔ جملہ اضراب بادشاہ ضبط گردد
۹۔ جملہ اہلکاران شاہی برطرف شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود
۱۰۔ دادن تنخواہ عملہ متعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱- تا دو سال نبدوبست جزئیلی نمانید-

۱۲- بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود-

۱۳- انچہ مبالغ از علہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود-

۱۴ جملہ عزیزان و اقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند-

۱۵ از بادشاہ ولاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد-

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند-

۱۷ ضامنی چکلہ داران گرفتہ آید-

۱۸ اگر از چکلہ داران زر وصول نشود جائیداد چکلہ دار نیلام گردد-

۱۹ نانکار و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند-

۲۰- ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد-

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا-

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر بر سبیل تار برقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چٹھی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب مین جو ارشاد ہو-

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری او تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چٹھی سر رشتہ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کیگئی کہ جب بادشاہ اودھ باضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاونی مین ۲۱- ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی اقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کر کے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کریں مع جلوس شاہی تشریف لائین ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی خاطرخواہ ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض رأے باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع
لواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ
کلکتہ ہون پہلے از راہ اہتمام حجت اٹھا چال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور
اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا
کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزرائے سلطنت کمال
انصاف سے پیش آئینگے استرداد عطیہ اونکے جود و ہمت و نیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از رہ
جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے پس خیرخواہان دولت
ذکور و اناث موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوئے جو سررشتہ مقدمات
دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر و نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فایدہ بھی
سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دوچار اشخاص اسکے بیان کیے جاتے ہین ۔

حضور عالم نے پہلے جامع الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خانکو تجویز کیا جو کئی
مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان مشرف
ملازمت ہوے بادشاہ نے محبت نامہ غیر الیتام اونکو سنایا اور اوسمین جو جو خاطر مبارک
مین تھے وہ بھی ارشاد کیے ۔ خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے
شروع عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران نیکنام حضور عالم کے
نزدیک معتمد تھے وہ بھی سر سیدان ہو کر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے
جب کہین قدم نہ ٹھہرا ناکام پھر آئے مرشدآباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلا عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا اور رابطہ مناسب پر مقرر ہو کر کلکتہ گئے بروقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون بمجرد سننے اس بات کے صاحب نے برخبر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمہین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے چلے

چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے بھیجے ہ ترتیب ملاقات کی غرض
دہ بھی مایوس و ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بہ سبب روابط قدیم مرزا وصی علیخان
کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیکر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیہ
واسطے ضرورت کے بھی دیا اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ
لندن دریافت کرو اور جس رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور اشخاص
کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے
اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمہارا بااخفا
کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سپریم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹر
کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چھٹی مین
تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو
بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض سوار ہند اور مطالب
مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے
کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ملازمین
سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا
کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چٹھی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے
کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز
کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لو صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھ مظفر حسینخان کہ وہ انکا آقا اپنا
حقیقی سمجھکر بمبئی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت تھان ندکو عنایت ہوا
تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خیر دارکم بادشاہ کی نوکری

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہر چند صاحب نے کئی چٹھیاں سفارش اوچین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب و خورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامور متوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو پہلے سے انسے کہتے تھے لودر صاحب کی لفیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد با وفا حضور عالم دار وغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہو جاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد جانکر مع میر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جعلسازون سے نبچ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپے نذر سپریم کورٹ کے غرت بچائی چند روز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہبن منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور متقربان دربار حاضر حضور عالم ہوے اور ہزار روپیہ خرچ کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجر صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے کیا مضایقہ کاربرداز ان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور آئے کانپور ہوے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال و بعض امور جو خلاف سررشتہ سرزد ہوئی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناع نہ کی اور دوستانہ عہد سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کا بیٹا بھی انکے شریک حال ہو رہی تھی منجر صاحب نے از راہ تجار پتہ چاہا

کروا دتنا ان پیشوا سے بھوور کے بھی وکیل ہوجاوین پانسو دربا ہہ وہانکے مقرر ہوا ارکان دولت
جب کانپور پہونچے حال ایک بام دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو پرسم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ درماہہ
پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکاران دیکھکر اور بعض رگان
وطن کے سمجھانے سے اپنے کاسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار
شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے
تمھارا کہنا سمجھانا بھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم بہرجاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہرصورت راضی نامہ
پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہی اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال
ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سے جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت
ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وہی کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال
و طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول
جاتے کہ مبادا ہمک حرامون مین شمول ہوجائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا ازین سوا شرمندہ و ندامت
زدہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چارو ناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و جنابعالیہ
ہوکر ادائے تبلیغ رسالت کی لیکن بسبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی
خیال کیا کہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جسکا بر وزانب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ بعارضہ فالج گرامی قدر آسمانی باعث انکی عافیت کا ہونا
اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا
مورد طعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک
قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور مرحوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ
اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا
کئی مہینے تک اسی علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھ لی

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اور اپنے خاص مین

استشارہ چاہا انھوں نے بھی کچھ گوں مگوں عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکار مین تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشروحاً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کیجیے یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ کہہ سکتے آخر سبھر کینیگی صاحب رزیڈنٹ کا حال سمجھو جنہوں نے اودھ گھر کو لوٹ کر لاتے تھے اودھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب تمہے راضی ہوا اسکا کیا جواب ہے سوا اسے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محذرۂ عظمےٰ نے حسب دستور منتظم اپنے بیاد بستی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام وانگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر نگاہ نگ و یک جہتی سے ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب مخذرۂ عظمےٰ ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار نامدار تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

سبجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بد دماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیسے برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت بادشاہ قبول کی اور اپنے عہدۂ سرکار سے مستعفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس صاحب جلیل القدر نے بمقتضای اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت مین بہر طریق حاصل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آرای باشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلہ الظفر اختیار کیا
ہرچند حریفان و محزبان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ
شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی سرکار
سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو پھر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے
اوسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مجھپر افتراے ہین بے
اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان
مذکور نے لبڈا ہر آمد و رفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان
و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرۂ عظمی نے پانچ ہزار روپئے خرچ سفر عنایت فرماے
کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جس دن سے یہ فتنہ و فساد پیدا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرۂ جنرل صاحب
مثل نبات النعش محیط دائرۂ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص
بغیر بے ہماری اجازت نہ آنے پاے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کر جاے اور حضور عالم بھی
اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردۂ عصمت کے
شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح و زاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور
عالم باجازت حاضر ہوی اور یہہ کلمات خیرخواہی و دوراندیشی بہر خاص مین بیان کیے اوسدن
سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی
عزت و جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت مہر نہ فرمائینگے وگرنہ یہ قراولی اور پہرا سے حاضری
پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ خبر سنتے آواز
کے وقت صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھولی سب
جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو
کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ۶ رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ بیبی آبرو کی

سلطنت آبائی کرام جو نمک حرام اور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلاف
مین ہم خود اپنے تئین سبک و حقیر سمجھتے ہین نجید زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت عافیت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا کی امانت خدا کے سپرد کرکے چشم بستہ ہو کر عتبات عالیات جاکر
مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا کہ نجید مین بھی مجبور ہون اور رفاقت
ہون کسیصورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے ۔

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پر داختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خواری آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون
نہ دینا عرض کی جب تک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جنرل صاحب ہے اگر جیا نا ارشاد
بھی ہوگا بغیر از نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی ہوئی ۔

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشروحًا ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جب تک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو
حکم بھیج سکتا ہون ۔

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبری محافظان دواب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشروحًا چیف کمشنر
کو پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاوے دانشمند ضمیر نے چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم کی
بلا موقع اپنی رائے عالم آرا سے جواب یہ بھیجا گیا ہے کہ آپکو کمال انصاف و رحم ہے جو حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن سلاطین اقدس اعلی پر [illegible] طرح

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپنے ہمسے پوچھا ہے جو چاہا وہ کیا اس باب مین بھی آپکو اختیار ہے۔ پس چیف کمشنر نے جو پایۂ غیر کو حکم تیلام دیا از بن قبیل ایسے طرفین سے ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا سہ شنبہ سے صبح و شام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار ضبط ہو گیا دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی،

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوئے حریفون نے ہر روز ایک نئی بندش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف ہو جایگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیرخواہی ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائینگے کسواسطے کہ بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات ضروری اون پر منحصر ہے ورنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب تحریر صافی نامہ دستو معظم کی نواب مخدرۂ عظمی اور اکرام الدولہ کی سفارش و فہمایش سے پیش ہوئی اوسے جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی بازپرس ما بدولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ مقبول نہ ہوا کئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار ما بدولت کو ہی دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہے اوسکے خلاف تعمیل نہین کر سکتا غرض اسوجہ سے جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور ساہ جی سے ضمانت مہاراج کی لیگئی

اس عرصہ مین تاربرقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔

اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین ازبسکہ فرمانبرداری اور عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوئے کسطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

یہ مجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر
جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا سحت الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصا اوسکا مضمون
یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی ارکیہ آرائی سلطنت
کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضائے محبت واتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکار مین رہا ہے
اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین
برج سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خالصی چھاونی انگریزی سے یہان آوین
یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا
جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل
ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام کو چاہا کہ بادبہاری
پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اسوقت
برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب سنہ ۱۲۷۵ھ مطابق ۳۔ مارچ سنہ ۱۸۵۹ع بادشاہ نے بادبہاری طلب
فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ
ہوکر چلے راہ مین بے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر تھے ہر ایک کو بچشم دیکھا
کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید مشتری مین مع
جنرل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوا دوشل نیرین د حسدین مرکز جادۂ مستقیم
سے منزل مقصود کو سیل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین برنڈن صاحب کو منجھ بخش یہ ہوے
اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام دور
اوسکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت خیر خواہی سے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن
صاحب نے ادھین کئی منزل پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے تُرک سوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر تھوڑی دیر جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا سبب جو جلدی تھی کربلا سے میر خدا بخش مین مومنین
و مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
سنو دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعا بقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اونکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دو پہر کے گاڑیون پر چلے شہد سے
شہر کے در دولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع ہیا کاٹ کھوے ساتھ رہی
پہر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہان سے عبد الہادی خان قندھاری بھی کئی
سوار و نجیب ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے جب تک قافلہ تیار ہوگیا اول صبح صادق کے پار اُترے
پیرزادہ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوے ہر چند تاج گھر اور کئی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہو چکے تھے مگر لشکر سلطانی بھی بہ پا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج منتخب سلامی کو پریڈ پر آگئی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہم عتاب اپنی سرکار سے نہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقی سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
خبر آمد لشکر فوج رہتی تھی بعد اشتہار چلی جاتی تھی اسطرح سے داخلہ کا یقین نہ تھا —
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمی مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوے صاحبات محل تاج گھر مین اُترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اُترے سبکو ممانعت حضوری ہوئی مگر بوقت طلب جب یاد فرماتین
نواب منور الدولہ بہجہ بڈھا صاحب سفیر سفر راسخ الاعتقاد شاہی بوقت خاص

شاہ جہاں کے حضور میں تو رفیق حاضر ہوا کرین ریزیڈنٹ صاحب کا اہتمام تھا انھون نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت دست حرا سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحایف ولایت گذرانتے تھے جسمین بادشاہ کا دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ گیتی صاحبہ کے مرزا دارا شکوہ اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوئے شاہزادون کو دو لاکھ روپئے زاد راہ سفر دیکر بھیجا دیا تھا اکثر خویشاں اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا عظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوئے خصوصاً ان دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہوگئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر روانہ ہوئے اور پھر آنے کیلئے خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط شرفیابی بواسطہ اپنے نذرانے ٹھہرائی تھی احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کرکے روانہ کیا لیکن نواب منور الدولہ کی جہت سے مبذول محض رہے۔ ہرچند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت رائے شوق تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گیے

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گیے لیکن بادشاہ نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ گیتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبان عالی اور امور مرجوعہ رطب دیابس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ و غیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کس واسطے کہ اوس سے بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعلا دکا تھا اونھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھون جیسا چاہیے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام
دولت سرائے شاہی منظور ہو وہ اپنے اختیار سے چلی جائے چنانچہ اکثر بیگمین چلی گئین اور بہت سی
ثابت قدم رہین اور سر مو حکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے
علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و دستہ ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائی انمین
سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارا [illegible] تصدق حضرت بہت کچھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جبسے ان
عملداری سرکار ہو گئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر بر
طرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس بر طرفی مین ہزارہا رعایا مفلس محتاج
ہو کر حالت یاس مین خانہ نشین ہوئے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہوکے مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے
مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوئے تھے بادشاہ نے بہمن منزل مین رہنے
کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن بالہ مئو چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ
چلنے کو ارشاد کیا انھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ
پنشن بھی سرکار سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون
کہ اس سے گلو خلاصی ہو جائے آیندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدۂ
سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی
انھون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ یہ کوئی پرسان حال نہوا
وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور نہ تھا بہت
غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب
منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جا کر پھر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور
مین تھے اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انھین مقرر کیا اور دو ہزار روپے
زاد راہ اور درماہہ انکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے از راہ استعجاب مولوی صاحب
کو بلوا بھیجا کسی نے جواب شافی عرض نہ کیا۔

جناب سید نقی پسر سید العلماء مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منیر الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن
ہوئے کسواسطے کہ آپ ایسے سفر دور و دراز میں ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہی کہ بر وقت تشریف آوری
ملک الموت کیسی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن میں نماز جمعہ و جماعت ہو گی یہ امر بھی باعث یادگار
زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوئے کہ وہین سے ترک جانیکا قصد
کرکے مع الخیر ہمراہی منصف الدولہ سید باقر خان اکبر جناب سلطان العلماء پیشتر سے لشکر کا ہمراہ
مین موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحب نے شکایت اُنکے جانیکی تمہید خیال کرکے
مراجعت کی ورنہ ولوا القربی میں اُن سے زیادہ تھا۔
ادنی ترین رعایا شہر میاں محمد و نانبائی بھی اپنی منفعت فروخت اشیاء کا خیال چھوڑکر داخل
آرد و شاہی ہو نواب منور الدولہ نے پختن طعام خاصہ اُنکے سپرد کی۔
نواب معظم الدولہ و قمر علی زائر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھیا بادشاہ کے کمر ہمت
باندھکر روانہ کانپور ہوئے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسطرح آپ کی تکلیفدہ
ہونگے اور ایسے وقت میں ہاتھ ہمراہی سے اوٹھائینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل از
روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوئے غرض ہر شخص رعایا شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن
دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائے اور ہر ایک مصیبت سفر تازہ رہی۔
کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے بسر ہوا لوگون نے
اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہان کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار
شاہی کیواسطے دست بدعا ہوئے کہ یہ گھر قائم رہے اس قدر لشکر اور عدم بسی سے ہر شخص موافق اپنی صرف بساط کی مجبور تھا
اس عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۲۔ پانچ نوبت پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی
صاحب روانہ ولایت ہوئے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوئے چنانچہ اخبار وہین کلکتہ سے
ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ بجے شام رائٹ آنریبل جارلس جان وای

گورنمنٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اچی پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ سلامی کی چلی پرپویٹ سکرٹری ملیٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل واسطے استقبال ہولنڈ تک گئے چھاونی خضرپور مین لنگر کیا وہان سے نواب محتشم الیہ نے تکھی نفس پر سوار ہو کے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توپین فیروز جہاز سے چلین اوسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی اور ماسٹر انٹنڈنٹ وتمر لیف کلکتہ استقبال کو آگئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۶ توپین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوئے وہان بڑے پھاٹک پر لفٹنٹ گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اسٹاف ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس دربازی پر تکلف سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاندپال گھاٹ سے تا بڑے پھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوئے تھے یعنی سپاہی دوسری باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیونکا ۳۱ پیادہ ہندوستانی ۴۳ رجمنٹ ۴۴ لائٹ انفنٹری فوج کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ سے مکمل باتحت انتظام لفٹنٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے کی چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوئے ۶ ساعت ۵ دقیقہ شام پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف انس صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈورنڈ صاحب اسکوئر ہیجر جنرل جان لو صاحب وی بی جان سیویر گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول و دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوکے پھر حسب دستور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے -

نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست و توانا و قوی القوی ہین یہ بیٹے لارڈ چارلس کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوچکے تھے اونکی مان سومن سے ہیجر جنرل اسنکاٹ
کی بیٹی ہین سنہ ۱۸۱۲ء مین گلاسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوکے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام
ائٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۴ء درجہ اول کالج مذکورہ
مین علوم درجہ دوم بفن حساب وہندسہ مین ترقی کی بعد اس کے لیڈی کیننگ سے کتخدا
ہوئے وہ بیٹی لارڈ اسٹورٹ دی رالتھی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوکے اور بتدریج
ترقی کرکے عہدہ سرشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اس کے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن
اس عہدہ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوئے —

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور کو

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پر تکلف وبیش قیمت جو جناب ملکۂ
معظمہ دام اقبالہ کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ سے
روانہ ہوئے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان
دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین
خان اہلکاران کارخانہ جات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوئی چنانچہ ۱۲ اشخاص
نامی بہ سربراہی ڈاک حاضر ہوکے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے تھانے
برینڈ صاحب نے انکی ضمانت کردی اور آنریری حساب انہی انکے چودہ ہزار مہر کا دین فاضل تھی
اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین بحث لیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے از راہ عزت
و تکریم پہلے ڈپٹی میرزا ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا نواب مخدرۂ عظمی کی پاس جاکر بیٹھ رہے
جاہا کسی حیلے سے ٹال دیا جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا دس دن مسہل تھا
گو حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحہ صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی
طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتی وہین اپنے
ساتھ کچہری مین للئے راتکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن
کمبخت وہ عذر بیمار ہوے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوئے ان صاحبون کی نسلم و فراست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا
پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپے
از روے حساب شیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ
کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا سواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر خود کھا گئے بہادر موصوف
ہے بس مال سرکار ہے سکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و تشدد
ضمانت سے کیا فائدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیئے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ کیا گر مقابلہ و مواجہہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخص
مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوے پھر ایک
سمن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو العبد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر
اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے ۔

بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو مع عہدہ
راضینامہ آپ باشاہی افسران فوج اور ہر گروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے

ایکدن منجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگیں دربان
ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تکرار ہوا حضور عالم نے برہم ہو
فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ
سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے
ہو جائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آتے

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے لبعد عرض حال پھر آئے
الحق کہ بہادر مذکور کی نمک حلالی و خیر خواہی و جانفشانی مین کچھ شبہ نہین جیسا انسے امانت ودیانت
سرکار ہوئی دوسرے سے نہوئی اسی جلدو مین سرکارین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے
سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرائے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ ۔
عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے انھون نے دستخط شاہی جو
معرفت حسام الدولہ آئے تھے اوسنے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ تین
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایای شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ - اپریل کو دولت سرای شاہی سے پہلے سواری عمس خس مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین مندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی
بہہ چوبدار چیف کمشنر کوپنج بخش پر برآمد ہوئی کئی سوار بھی بحالت گدائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد ور شاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن و تشنیع ہیا کان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجای
اولے برستے - العیاذ باللہ -

پردگیان عصمت و طہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب محذرہ عظمی کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن مشرف بپابوس شاہ ہوے کلمات الحاح و زاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سود مند نہوے آخر بہ مجبوری سرخ لوٹی کنارہ دریا مین جا کر رہے
جب وہان سے لکھنؤ آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش و مخبران خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے
سفر لندن و کلکتہ کے عرض کر کے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جہجاہ
جنہنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو دفعۃً ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہوا اور رہا بیم موہوم اور در حقیقت کا قدام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین
نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک فراجی اور ہلکی پن سے بید
و پر دماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن اونکے اصحاب شوری نے سمجھایا کہ
بے اتمام صحبت چلے جانا بھی اچھا نہین بہر حال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا غرض

مشروحاً بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہوچیے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان
انکے لینے کو آتے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضاے
خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس
ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی وخوکردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہرچند کہ یہان تک
خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے چشمداشت
نہ تھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہرصورت امر جزئی وکلی مین تمھین اختیار
ہی اور مین نے بھی یہ مشقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح سے گوارا
کی ہے اب تم جہان لیجلو چلونگا تم بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیواسطے کیا اب
تک ادسی پر قائم ہون اسکے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تعجب ہوا

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷ - اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان
دیکھکر گرونک بادبہاری پر سوار ہوسمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایای
بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک
کی داروگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص بردارن سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین
صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدید اس ہنگامہ کو دور کیا -

جناب عالیہ متعالیہ نپس خس مین جنرل تھا بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ
کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایک
دو سہر کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلے کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بکمال لطف واخلاق عرضداشت مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگھ بہادر
مہاراجہ بنارس حضرت نواب نظر اقدس مین گذری کہ حسب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون
قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین بلاک
خیر اندیش مین رونق افروز ہون -

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح

برنارڈ صاحب جج گھر مین نزول اجلال فرمایا ادمعمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے پہلے سائر قنات کھنچ جاتی تھی وہان جہ مقام ہوے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب جج گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو شہر کی پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پہ تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین اوسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶- اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب موصوف مین رونق افروز ہوے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی خسرال مین مہمان ہوے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہو کر نواب مخدرہ عظمی سے محول ہوا تھا کانپور مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوے بلکہ ایڈمن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گیے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہو کر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنوٗ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا تھا سب مجموع تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین واقربائے شاہی کا مع کارخانجات نکلا سوائے خرچ ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۷ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ و پیشہ و سپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کے ۵۲ پلٹن نجیب و تلنگہ اور ساڑھے تین ہزار سوار سوائے ترکسواران سوار و چودہ ہزار عملہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ کم دو ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر و ناکجات اور سات ہزار چارپایہ اور دو سو ہاتھی سواری مع کشتی کے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور ایکسو سات شیر اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا ۵۰۰ سو روپیہ روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار اس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اوس
اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ نائر الدولہ خواجہ مرد تریاکی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بیخبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ وہ حال کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کرلئے گئے باقی ہتھنیان شہر نے پہ زہ غفلت آنکھو پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حمیت شرافت و یگانگت نکی اکثر دلی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دنیا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاء اللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو شہد آشوب چشم ہوا فیلبانان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مشتر دسرکار نہو دے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشخانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام نہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہی غرض کہ اس بقیہ دواب مین دہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منور الدولہ کا کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپیہ کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ اوسکی قیمت دینے لگا اوسنے
نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا
کہ ایسے نایاب گھوڑے شامل مال غنیمت کوڑیون پر نیلام ہوئے اسیطرحسے اور اسباب
کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا —

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا اگر اس سے
زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار
ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جایزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور
ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہو جاتی تھین
بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متمردیون کی اس تقسیم تنخواہ
مین خوب بن پڑی ہر چند سرکار نے اونسے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہر صورت
انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنھے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی
باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور
وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان
مقید ہوئے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین —

احسن الدولہ و یانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع
سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقید وردی و قواعد
انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوا ایکہزار توپ سے سو توپ آہنی و برنجی خرید لاکھا
روپیہ منتخب ہو کر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارہ دس
آنہ سیر بازار مین بکے ہزارہا من بارود پانی مین نکمی جانکر بہادی —

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین
حاضر ہو تقریبا چارسو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب مجسٹریٹ کارنیگی صاحب
سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آتے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوخانہ امام باڑے مین آئی
اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاؤنی منڈیاؤن سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہوئی ہے

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وے چہار سے کھڑے ہوگئے
مگر روئے قالب سے سب کی نگلی کر یہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی نمبر وقف
کو بھیرے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے منت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمھارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیئے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافرخانہ
کی دیوار سے کودے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوئے سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوش جان کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی بر سر فساد ہو رہے ہین یہ حیلہ فساد
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ جو
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی باقی
تنخواہ جو جرمانہ سرکار مین جاتی تھی آنکی اونکی بسبر و قات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری
پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے ۔

دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھاکر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوگے مدت سے جو اس مین رہتے ہو جگناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحب نے یہ ظاہر کیا کہ سپاہی
سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیون کی
ثابت ہو جاے غرضکہ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر روند میر نادر حسین اور تلنگے میر فدا حسین کے
اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرہ کے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد کی جگہ مرزا علی رضا مقرر ہوئے وہ نئی
تھانے شہر مین مقرر ہوے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدمعاشات چودہ سو برقنداز و چوکیدار
اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح و شام طیار رہا کرین
منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلوے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دو تھانہ قدیم
نواب آصف الدولہ مین چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے
اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے استبل بنا
اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کے واسطے توڑ ڈالا
جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو تھین بیکار کر کے
تحت فی النار کردین بارود کو نکمی سمجھکر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوئے اکثر عمال
تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بیرونجات کے بہت ملازم
ہوئے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اوسمین سے ساڑھے چار ۷ فروری سنہ ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہی
باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے ازروی مواجبہ نجیبون کے
اور فوج انگریزی طیار رہی بارہا صورت فساد پیدا ہوا اکثر جا چھاونیون مین سپاہ کا اسباب
لٹ گیا زمیندار تعلقدارونکو حکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کرو قلعہ گڑھی خاک مین ملا دو
اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کرو راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار رہوا راجہ [illegible]
بعلت زرباقی سرکار ۳۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس [illegible] پہونچے
بیت گئی وہان سے کلکتے گئے پا خفا اور فقر بیراگی نکیہ ہاتھ مین ستار لیے در شاہی پر پہونچے مرزا قربان بیگ

سوارکا پہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک نہ گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنو سے اوسکی صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور آخر ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سر حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اوسے بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہمیشہ خیرخواہ سرکار رہے با عزت رہے۔

ہرکار اخبار یکہ قلم موقوف خبر رسانی ہر گلی محول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین ۔ کوڑا جمع ہو کر نیلام کیا اسطے لگا کرے اور کثافت شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آدے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھہ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھ سوال سعی و یعنی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہرصورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر ضد سے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اب ساد ہی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال کو پرتاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جاکر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال ہمین لیکر آئے شاہزادیکو سوار کرکے برج امام باڑے کے دروازے پر لائے ہاتھی سے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ سندیلہ دن بہادر سے کپتان ہیز صاحب آئے کلمات تشفی

دو بجونی اور امتحان ہوا دعلم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور قاصہ طعام کو حکم دیا بعد
دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجایئے اور سو روپیہ ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کی
سرکار سے ۲۰ روپے ہزار اتھرائی پاتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا اور زر حق وراثت
پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد ہیں مگر جہت مکان کے حق تلفی کی منظور بحق رسائی چیف
کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق ہرگز قرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ ۹ روز منصرم و مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعۃً مادہ فالج جانب
راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تبدیل کی اس عرصہ میں حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳ اپریل
روز چہارشنبہ مطابق ۷ اشعبان ۱۲۷۲ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسی دن حضور
عالم بھی ایکساعت تک خلوت میں حاضر رہے اپنی شکرگزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے
بعد اسکے کچھ اشرفیاں بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوئے بعد ملاقات نواب
گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل آف
سور فرنٹی وکلی اودھ روانہ ولایت کے ہو شاید مدت ۵ سال کونسل ہو چکی ہوگی۔
عملہ دفتر قدیم ریزیڈنسی موقوف ہوا اکثروں کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر کے مفصل
میں نوکری کو نہ گئے وگرنہ اضلاع میں بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی ہے
اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت میں تھے سعادت گنج
کے مارواڑی سرکار میں دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر
کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا ستاجر افیون کا بڑا نقصان
ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی میں خیمے تھے اور اشیا ضروری تکلف سے آراستہ بادشاہ نے از

باہ مین تکالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری کوٹھی مین جناب عالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ علیا رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانکو اور اونکے بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بر دوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے وہان اونکے ساتھ حاضر ہوئے سات تہرا پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر رخصت ہوئے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بجہت الطعام سے کرین لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشاء اللہ پر رکھا ہرچند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھاس ظروف گل چارپائی ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین بروقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہوکر جائین اور کئی داروغہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے ۔

نواب منورالدولہ اونسکے ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام چکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوطی تھی ایک جوڑی گھوڑی کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب سے بہت خوش ہوے جبدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیرالدولہ نواب خاص محل کو نذر پھر جناب عالیہ کو نذر بھیجی ۔

ہیجر بڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کھلا

خلاصہ بادشاہ ١٩ شعبان روز جمعہ ١٢٧٢ھ مطابق ٢٥ اپریل ١٨٥٦ء وقت عصر حسب دخانی جنرل مکلوڈ پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منورالدولہ و مخصوصین خاص مقربان شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہدالدولہ باقی اور متعلقین ارباب دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی مین بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی قریب

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسر جاوے سے مثل بنات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طی منازل و سیر و سیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۹ مئی بمقام رانی گنج میں پہونچا وہاں سے ریل پر ۴ ساعت کے عرصے میں کٹڑہ راجہ بردوان کنارہ دریا بانع ہیل گا جیا میں آئے بہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائر کھیچ جاتی تھی پالکیوں میں سوار ہو بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھیں بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیے کرایہ کی کوٹھری لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل تصدق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ میں کوس بھر شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی۔

مرکب شاہی نے ۷ ماہ مبارکہ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر کیا راہ میں جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جا بجا زمین گیری جہاز اور سندر بن گنگا ساگر کی کھاریوں سے تا آنکہ قریب خلیج بنگالہ ہے پہونچے تحریر و تقریر سے باہر ہیں اوسوقت اشخاص منتظر کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑھی جنھوں نے سفر لندن اور سمندر سے ڈرا کر نقش کالحجر کر دیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت فاخرہ و زیادہ انعام فرما کر داخل کوٹھی ہوئی،

تاریخ سفر وسیلۂ الظفر

وحید این برآورده سال عجیب ۔ کہ نصر من اللہ و فتح قریب
۱۲

ایضاً ۔ لندن کا سفر تمھیں مبارک
۱۲ ھ ۷۲

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوئی۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع و اقسام مصائب سفر نادیدہ میں حالت سفر میں ہو گئے تھے کیونکہ لباس سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے چشم میں زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا سجدہ فالی ہو گیا چنانچہ روز کے عجب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوئے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ سبز کا دکھایا چنانچہ پہلے صاحب مجملہ نامبردار صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تجربہ کار بزرگ بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی لیکن یہ مشہور ہے اس عرصہ میں احسان حسین خاں یا جانشین دستور معظم ہوئے یعنی سید حسین شیرازی کا نپور سے ہجرت کر کے اسی زوال سے آکے خان موصوف نے دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کسواسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے ہر چند از راہ اپنی خوشنما باز و ہی شناوری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤں مارے ان سب کے بعد میر اولاد علی المعروف جلسات مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیہ زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچ سبحان اللہ جب الٰہی مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا یہی صورت ناکامی کی تھی کہ ادبار میں سب کی عقل زائل ہو گئی تھی

مولوی مسیح الدین خاں اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سرکار خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریا کلکتہ دیکھکر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھو اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرتکز کر دیے اور نواب خاص محل و صاحب تقدیر کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیہ ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور ترقی تبادلہ یہ ہو کہ اقربا سے قریب سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اچھے پاس سے کرنے پہ طلب دآوازہ نسبت جناب عالیہ و جرنل صاحب تھا اگرچہ بہت شاق وناگوار گذرا بلکہ صورت مخالفت پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہو کر یہ خرچ سفینہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطۂ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوتی تھی اوسکے خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر مسعودہ کے ہوئے نا فہمونی نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جا کر مشتہر ہو اسکا چارہ

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار رفقا ان
امیدوار ایک لاکھ ۲۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جنکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری استمراری
سے ہاتھ اوٹھایا پھر ازانجملہ مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری
کاٹ کر باقی کا سونا کا پتور مین دیدیا تھا وہ پھر لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت
ہوے صاحب معذور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور
کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت شرافت ووفاداری تہ لگے معلوم ہوگی جو سوسائٹی
مین لندن سے ہوکر خاص وعام پر ظاہر کردیا ۔

اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ سے
کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب
منورالدولہ سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ بدولت اس قدر
تالیسان مین مع اقربای قریبہ اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت
صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بےخبری و بے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے
سراسر باعث استعجاب وموجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ شاہ زمن کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف
معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا لہذا
حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشانی خاطری
سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپ کے التفات فہمایش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا
جو حسب تجویز کونسل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین شاہ زمن کو کچھ مداخلت نہین ۔

دوم شوال مطابق ۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادے نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی
بسبب علالت مزاج و ناموافقت آب وہوا رخصت داخل لکھنؤ ہو نواب سے ہا امیر تر علی کو فی
اور مقربان نواب سے دہان نہین اور حقیقت مقدمات ہوتے تھے قول ہے آ نواب تھے صاحبان
عالیشان کو رفاقت نواب لشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہو کر کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب دسکرڈ سے بھی ملاقات نہوئی ہر چند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔

ازروی اخبار لندن ہیل انگریزی معلوم ہوا کہ ہالی نورٹ آف دائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب ۱۸۱۴ع سے تا غایت ۱۸۵۵ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور تہتر لاکھ ۹۸ ہزار نوسے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد ہو دی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاءاللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الراے ہین کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا اور درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت و موافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع و منقاد رہا ابحکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار ردی ہو جاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین ۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ رمئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کوربی جکسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہوے تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کی ساتھ گئی ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے موافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہو کر داخل باغ ہوتے تھے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس رہی سہی سلطنت سے کوئی خبر بجا نہیں رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہو چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو سوم سے بھی نرم ہے غرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال
بھی کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا الکتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین بہتر
تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کر کے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب
برطرف ہو گیا جنھین ہزار بارہ روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہوگئے فرمایا کارنیگی صاحب
کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر یہ لی احتیاج ہو
ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام
اطمینان کی نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے
کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلافت رائے
اراکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیر باری
خرچ لابدیات لیئے پاس آوارہ وطنی بہرحال لندن جاکر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ ذوالاحترام
اقبالہا سے بامید موہوم جب وہ سر برآرائے سلطنت برادالعین ہماری سرگشتہ حالی کو
ملاحظہ فرمائینگی اور وزرائے سلطنت رحمدلی سے از روے انصاف عرض کرینگے بس وہ
کیونکر اپنی جود و ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی ـــ
غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضۂ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے
صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدا نخواستہ
عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو در صورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ
لطف نرہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور باعث تشریف بری ذات خاص
ہوے ـ چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے
اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہر چند اونکی مان طلب کرتی ہین نہین آتے اونہ ایسی
توفیق ہوتی ہو کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین ـ

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوے بسبب جوش و خروش
شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر و سیلۃ الظفر ہوے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض
حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے
تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمہارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد
فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب ان کو بادشاہ
کے پاس لائے مشتمل عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا
اور ساجد درگاہ الٰہی کے ہوے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے
متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو

کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سوئز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم
کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب نوکر وا ناث تجویز ہوے
مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی محمد رفیع کے تین سو حاجی
الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے
تھے برنڈ صاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات
قیام ولایت وغیرہ و ہدایا ے پیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت
و زمرد کنگھی پہنچی الماس جو شامل ہدیۂ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل بھی بہت سے مالہ مروارید
انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ شل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلف
تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری
جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ مہر
جرنی دکلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد
بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ و خلجان کسی امر
کا نرہیگا اور شخص بے سر حساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری پیش
کئے آخر بناچاری استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلے حکم مساوی آیا ملے دل نخواستہ راغب ہوا

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء گیارہ بجے راتکو جہاز لب‌آب سوار ہوئین وقت رخصت عجیب حشر قیامت محل سے بپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع محذرات اوس پردۂ نقب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہرایک کی آنکھ سے مسلسل دراشک دریاے جہانگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سوتے سے جاگ اوٹھے تھے ہزارہا زن ومرد درد دولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب زمانہ دیکھکر از خود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت اونپر رحم نہ کرینگے حاصل صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذار بادشاہ فرط بے قراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے ومرزا ولیعہد نے آداب سلام بادشاہ نے خداحافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجیب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ ولکھنؤ وآمد ورفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ براہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی قدیمہ مسافرین راہ ہوے یعنی دوسرے دن ہیضہ وبائی سے راتکو مرگئے اونکی نعش بیخبری سے رات بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب وملت کے اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کردیا کو انکا اثاثہ مہری وغیرہ مال سرکار جو انکے صندوقچے مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد وقدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا

بندہ علینقی صاحب عنان یا دبہاری سلطانی بعد گلوخلاصی خدمات تعلقات اپنے مع امیر علی اور اپنے چھوٹے بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ ومفتاح الدولہ کے باب مین بہت جھوٹ سچ دل سے بناکر غرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے چند روز مین عیش کلکتہ اوٹھاکر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاراجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۳ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلبی کا
راہی کلکتہ ہوے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب
وہمی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب
گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جابسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مقربات بادشاہ سے
نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی حسب عرضداشت انصاف جناب ملکہ معظمہ
ہی یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر بشرایط مدوات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منظوری
کا انکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بنا کر مندرج کین بادشاہ نے
صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنو سے اوسی ڈاک
مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین یہان سے زیادہ کامل
و طامع جا کر مقیم ہوے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جائسی کے ہین جو رکٹس صاحب
کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوے تھے بعد اونکے
چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جا کر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے
بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار دینے سے خوف آبرو سے
پینچہ مار کر مر گئے پردہ دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد ا[illegible]
کسی طرح سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی
علم باعزت پیش آئے [illegible] بخوبی نکلی بعد چندروز کے بی بی ولایتی [illegible]
کسی پادری کی بیٹی [illegible] کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ [illegible]
شہری بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھتے گا اب انقلاب سلطنت سنکر از راہ [illegible]
وخود نمائی دولتخواہی [illegible] سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہین مفید ہو [illegible]
مگر کچھ مفید مطلب نہوا [illegible] کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آوین ناظم سوارون کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخلہ کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک مواکثر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھہ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے قید ہوے ہر چند عرض کیا کہ ۲۰ ہزار ارسال سرکار ہوچکے ہین اور روکا غذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زر باقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمیندارون کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار سے خریدکر حاضر ہوے کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ لفیتد بہت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجا چنانچہ صاحب نے افسر اور پیادہ کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوا فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور تین مدرسین مدرسہ کو لفیتد نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ - شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ - جولائی کشتی وخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ واسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس ونیر ٹری بہت خوش ہوے

مرمت طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جائز نہین مگر ازراہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۳ اپریل سنہ ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۲۰ صاحبان شوری خاص واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگزاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح و فیروزی ملک پیگو جو باعث فرحت جانی علاج ہوے اور جبتک باتمام نہ پہونچے یہ طریق پیشبندی اختیار قدرت سے باہر تھا جو ہمارے مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت متعلقہ سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا یہ سبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل شامل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے وہان ہو رہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ماضیہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال مثمر کیے جو پایۂ قبول و منظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوئے اور یہ سبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا پس ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور ۵۴ لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳ - لاکھ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ بزمانے لارڈ موصوف جنگ و جدال ظاہری مین ہوئی افزونی سلطنت اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا ہوا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بیجا اونکے مکنون خاطر ہوتے انہین قبیل نہر دریا گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی ماہ اپریل ۱۸۵۴ء سے ہوئی اوسکا پانی ہزاروں میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چار سو ۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندھ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کار نمایان اونکے زمانے مین ہوے اور ہر ہر پریذیڈنسی مین کچہریان تحصیل یا محصل کیواسطے مقرر ہوئین اسیطرح تاربرقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ء مین اختتام پایا اور تینون پریذیڈنسی باتفاق یکدیگر ۵۰ - ۳۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت تحقیقات سے ریل رودخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف و متوجہ کار ہا بسخت و دشوار کے رہے جو دوسرے اس بیدا مغز ہی سے مشکل معلوم ہوتے ۔

غرض بعد قیل و قال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ رای اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی مگر بتقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و قدردانی سے مقرر کیا ۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین دیکھ وقفت نا سوا نواب خاص محل ہے اور شکستگی حشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردۂ خفی مین تھی اور نا موافقیت آب و ہوا سے یہ سب عذرات قبول کیے ہوے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات کمیٹی کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب ادن دبتے تھے جب عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سانی سبت نیا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدہ حق بین سے ٹپکنے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا غرض شقہ خاص طلب حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین و رفقائے خاص در رفقا گروپیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کرکے مع اعظم علی ایجنٹ روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد اجازت بہر ہما سفر باستخارہ ایمانی پر کی گئی خلاصہ ۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ مطابق ۵ا جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفقا منزلگاہ ۱۹ گاڑی ڈاک اسپیشل ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ وغیرہ ظروف مصرت و خادمان اثاثیہ بعد نصف شب روانہ ہوئے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوئے حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوئے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی جب سوار ہو چکی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار اسبہ پر سوار ہوئے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تا بہ چارباغ ہمراہ تھے شہر کے شہدون نے شام سے دروازہ پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوکر آپس مین تقسیم کر لو وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب مانتے تھے تا کہ شہر تک بازار مین مثل دیمک پھیلے ہوئے تھے اور شہر کے بے فکرے تماشا بین سر راہ کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز رہ سکتے تھے غرض جو بکے سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریائے گنگ پر قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ پہونچا
کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کرکے الہ آباد
کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنو کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی بند نہوئی
راہ مین درختون پر چڑھکر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسین خان کے
کارندے نے حسب الحکم خانسامان بخوبی سرانجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے
بیگم صاحبہ علیل ہوگئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچہزار
پانسو روپے پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ کے ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر
کیا صاحبزادہ آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کئی تھان مشروع گلبدن مطبوع
حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر
سوار ہوکر آدین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آؤ پھر بنارس سے کلکتہ تک بسبب
برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی بلکہ چاہا کہ کسیموقت
سے راہ خشکی سے جائین ممکن نہوا ناچار خوف و بیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز
کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپے لنگر کے دیے جو زمین گیر ہوکر نہ نکلا تھا ۔
خلاصہ ۲۹ جولائی صبحکو کلکتہ سے گذرکر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت دستور معظم
پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر و ناز
حاضرین ہوا حاضر الوقت خواتین کنبہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت آب داخل
محلسرائے سلطانی ہوکے مقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق
مین تھی شکل گل خندان و شاداب ہوکر پھر وہی چہچے ہونے لگے ۔
نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہورہے تھے عرضداشت
متضمن تمارض آب و ہوا کلکتہ کے منشی ظہیر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے
لیکن برخاستہ خاطر جانکر منظوری دستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی امامی بازوے
مبارک پر باندھکر رخصت ہوے اوسیوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی ۔
غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم قریب تھا

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر
داخل دولتسرای نیرہ ہوے اسکی صبح کو ڈاکٹر فیئر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی
جو لکھنؤ مین تھے باری باری جا کر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجبہ حساب
تین ہزار روپیہ عین المال انکے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ
گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی
دکھا کر نجات پائی نبارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون
سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اور سیدن راجہ سے بھی
انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرالعین مرزا ولیعہد کسی صاحبات
خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ
اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان نحیتر دھنشٹھ جوگ ایسمان
احتراق زہرہ و شمس نام نامی نواب خاص محل نے بروقت روانگی پرانی خانم صاحبہ
اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بوقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

جوزا زحل
سرطان
زہرہ اسد
طالع
آفتاب زہرہ
سنبلہ
حمل راس
میزان مریخ ذنب
جدی
حوت مشتری
عقرب
دلو قمر
قوس

[illegible]

[illegible]

۲۲ اگست کو منیجر کارخانگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ
محرم کو بٹھائے امام باڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور ہوے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بدھون پیدرجم کہنا کر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجا ئین اور ہر گھر مین طریق غرا بدستور رہے۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریا دباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف عشرے کا انتظام کیا۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ امر داری و مجالس بیرونی موقوف زنانہ مین موافق رسم کے بجالانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ہر محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس سبب سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زبان شاہی دی چیف کمشنر نے اسکو منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایاے شہر ہو دوسری محرم کو مطابق ۴ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد اور محمد نیاہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کنہک ہنود حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بہر صورت عافیت مین گزرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے ذکر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کر دین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ خانے مین خائف رہے بہر نہ اندرون درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے جب چلے آدین دوسلر غول باہر کے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے نرمی سمجھایا جب سینہ زوری سے جانیکا قصد کیا زیر فنگ لیا سبکو باہر نکال دیا

متعلقہ صفحہ ۱۹۲ جلد دوم

مرزا برجیس قدر

Mirza Birjis Quader,

بہرصورت حسب معمول علم دو گھڑی رات رہے باہر نکالے گئے تھے نہ نکالا
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے نقد میر خدا بخش کی کربلا میں جاویں اگر دوسری
کربلا میں لیجاتیں گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار میں خلاف شکل میلہ چہر سکتی تھی عملداری
شاہی میں یہ صورت نہوئی تھی اور کمپنی سرکار میں ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی دگرنہ
عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے تبرا مومنین نے میدہ میں تعزیے اپنے
گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کارنیگی صاحب سے مخبری کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کمیدان
برادر نسبتی حضور عالم کے گھر میں چلے آئے اسلحہ حرب جو انھوں نے بخوف آبرو کنوئیں میں ڈالدیئے تھے
سب نکلوا کرلے گئے اور ایک اقرارنامہ بھی نسبی احتیاطاً لکھوا لیا کہ آگ دیکی چھاؤنی کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر میجر کارنیگی صاحب کپتان ہیز صاحب دو کمپنی لیکر آئے
نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعلی بہ علت اتہام بلوائی شہر نواب کو دیا۔
دوسرے دن مس صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئی اظہار حال کیا اور بہرصورت رفع خلجان صاف
کیا کہ میں کبھی مدعی سلطنت کا نتھا ورنہ ہوں ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کریں اور یہ تقدمات
لاطائل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ع رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت
ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی عزت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عافیت
تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے۔

باب تیسرا

ہنگامۂ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات خاص بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کذب و بلا گویم دگریم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و
ہنگامہ فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۲۱- ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ھ کپتان ہیئر صاحب کارنگی صاحب کو آوال کیمپ
مع بر قندازان سعادت گنج گئے اور نواب مصطفیٰ علی خان کو نینس مین سوار نواب آصف الدولہ کی
امام باڑے مین لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو نہر فتح ورم کشت
بہادر سے لیکہ مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۳۰ ہزار روپیے بہ علت مکان اونھین دیے
تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کردیا تھا جا بجا توپین لگائی تھین
دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ مملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت محولسے لیکر ہموار کیا تھا امرا شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بسبب ہر دم جنگ نا دیدہ ایک تلاطم پڑ گیا تھا غربا شہر
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب بلا
ہو گیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھون روپے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہوکر غار
اور گلی کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جا بجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انمین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیچ
محلے سے اوٹھکر شہر مین بکرایہ جاکر رہی تھین اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ زر دمحل
وغیرہ سے اوٹھکر شہر مین رہی تھین دو روز مین ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے مابند پر لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۲۵- لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز کو توالی و ہندوستانی گولہ انداز و ملازم و اکثر
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع ہو گئے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھر دیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے اکثر غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہان سے پھر بیلی گارد مین لے گئے ۔

چیف کمشنر کے کوٹھی ریزیڈنسی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کردیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
مع عیال اطفال ملازمین متوسلین کے وہین مقام امن سمجھکر قیام کیا اور گرد ہر کوٹھی کے نقب دیکر

بیٹے بارود کے رکھوا دیے تھے چھ سو تین گورے جنکی چار سو دو صاحب اور اسیقدر بیبیان و
اطفال شاگرد پیشہ رنڈی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم
کر دیا صاحبات دفتری بھی اسلحہ باندھتے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا کچہری
صیغہ فوجداری سب ند چیف کمشنر کرنیل و ہیر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاؤن مین رات کو
رہتے تھے علیہ آمد و تاخت فوج باغی نمک حرام دمبدم پہونچتا تھا

ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرونکو بلوایا اور بکمال عطوفت و ہمدردی سے
سبطرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور اونکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پر پہونچنا
سمجھایا کہ اگر سرکار کی نوکری سے تنگ ہوئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمہارے پاس
ہے لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تمسے کچھ مطالبہ نکا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور نمک حرامون
نے کسیطرح نمانا اسباب یہ تھا کہ شیطان ہوگیا تھا اور بسبب اپنے باطلہ کے کچھ نسمجھے [illegible]
شہر مین اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے ہاتھ پانون
مارے لیکن کسیکی جرأت نپڑی لیے او سہات سے سرکار نے کئی وارث مشخصہ کو احتیاطاً
اپنی حفاظت مین رکھا بمعانی التحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج باغی کے
دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ و امراے دلی ہوتا فقط عجیب و غریب عصر کہ تحیر افزا
عالم آرا درپیش ہوا تھا پس معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہوجائینگے پھر کسی
سے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا ہے جیسی اوسکی مصلحت ہوگی۔

فساد چھاؤنی منڈیاؤن جیٹھ ۳۱ - ۸۴ - ۱ء - رسالہ ترک سوار

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و حصن وغیرہ سے فارغ ہوئے
ہرچند فوج باغی و نمک حرام کو سمجھا کے نصیحت و بیشفقت سمجھایا کچھ اثر نہوا بلکہ ساعت بساعت شعلہ
آتش فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۲ تاریخ شب شوال مطابق ۳۰ مئی [illegible]
دس بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت بلا دغدغہ مع اسلحہ حرب کے کوٹھون پر
جا پہونچی تا سپاہ ہیبت زدہ ہو جاوے لیکن بمجرد پہونچنے فوج کے سنگلنگی خبر [illegible]

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہوے جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے توپ
پرجا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے ۔ ساتوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے
برگیڈیر ہاندسن کو نپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشایستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر
عزت بچاؤ تو ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
اور صاحب بھی مجروح ہوے مچھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوقت گرچہ چھاؤنی
مین گھرنے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لاکے
اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پہلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
بنگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت تک
ہنگامہ رہا اور دو پلٹن طیار ہوکر فقط تماشا دیکھا کین پاس مایٹن کے شریک ہا رہے ہوتین ہر چند
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین پیشتر سے قسمیہ ہو چکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر تا کہ جا پانچ
سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہوکر بدحواس قیام الدولہ
بخشی کے تالاب پہونچے جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین ساتھ
مین چل نہ سکین رہگئین او خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کرا نیے تو سدان پھر
لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا تو گھولکر شربت پیا پھر
وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اتوپین فتح کی سرکین ۔

اس عرصے مین مفسدین و کوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ
باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جاکر شریک ہون جب
خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی ۔

منجملہ مفسدین اجل رسیدہ آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف پھرتے

لاگون کو غیرت دلاکر برانگیختہ کرتا تھا ہر چند ایک ہفتہ پیشتر ایک خداترس نے اسے دردول سے
سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بدلت مارے
جاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا خلاصہ
انکے ہمسایے میں مسٹر ہنڈس کرانی محافظ دفتر گنبس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ
اپنے برآمدے میں بیٹھا ہوا تھا انکو مترود دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر میں پھرتے
اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمھارا گمان غلط ہی کچھ تمسے نہ ہوسکے گا آغا مرزانے جواب بدرشتی
دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی
چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا اسباب
لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی
وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرپشورش شامل کیے گیے -
غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھاکر چوک کو چلے
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پہ چلے راہ مین
مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی
کے پاس تلوار سیپے صرف لکڑی اکڑون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس
دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بہ سبب کثرت کے منہ دیکھکر رہگئے جس مرد آدمی
کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے برقنداز
پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے
مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلواکر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا
غرض قریب دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت ملنگون سے
بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض
کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اترکر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر
کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے
جاؤ یہ اجل گرفتہ انسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے بریگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر حمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جاینگے ان نامردون نے اونپر یورش کیا تلنگون نے چھینٹ پھینٹ
کر ایک باڑھ بھی ماری مجروح ہوے مقتول ہوگئے باقی سب بھاگے پھاٹک حسین آباد کا بند کرلیا آغا مرزا
اہل تھانے والے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنارہ تالاب جا پہونچا
قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی تلنگانے پر دوسری سینے پر پڑی باحواس پھر کر پھاٹک بند کیا ادھر
پھر اکام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین
برقندار بھی اکثر تلنگون کے شریک ہوگئے اتفاقاً گھات نہ دارگی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی
چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے با تمام اجماع بعل
زیر تیغ خون ناحق کیا۔ دو دن دو رات تک ناکہات تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی
رہے تیسرے دن صبحکو کارنگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو
آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی
پکڑ آئے اور ایک صوبہ دار پلٹن مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا با طمینان داخل
چھاونی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو کچہری
ہون سے باہر لاے دروازے سے جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا
گورون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشبین
جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا
کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار
کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی
دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑدیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام لشکر
کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آیندہ کوئی قصور ایسا نکرے۔

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو مثل اولاد کے پرورش
کیا تعلیم و تربیت سے محترم تھے آدمی کا کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا
عزت دی داخل شورے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا پھر
فساد بپا ہو کر مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو منجملہ اس سے بندر بوشہر کو سمت
ایران گئی ہتی خبر تربیت سرکوبی مفسدین کو پہونچتی ہے یہ ہرگز خیال نہ کرین کہ سرکار مین قلت
قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے
کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا
خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور نہو بلا مت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جاے
کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمک حرام مفسد باغی وغیرہ نسبت آپکے
اپنی زبان سے نہ نکالے ورنہ مجرم سرکار ہوگا -

مگر افسوس ہے ان نمک حرامون نے اپنی قدرنجانی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پہ درشتی
کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غریب شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و ابرو
نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسینے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم
ہوا ہے خاطر جمع کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ -

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ
مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونہین سوار کرکے کچھی
بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر داروغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے
اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہوگی -

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب
کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لاکے پھر داخل
قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مکان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور
ہوئی کہ انکا رسالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھے
معلوم نہین اتفاقاً از راہ ناوانستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندے نے بتا دیا اور سب
ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل مادر شفیق پرورش کی تھی گھر
مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تنچہ کی اور
کچھ اور بھی دیا وہ کارنیگی صاحب کے پاس گئی دو دن کے بعد بڑی جد و جہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی [illegible]

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ڈیرہ راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا بخیال دوراندیشی یہ بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعض فوت ہوے اور رانی باغی ہو گئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے سی ایس آئی والی نیپال کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلی لیتے تھے بجمیع حقوق ملگیا اور علاقہ باکسی دستمین والی نیپال نے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ از روی اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاونی میں مشہور ہوئی سب پاس کلی اپنی رنگ سی ہوئی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاونی میں دھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح سے نہ ہوا اب باغیان سرکش مستعد بے انتقام لینے پر ہوئے احوال مختلف ہر چھاونی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہاں جہاں سے فوج باغی آکر جمع ہوی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور میں جب بلوہ ہوا سب صاف فوج و لنگامت جمع ہو کر ایک بنگلے میں آئے اور مستعد ہوی فی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نہ رہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایاں راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب محمدی وقصبہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد میں مارا گیا جب باغیوں نے میدان خالی پایا اور نقد خزانہ خوب لوٹا اور اسکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلوں میں تھا لوٹ کر آگ لگا دی اسمین رعایا سے شہر قوم پٹھان اہل گرفتہ شریک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی پھر شہر میں ادر ڈھلا ہر تیغ ترتیب وراست کے خدا و رسول پر افترا کر کے صورت جہاد نکالی کہ عوام اسی جال ایمانی میں جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی مین سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی بیان ۴ میالن ایک رسالدار تھا ایک
صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوسے
سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ
اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے
گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جسسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کی
مجبور ہین مہرحال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دو مرتبہ باپٹن سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم
و اتفاق کر چکے تھے فوراً بگڑ بیٹھے اور اپنے افسرونکو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی
ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان با عورات بے گناہ اور اطفال
خردسال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے
اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ بالتہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار
مین معلوم نہین کسطرح اپنے ماں باپ سے چھٹکر ایک بنگلہ مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر
کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھا کر ایک کمرے
مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد اوسی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوسپر
پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پہ مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون پھر سپاہیون سے
کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض بچے
گودی مین بچے لیے جسطرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کبھی گانون مین بیبیان اس خراب حالت
سے پہونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ما حضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک
چھکڑے پر سوار کرکے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین [illegible]
چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گذھیون مین چھپے رہے ۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنارہ دریا تھا اوسوقت موجود تھے مع میم صاحبہ گھوڑ دوڑ پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوقیں ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ کرصاحب کی نعش سے لپٹ گئیں دفعتاً اونپر بھی گولی پڑی اسیطرح اندر سے جا ملین ایک صاحب نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کرے سے مارا کیے جب گولی بارود ہو چکی گھوڑہ پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال سراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتاً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کرکے جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی ۔

دو صاحب بہ انکو ایک زمیندار کے مہمان ہوکے پانی پیا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین میم ہیے چھپکر تمہارے گانوٗن مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم ممدوح بیبیان چھکڑون پر سوار ہوکی پیاسی اس شدت گرما مین لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین ۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳ لاکھ ۳۱ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا بعد اسکے کدار ناتھ و میر اقدا حسین کمیدان کو حاکم خیرآباد کرکے حکم دیا کہ بدستور زمان تم مستعد سرگرم کار سرکار پر رہو بروقت ضرورت امسال رسد غلے سے غافل نرہنا ۔

فیض آباد سے پہلے دو کمپنی تلنگا اعظمگڈھ سے ٹانڈے پہونچی پھر گورکھپور جون پور سے بھی پلٹین آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی افسران فوج کو بلوا کے سمجھایا کہ ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فایدہ ہوگا اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو غرض کی ہم تابعدار سرکار رہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم سمجھائینگے پہلے ہمین مار ڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ بہادر آئی سب طرح سے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوے ۔

دوسری صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سوسوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دیدین صاحب خزانہ نے جھٹک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنواکر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار روپیہ برکات
احمد رسالدار نے کہا ۲۰ روپیہ و باقی سب کرانچی پر رکھہ چھاونی لیگئے ۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے
افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے
کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے
آکر کنارہ دریا سے زیر کمانڈ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے
دیا ہم پہلے تم سب سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے سے پہونچین وہی تلنگے دو دوڑے
کمشنر نے خود تپنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مرگیا واہ ری وفاداری میمصاحبہ بھی دو بکر گئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری
کشتی دوسرے کنارے کچھار مین تھی کرنل ٹمالن بول مع میمصاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اترکر ارہر
کے کھیت مین بیٹھ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل
بیان ہے آگے آئے گا ۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرائین اوترا تھا کسی قصد
سے فساد کیا تھا قید ہوکر بول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے مذہب جنون سے الفاظ شدنی اور
لفظ قتل وغارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڑھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر
ہندو و مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا تو

فیض آباد راجہ مان سنگھ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے جب اونھون نے صاحب سے عرض کیا جاتا آپ فرمائین ہم آپ کو سلامت پہونچا دین پھر ہم سے کچھ نہ ہو سکے گا نمک حرام ہو جاوینگے سپاہ پر ہمارا اختیار نہ رہیگا صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور سوار کہتے ہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسی نے نہ دیا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی انی سے چھید چھید کر مار ڈالا پھر چھاونی مین آگ لگا دی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب کی علت سے مولوی سید امیر علی آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے نہ پایا وہ جان بچا کر دہلی مین جا کر چھپے مرزا حیدر مرزا کی اونکے دونون بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا راجہ بہرائچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہے سرکار سے معاف ہو جاوے یا فوج تحصیل کو ملے ورنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون مین کرنل برو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگھ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہر چند وہ میل تشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضاے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکرگذاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلہ فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے غدر کیا اور جب پلٹن سقینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرائچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آجزنت دونون پلٹن سے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کر دی مارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دو سو سوار نے اپنی تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤن مین نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہ جہان آباد ہوے اس سالہ مین قوم رانگڑونکی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیونکا احوال سنکر چلے گئے ۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانیدار اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ شل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے مین تمھین تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی و نمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اوسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے ازراہ جاسوسی کسی افسر سے جا کر کچھ کہدین اوسوقت سواے پھانسی پانے کے کوئی علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب کو خبر کردے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونون پھر آوین ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جا اوسنے کہا اگر نہ آوین تو آفت مجھپر آویگی کہا اس سے مطمئن ہو غرض صبحکو جب وہ دونون اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس بازار ٹکیٹ راے راجہ ہلاس راے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارندگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ پر قبضہ لیکر ہوچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد این زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس بیٹھے کا احوال کلکتہ سنتے کو گئے تھے بضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲ - آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہوکر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے وان بر و ساطت حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا حوالدار یہ تینون پھانسی دیے جائین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ فساد اس ہنگامہ کا ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہے کہ لشکر مولوی امیر علی مین جا دیر کمر باندھی چار ہزار روپے اوسنے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنی جبن و نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد بلوہ تیار ہاکرانی سرکار کو ناحق اسی جگہ کو یہ ۲۲ - آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار پانے کے بعد ایک دو سے کے پھانسی باقی باقی بندھے ہوئے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعیف پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر مسلم ہوا گڑوا دو باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا - صوبہ دار نے روبکاری مین کہتا کہ فقط میر سے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بے گناہ قید ہوئے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹھا پرشا نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹہ کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام ہوا - مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دوبارہ دام سے مول لیا کسواسطے کہ وہ انکی ملک تھا - میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا -

ہنارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوئے بشرط رجعت حکومت و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقندازون کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ دار

بچ گیا دوسرے دن تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا وہی نیاز خان کو خط بھیجا اوسنے بہت عذر کرکے نہ گئے دوسرے روز ایک سوار حکمنامہ اوسکی طلب کا لایا لکھنؤ مین ردبکاری کو آنیکا حکم ہوا دیا مگر ویسٹن صاحب جو مدت سے ان کے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہوکر انکی نجات دلوائی اپنے گھر آ گئے ۔

	بلوۂ فساد کانپور	

فی الحقیقت عجب طرح کی کالی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا ایک امر پر مونا منجملہ خالق کے کار بشری نہین ہے کسو سلطنت کی تدبیر کو سلطنت سلیمانی اوس مور جیسا ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۳ پلٹن ایک تیسرا رسالہ کانپور مین تھا او رتوپخانہ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سبکو اپنے قصاص لینے کا یقین ہوگیا کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان بھی بلوہ کردیا بنگلون مین اگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہوسکتا بعض بیم صاحبان جان و فرط غیرت و شرافت سے کنوؤن مین گر کر مرگئین نعش اطفال اور مقتولین سے اکثر کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب متفاوت کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون کے دمدمہ اسپتال مین بناکر پناہ لی ۔

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا رانا راؤ پسر متبنائے باجی راؤ پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے ساتھ آگئے آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ وغیرہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان محصورین از راہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسیر راضی ہوکے صبح کو سب فوج سوا شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوا دیے اوسوقت صاحبان محصور اور دوسرے افسر مع پیشوا جمع ہوکر یکجا بیٹھے باہم عہد و میثاق قطعی

اطلاع ہوا اوسکے بعد کشتیون پر بلحاظ سب اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب واہل کلکتہ
ہوئے بالاجی راو سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اوسنے
منع کیا کہ دغا سوا فق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا غرضکہ جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بیٹھ گیئن بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو باطمینان کھڑے ہوے تھے سبہون نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پہ تلوار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین سینکڑا
پاس سے ہر ایک سے ماتھی ہوتا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھتا وہ بہانے باہر سے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیون سے دریا مین
کودا ڈوب گیا ادھر ہو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف ننھے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مار ڈالین اسواسطے
کہ پہلے اونہون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس امیر جانکر
منع کیا آخرکار نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانے
کی اسنے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامے تحصیلدار و زمینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے روانہ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و ناندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۷ صاحب ۱۰ سوار تلوار بین کمشنر آ پہنچے
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلاکر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ اور خود
کرسی اور مونڈھے پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر کرنل گنج مین توپخانے کو لگانے کے تحصیلدار نے
عرض کیا یہانسے چھاؤنی ۲ کوس ہے دریا سے گھاگرہ بیچ مین ہے ایک ٹیکے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور رہ گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اُنکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑے
چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنارہ دریا پہونچے صبح ہو گئی سب بے فائدہ آگے
جاتا پار اترتا تھکا کر پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے —

کمپنی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورے سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے
سپاہی جو حفاظت کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے —

ایک روز کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لشکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی
ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا نہ یک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد
سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینک دی فسخ عزیمت کیا —

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو ٹیالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے ٹھہرنیکے ہو نواب گنج
کے ایک باغ مین اترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادہ فساد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ
تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون ٹیالن بر وقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تمپر آپڑین کیا کرو گے
بس چاہیے انسے ہتھیار لیلو ایک گارد تلنگونکا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دونو رسالہ
روسیہ آگے رکھے سپاہ کو چھپا بانٹ رہے تھے مع زر نقد اوٹھیں کرکے لے آئے احوال پوچھا
کچھ تامل کیا دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد انکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے
سے معلوم ہوا کہ یہ امرا لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو ٹیالن
کے آئے تھے کہ ہم باغیوں کے ساتھ آئینگے وقت غافل پاکر لوٹ لینگے یہ مفصل احوال کھلا
کمیدان کو سید عزیز سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی —

نیست کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز پنجشنبہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۸۵۷ء دوپہر کو کمشنر
صاحب اور کئی افسر مع جمعدار کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اسواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کمیاب ہو لیجائیں اور اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
اونھین جلد خبر ہوپہنچے گی چلی آئیگی جبتک ہمین ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت
پر تکلف مصرف شاہی مفتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گوردون کے پہرے مین لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناواقفیت سے شور واویلا برپا کیا ہے بادشاہ کا گھر لوٹے لیئے جاتے ہین
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین دگرنہ یہان
رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ رجبعلی مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸ کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطرخواہ بادشاہ کا ہے کو ہوتی اور اسباب
سباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھون کی
کی نگران تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گوردون کے پہرے سے گھبرا گئے تھے
آپس مین بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی بہت گھبرا گئے

معرکہ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی اکر جمع ہوئی تو خزانہ سرکار سے مال
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرن جلے کہا کہ تم عادی سرکار سے کہان بھاگ
کر جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا کہ اپنی سزا اعمال مین گرفتار ہوکر ہر ایک کسی
جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگرہ توڑو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر ہوکر مرگ انبوہ موجب عافیت دنیا کا ہی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثرون کی صلاح ٹھہری کہ دلی پہونچے کہا کہ اگر دلی جانا ہے تو
ہی لکھنؤ ہوکر چلو اور ملک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سبکو اپنا شریک کرنا چاہیے

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی
حفاظت کو سپاہ گو ہار نوکر رکھی ۔
راجہ مان سنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان
باغیون کی طاقت مقابلہ نہین رکھتا جہان تک ممکن ہو اپنی جان و مال سے حاضر ہون کہی ہیم اور ضا
کیا ابھی تک چھپا رہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت ہے جسمین جہانتک چاہین چلے
جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی کے
قریب سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ
زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی
درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے ۔ حکومت فیض آباد کی چلے آتے ۔
روز سہ شنبہ ۷ شہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ
کمپنی تلنگہ و توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان مہابیرین انکے وے دو کوس پر آپہونچا
ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریبا
۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ ۱۰ رسالہ ہندوستانی پلٹن اول و الیشنر و توپخانہ اسپی و نرگا دن
۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلو بوری آر پلٹن گھمن گھور اختری
نادری بیلا حسینی کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج
قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھہ ۱۲ سو پیر تعداد ۵
کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ بیل و اسپی ۵۰ صاحب بہادر کارنگی محمود خان کوتوال باقی
کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے ریزیڈنسی سے
چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی
سی قریب باغی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوتی ہے آخر آپس مین یہ صلاح
ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ تہوری آگے بڑھے
دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نپایا گوئندہ سے برخفا ہوے اوسنے عرض کی
دس پانچ ہزار باغی اودھر ہین مگر ندی کے ادھر ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اونکا حال معلوم ہونا ابھی

کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نرہا تھا ایک وقت ہم ملامت کرتے تھے کہ یہان مہاجر مین نشان چڑھانے آتے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑجا ئین مگر جب یہ تینون گولے سپاہ کے سر سے بسلامت گذرے اسے وہ تلنگون سمجھے سب کا دل بڑھ گیا ہو گئے دفعۃً سوارون نے ہمین بیار سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہو کر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعۃً فوج بھگائی دفعۃً فوج جاپڑی باہم لگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب قبضہ مغلوبہ ہو گئی صاحبان عالیشان نے جب گھونگھٹ کھایا چاہا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین وہان نہ جا سکے اختلاف رائے ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بیگل رجعت کیا گورے تلنگون کے پانون گویا مین گھیر ہو گئے باغی آنکر پل سے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پیدا لاش کرنے لگی کپتان اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱۔ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اوربھی ہوا کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار ملے ہوئے دبائے چلے آتے تھے برقنداز سب نمک حرام کہین معلوم دیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونسے جدا کیے گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دقعۃً ملا وہ سب بیلی گارد مین ہو رہے پھر کپتان پیچھا پھر کر دیکھا جو صاحب یا گورا مجروح تھا مشکل سے پہونچا راہ مین کسیطرح کی کمک نہ پہونچی وگرنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہو کر بڑھ گئے ۔۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آتے جب اسمعیل گنج کیطرف بڑھے بیلی گارد اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا چند گھنٹے شہر مین پھیلے فوج باغیہ او ریاپن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا بصد خان فتی کی کوٹھی مین اترا موافق اہل تخمین غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ اوسکے پل تک صریح صریح عقب مین اونکی پشت پر فوج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکے منہ پہ ہوا پھیر کیونکر صورت فتح ہوئی

جب تمام اہلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست شاہ اور باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو سب
کو دونوں مورچوں سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جس طرف سے ممکن ہوا
نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو زیادہ
ہم اطفال خردسال انکے سوا تھے کہ واسطے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ سمجھکر لکھنؤ چلی آتی تھیں اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ - پنجابی - کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور قنا گرو پیشہ رنڈی مرد۔ مزدور - کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اوسوقت
عجب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنھیں گھر سے بلا کر جا بجا مورچوں پر مامور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے -

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازوں سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک میں قفل ڈلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے ان میں نے لکھنؤ عیش باغ میں سوا نہدروں کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیگر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوئے کوتوال نے دم دلاسے میں رکھا
شام کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر دلاتی
مگر چین پاند جتنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو انسے قسم قرآن شریف لی
تھی اونھوں نے برقندازوں نے دغا نہ کرنیکی قسم لی تھی تا قہ مستوں نے سب طرح قبول کیا تھا
اسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر میں ایڑیاں رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نہ رکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا اقدر و جنس جبر اعتماد رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال معتا مال ہونے کا سرکار
پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا عمال کھلا تو کیا ہوا اب دونوں چین کر رہے ہیں غرض
جب رات ہوئی پشت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے سنکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہاں سے تیسرے دن تھانہ میں ناتی زنڈی کے گھر سے ہر کو بیلہ والوں کے سر پہونچکر
رکھ شہر گنا کے سے نیچ آباد پہونچے کہ ہم خان پٹھان کو مہمان ہوئے - ایکدفعہ پوشیدہ کا پور بھی ہو آئے

جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی ہین بدستور ناموَر ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام لونگا
مگر اہل اونہیں ہوس رہی تھی من کی من ہی مین رہی —

غرض جب امام بارہ مسافرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا
خون ناحق نہ بہا ہر چند توپین آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لچے جا پہونچے خوب
لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے رومی دروازے کے شہدے نے اپنے وقت
خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ پہلے یہ توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگاو لڑو اسمین ہم تم سب کا
بڑا نام ہوگا کہ ہم سے ناچیز حقیر ذلیل شہدے نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہوکر
مستعد جنگ ہوئے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار بیگمون کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے
جکڑ ایک لاٹھی کا شستبہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً کئی گولہ انداز بھی لوٹ
کو آئے تھے اونکے شریک ہوگئے دو توپین نقار خانے کے کوٹھے پر لگائین جتنے تخت دوکاندار
کے تھے اونکی چھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی
جاتی تھی اون مین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پہیے
پر انگوٹھا کچلنے سے اونکی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات
کے رومی گیٹ اور کپاس بھوس کے آگے رکھے اونمین آگ لگا کر شور وغل مچا کر دوڑ کر جیسے
پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے ہانکے اس شور وغل سنے ہمنے جانا کہ ہزار
آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہو جائین گے —

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی قلعہ مین
بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہیں بہتر ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ
مع برات فوج و اسیر ایکبارگی بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اسیوقت چلنے کے
مچھی بھون مین آگ دینا اہل شہر نے یہ شہرت سے جب یہ خبر سنی بارگ کی ستی کھٹی کسی کے ہوش بجا
اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلہ جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑ کر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا —

غرض جب محصورین کو مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوئے پہلے مرزا حیدر شکوہ - ہمایون شکوہ نواب محسن خان
راجہ بلکشن پور اور ابیشلی علی خان شہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شہزادہ

والاتبار نے جانے مین کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے اندراہ غضب اس جہت سے انکی مشکین باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف اپنی شان کے سمجھیں غرض حسن باغ کیطرف سے جتنے محصورین تھے بانتظام حلقہ فوج مین لیکر آگے پیچھے رکھے نکلے اور ہیم کو توپون کی میلون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادے کے مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہوگئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۶۰ آدمی تو ملازم گرد اور انداز وغیرہ راہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگے اوسمین دو چار حسب رضا یا گورے بھی تھے شہر کی گلیون مین پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچہ پر تھی منھ دیکھتی رہگئی بلکہ اوس وقت سب خواب غفلت مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور پھر جو چلنے توپ کے منہ سے تنگ تھی بھون مین آگ دی ایک کورہ شاید اپنی بہادری رکھا تھا فی الحقیقت بُرا کام کیا۔

جب گارڈی محبوسین کی زیر کوٹھی قیمافت ریزیڈنٹی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسنے خبر نہ لی قریب صبح میجر نگ صاحب آگئے ان سب کو بالاخانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے صرف ضروریات لے آیا اور اونھین سمجھایا کہ یہ امر ہینے فقط مصلحت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بے گناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنی اشیا ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک سپہ ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ اب میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ تحریر یہان کی راناؤ کے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے مین آگئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقا میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوئے وہ اونکے پاس آگئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب نے ملاقات کی اور فی کس خرچ ڈیڑھ روپیہ دینے لگے ہر ایک نے اپنا لباس بے تکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری مین بھی

بھی ہر یار رغار مین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و نازا سپنے خاندان عالیشان پہ کرتا تھا یہ
بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آئی ہے —

جب چھچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازون کی زنجیرین ستون سائبان
سے اپنے جوڑ سے جدا ہو گئین و چھینان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہو کر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش
مین کتنا شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہان تک سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھرونکے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوا کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہو گیا ایک
شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہو گیا تھا کئی سپاہی اپنے قلعے سے راہین
چھپ گئین ہندوستانیون کے گھر مین آئین یہان سرکار مین گئین زبانی کپتان مفتاح الدولہ —

جب صبح ہوئی پہلے شہر سے ورسے ترسے چھچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا
کہ سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی
کے جانے کی راہ ہو گئی ہے شہر سے ورانہ داخل ہوئے پھر مفلس تیجے شہر کے
ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوئی جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی جگہ
کے سپاہی آبیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی —

خدایار ذیل کے ناخن ندرے بعد اسکے شہر سے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھتے و ذلت
لیکہ مقابل مورچہ بیلی گارد کے ایک مورچہ بم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
دوسرا درخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہو ہر چند لڑائی لڑکون کی از راہ
بیہودگی تھی مگر مقام حیرت سبکو تھا اور شہدہ نکا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن تشنیع
طرافت سے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازہ
پر گئے دھمکا کر زر نقد سے اپنی چہ ندم خوردہ ندم کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی
پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگا دی سارا شہر روشن گیا
میر باقر علی شاہ پکے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام بارے کے دروازہ پر لاکر تلوارون سے
ٹکڑے کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا اونپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھ مین
لیکر گلیون مین پھرتے تھے —

جب سپاہ لوہے کے پل سے اسپارنہ آسکی رمنہ شاہی سے تیڑھی کوٹھی مین آئی پہلی
جرنل مرزا اسکندر حشمت کے ۲ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر
نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے فراہم ہو صاحبان عالیشان زندہ مردیکا مال اوس کوٹھی مین تھا مہرا
پہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دو
ظفر الدولہ کے دروازے پر لگایا سب فرح بخش و چھتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد
کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہینگے صبح
کو چلے جاینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل
کوٹھی رصد خانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چارشنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گرد
پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد و راجہ بنوا نواسہ راجہ صورت سنگھ
چودھری سنہیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے
گول بارسے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے —

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا
گھوڑون پر سوار کئی خدمتگار ساتھ سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ
زمیندار کی گڑھی مین جاکر اوترے ہر چند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل نظر بندان
اوٹھائی جبتک کہ فتح بیلی گارد نہوئی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جناب عالیہ
نے بسبب سفارش جرنل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہر چند کہ اودھونے کئی مرتبہ دہانکے جانے
کا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس
حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کہین اودھر جاکر نہین تو بہتر ہے

کچھ اعتناء نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جا کر انکا استیصال کر دیگی بلکہ شہر کے باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا اسیطرح روز چارشنبہ پہلے ۴ تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون نے کہا پھاٹک کھولدو جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ پیچھے قاقمست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد و جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جینیر صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑکر خراب کر دیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑکر سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شیشین دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے امین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بکرایہ لیکر اوس مین عیال نواب اور عظمت الدولہ معزز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ سفت تھا —

جب عملداری سرکار ہوئی کارنیگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر چلے گئے ہرچند نواب سرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا تک نہ چھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا مامون صاحب کے ہاتھ ہزار روپے پر بیچا کپڑا نصیب ہوا مامون صاحب بھی اسمین کچھ نہ بولے ورنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے —

نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح و شکست بیٹھے ہوے تھے دفعۃً حال شکست لشکر تحصیر ہو کے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا عبدہ حسن داماد بہار الدولہ کے گھر مع افضل محل جا کر رہے بعد اسکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جا کر رہے افضل محل تنہا قریب بینا بازار عقب محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہو کر بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر مین گئین محمد علیخان کیطرف کہین جا کر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ ملین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے پہونچے پھاٹک کھلوا داخل ہوکر کہنے لگے تلاشی گھر کی دو بیان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین سمجھا اونھین بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر نیچا کر گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھید کا پتہ اونھین ملے آئے اکثر مقام پر اونھین معلوم تھے تباہ کر کے کھود کھود کر جو نکالا لیلیا کچھ سمر اونھین کی دکھلا دیا اس نیت سے زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا اسید جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے سب سے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۲۴ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین آئے اجناس زیور و اسباب مملو کہ اشرف الدولہ تھا سب لیا وہان بہت حفاظت سے رکھا تھا ازانجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی اونکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان کچھ مانع ہوئے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل سے کنیزان ماما وغیرہ سر برہنہ سمیہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے منت سمجھایا ۲ اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علیخان کی گوہار آئی جا بجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے —

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین سب اسباب جا کر رہے تھے و رفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی نہایت فلاح سمجھکر شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کاونسل مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امرائے شہر پہونچے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف یا دست کے بہت رحم کھا کر موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمایشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جا کر ضریح نقرہ یک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور جنت خلد منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لائے چھڑا لاو گر نہ تلنگون نے بخشی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر بعد ہند و مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بہت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی
جاوے تو ایک دفتر ہوجاوے سپاہ باغی ذکسی گھر کو نچھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا جوکہ بین و کاندارون پتا کیدکان کھولنے کی کرتے تھے جیسے
وہ کھولتے تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوا رعایائے شہر پر وانت بسکر رہ جاتے تھے کہ
یہ بڑے خیرخواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کردیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار
ہوگئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہوگئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ۴۲ قلمبند ہوئے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد
مین جاکر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیر ہیر دفتر رزیڈنٹی
جسے جنرل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن بیلی گارد
مین رہکر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا لٹا جب متفرق ہوکر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان
کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ مین چھپا رہے تھے تلنگے پکڑ لائے روپیہ
مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے اونھون نے
تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوادین
جب آنوجی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ
کرکے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پانون مین رسی باندھ نالے
مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے
جو کچھ پاس تھا لے لیا ہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے
شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا
قوم رزیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے گیا
ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالمن انگریز ملازم محسن الدولہ سے
بفریب بیاہی گئی اونسے جا بجا بلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوس نے
شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے —

جوزف شائرٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ اسلام سے الفت

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل سلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج سے گھر لوٹکر چھوڑدیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوے جو زن جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کو توالی مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھپ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی بہرائچ ایلی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا —

لیٹل نامے کرانی چند برادر ملازمات دفاترپل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحیی نامی ایک ہمسائے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب کی و مرد کی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحیی نے آن سے کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون الانواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے مین آرہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹکر باغیونکو بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملۂ نظامت سرکار جابجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ایک کا تجسس زیادہ ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہوکر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنکے دس بارہ کوس پر تھے پیادہ پا ہوکر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ ہیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی جان بچانے کو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گوئندہ سرکار رہے کچھ خبرین جھوٹ سچ ملاکر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمین بعض برآر دہر دو بال — بعد فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے —

کتب انگریزی شہر باہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نتھی اوسے اوٹھا سکے باہتمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصاً کتب خانہ جنرل مارٹن کالج اور شہرہ یا سلطانی جلدیتی جلادیا تالاب مین ڈلوادیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے بندھا رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسیلئے خوف سے نہ دیا آخر ہمین سسک کر مرگیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آلٰہ آباد صاحب پنشن دو صدر دپیہ بہت قابل تحریرا انگریزی مین کئی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتے تھے اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نسکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہرچند چاہا محضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک لوٹا۔ غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہان تک بیان کر سکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا۔ اعوذ باللہ من قہر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان العالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلاد مین شہر یک حال سے مشہور ہوا معلوم ہوا ہی یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری اور پہلے سے کوئی شخص رعایا کا شہر سے اندر و خصوصیت جہاد ایمانی یا بطمع لوٹ فوج باغیہ سے ہملایہ امر بسبب تعصب مذہب کے اوپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک ہو گئے تھے وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہو لکھنؤ مین کثرت شیعہ تھی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن بھی باہمت نکلے جہاد خود رائی و خود پسندی سے شریک ہو کے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہو خیر بر وقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست پر ہوے کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نیام حاکم کرنا چاہئے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ بظاہر نیکنام ہو جائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بہادر غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا اور نے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمہارا بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل پیلی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم رئیس نمکخوار سرکار خیرخواہ تمہارا باپ بڑا کارگزار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین جاسی پہل و ان جانا

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سر انجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ
بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کو توال شہر کو میر نادر حسین صاحب رونڈ کو بلوایا تاکید کی کہ تم
بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤ گے
انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین
جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے کس صورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد
اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسرن کے ساتھ کر کے عہدہ کوتوالی پر مامور کیا
اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہون باطن مین
انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین
کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی
اکو الغرض سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے منافق
محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے سبھون نے جابجا کے
تھانے اونکے اوٹھا دیے شاہ جی سخت دست کمکر چلے ہو رہے مگر انکی لباط نوچیدہ
تار اکو ٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر چماق کندہ دھکا نکال دیا وہ ننگے
پانوٴن بھاگ کر رگھناتھ سنگہ امراؤ سنگہ کی پلٹن مین جاکر چھپ رہے۔

غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو تم بن سرکا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا
نہین ہوا اور اوسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے
مرزا دارا سطوت کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب
اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکیگا عبث
عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین افسرون نے پھر راہ سے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی
بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لائق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو
چوتھے دن بعد داخلہ فوج جمو کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر
آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر رشتہ سے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج
چاہتے ہین اونہین مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے معذور ریاست سے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرأت ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اوسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر بالاتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑکر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب حال جانو نواب خود محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہوا اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین مینے دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن پانی شدت سے برس گیا تھا بعد ۶ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر الخاقان مین آکر بیٹھے مرزا رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر بامحبان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خبت آرا پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کیا کام ہوگا کوئی آواز کرنے لگا تم عیش و عشرت سے محو ہو کر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دو چند ہو یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی و موقوفی ہمارے اختیار مین ہوگی
اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے نہونے پائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا برجیس قدر سنگاتی بیگم حضرت محل نے لگا دیے مگر اوسوقت پہلا
شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہو گئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاوے کل مہر ہو کے
تمہارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی
نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسرون کو دیا گیا پھر
افسرون نے کہا آج ہی رئیس کرو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فتح نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان
کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسدن کر دیا ہر چند
مستاج الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دو شنبہ پھر عقرب بھی ہے اگر بساعت نیک
جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسطرح کی بحث ایک شق نکالتے ہو اور وسوسہ
ڈالتے ہو بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا بس انکی مدت یا سات
بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین او سید برکات احمد رسالدار نے اٹھکر [illegible]
مرزا برجیس قدر کے سیر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش
صوبہ دار توپخانہ فیض آباد نے توپ سلامی کی سرکی شہر مین اک غلغلہ مسند نشینی ہوا

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقاطع

قوس، عقرب، میزان، ذنب قمر، سنبلہ، اسد، سرطان، جوزا، ثور، حمل، مشتری راس، حوت، دلو، جدی

زائچہ حسب ہندی

قوس، عقرب، میزان، ذنب، سنبلہ، سرطان، زہرا، جوزا، حمل، مشتری راس، حوت، دلو، جدی

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم۔ بضرورت لکھا۔

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر ادھر کھڑے ہوے تامجان پر سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیس قدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا ملنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائین قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسیطرح نمانا تلنگان کمپنی گھمنڈی سنگھ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انہین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھا لیا ہرچند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت و سماجت سے سمجھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمہارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوئی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیس قدر کا کہ اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی ادھر بدستور لوٹ پھرتی تھی

دوسرے دن شہر مین منادی ہوگئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدہ قدیم پر بدستور بحال مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثایق و صاحب پنشن قدیم و جدید سب تھے سب مسلح ہو کر در دولت پر جان نثاری کیواسطے حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہگئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شر شریک حال ہوگئے چنانچہ افسران فوج جدید و خانہ ست سے پہلے ایک اقرارنامہ لیا گیا کہ جبتک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکاری نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جا بجا توپین قرینے سے لگا دین اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوے اور بڑی توپ نانک مئو کی چار باغ کے توپخانے سے ہم اجوڑی بیل سے کھینچکے لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی آسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اوسکے پیچ کٹنے سے نکمی ہوگئی تھی۔

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان میں کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا

کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنہما نے کہا انسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرحسے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو تمہارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمہارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے جواہر علی خان نے کہا وہ مستحق ہے اونکا نائب ہونا اچھا ہے مین قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ جبکو جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے عہدو میثاق کی متابعت ہو جاے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگھ صوبہ دار کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے خبا لیا لیکو اا۔ اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اونکو بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگزار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپکو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دولتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مآل کو اپنی مآل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نہ پاتے تھے اور کمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی عذر اور تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگواکر عنایت کیا مجبور ہوے گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ اونھون نے پہلے بہت مبالغہ پیش کیا
کسواسطے کہ وہ ادہر روسے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ ترخوفناک تھے اور اپنی عافیت اور
حرمت آبرو سے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ
رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسرونپر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت
کو ٹالتے ہین پس آج بہر صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نہ لین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج
کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسرون نے کہا یا خلعت
دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھ بن نپڑا سوا خلعت پہننے کے ۔

تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ ۔ چوتھا میر نادر حسین مہتمم روندکو ۔ پانچوان خلعت
جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو بہمراہی دربار کے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی ۔
منشی کچہری خاص میر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی محمود خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ
دیوان خاص ہوے بعد چار دن کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا
حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسین خان داماد نواب شرف الدولہ
کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر ۔ میر واجد علی سے آغا نجف نے
باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا ۔

حکمنامجات ۔ تعلقدار زمیندارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوے کہ ملک آبائی
ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر باقیماندہ گان
بیلی گارد کو قتل کرو داد بہادری دو انشاءاللہ تعالی بیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام
و جاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو اونکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہو جائیگی ۔

جرنیل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۳ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو پچیس نجیب بھرتی ہون چنانچہ
خان علی خان جرنیل کے بدلے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے ۔

خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی ۱ ۔ محمد تقی خان
میر نادر حسین ۔ جواہر علیخان ۔ بلال ۔ اعتماد علیخان ۔ قائم علی ۔ بہادر مرزا ۔ اصغر علی ۔ محمد حسن خان
پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوئین ۔ ممو خان نے کئی کمیدان موقوف کرکے اپنے متوسل بھرتی کیے ۔

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھ دن اور رات تک طرفین سے بنہ گولے اور گولیونکا برستا رہا جمعہ کے دن وقت
عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر لوا رپھاٹک پہنچا اوسوقت محصورین
بیلی گارد کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوگیا کسواسطے سپاہی گورہ و ہندوستانی
جتنے مورچون پہ تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پانون کی سب
کی سکت جاتی رہی تھی خصوصًا ہیم کا حال اضطرار وسراسیمگی اوسوقت کا بیان سے باہر ہے
سب کی سب تہخانہ جنرل لو صاحب مین خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر
گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام
تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم سے قدم بڑھانے کی نہ ہوئی۔ دفعتًا ایک بم کا گولا ادہر سے آیا ناچار پیچھے
ہٹے شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہوگیا پھر سوچنے سب کا دل ٹھنڈا ہوگیا تازہ دم ہو گئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر اپنے صرف بیگمین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتًا اوڑا دیگی
بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام مین پیچ لگا بہتر یہ ہے کہ ایسے سرنگ سے ہمین چلے
پس اب مقدمات بارود پیلوتی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بدرسے تلنگے غول کے غول ہم
دہادیو کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جابجا مقامات اونچے مین متفرق بیٹھے تھے
ڈھولکی دایرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سبکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہوکر ڈیوڑھی
پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنھیا ہو اپنے باپ کی طرح
غافل نہو جانا ان اپنے قتلوالون سے ڈرتے رہنا وگرنہ تم خراب ہوجاؤگے۔

ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کپتین کے لوٹ لائے ممو خان نے لیا سو روپیہ انعام دیے
آفرین وشاباش کہی اوس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر
لگ بھگ پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہدون اور بادرگھرون سے لیا ہے اسکا
بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب قیصر صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات
محل نے سمجھایا کہ تلنگے سپاہی اونکا گھر لوٹ چکے ہین بہت قدر قلیل اونکی اوقات بسری کو رہگیا ہے ممو خان نے سنا نہ دیا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کوٹھی ریزیڈنسی میں مشغول تحریر تھے صاحب سکرٹر کو تحریر
تحریر دکھا رہے تھے کہ قلی باہر کی دوڑی پنکھے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعۃً ایک گولہ قلعے کے سر سے صاحب کے
دونوں پانوں پر پڑ کر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے
رہے آخر ۱- جولائی سنہ ۵۷ء کو انتقال کیا گنبس صاحب کو اپنا قایم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب
نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا تحفہ و ضبط چاہا اور رخصت کیا گرجا میں دفن ہوے بعد ہفتہ عشرہ آمنی صاحب
جوڈیشل کمشنر ایک مورچہ کو دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے محصورین بیلی گارد
کو بڑا صدمہ اور ملالت یاس ہو گئی کس واسطے یہ دونوں صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری
گنبس صاحب کو قبول نہ کیا کس واسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق و منتظم اور عہدہ جلیلہ ہوتا ہے
صاحب سول یعنی نظامت نہیں ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں رد و بدل اس باب خاص میں لکھی
گئیں آخر گنبس صاحب مصلحت وقت سمجھ کر مستعفی ہوے میجر صاحب مستقل ہوے

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسوں فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو تشویش
ہوگی اور وہاں کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہ ہوگی اپنا
کھانا پینا حرام کیا ہے کس واسطے کہ دس دن کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا ہے تو ایک لحظہ
کا کام ہے جب یہ خبر گوش زد صاحبات محل ہوئی آپس میں کہنے لگیں کہ جس وقت یہاں سے
جتنے کلکتہ میں ہیں انکی جان کا ہیکو بچیگی ایک نے کہا او نیر کیا موقوف ہے ہم تم بھی
کس واسطے کہ انگریزوں کا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب
تاج محل مہدی بیگم مہندی جان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل - یاسمین محل
محبوب محل - اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی اونکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ
ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب ہمین انصاف
کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جائینگے
ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا
برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت آپسمین ایسی جلی
کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیس قدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی
ہوے ہین یکبار سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی
پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی
محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دونا طرف دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے
افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اوسمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہین
ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کرکے بیلی گارد مین گھس جائینگے رام چاہے تو کل انگریز
نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت
پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیس قدر کی سلطنت کلکتہ
تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے ابھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک
ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین
اونمین سازش انگریز کا پایا جاتا ہے اونمین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون
اونہین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے
کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰ - جولائی سنہ ۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن
کے کل چار گھڑی رات رہی بقواعد سکھ بستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے
آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاوے تلنگہ لاش اوسکی عزیز کی نہ اوٹھاوے کہ ڈولی پیچھے رہین وہ اوسے
اوٹھا لینگے اور چینے مٹھائی کے ٹوکرے وقت دھاوے کے ساتھ ہین مشعل بازار ہر جگہ موجود رہے
۳۱ - جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر چلی شاہ جی کے آگے نقیب نقیب لیتا جاتا تھا

ڈنکا ہوتا ہوا جب مورچونپر ہوپہنچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑمین دھاوا کیا اور
دیوار بیلیگارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادہر سے بم کے گولے
مینھ برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہو کر چلکر بھاگے پھاٹک بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین فوج
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا اپیش ہو گیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپکر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ کر اکڑنے لگے موچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین ہار کیا دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھود کر برابر کر آتا اب بتائیے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوائیے گا
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جس کا یہ نام رکھیئے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑگیا ایک دوسرے کے بھاگتے ہین اوچھلکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازہ قیصر باغ کے بند ہو گئے گو دون کی سد راہ کو توپین لگائین ملنگے
نجیب یہان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو حفاظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیا انھانے بھیجا مٹھائی جو گئی تھی
کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچتی
ہین ہمکو جادو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مرجاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لشکر
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسران تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پرسوار ہوا توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہی کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹیگا
تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل مین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین انکو
ہم بیشک پہلے مار ڈالینگے غرض کچھ نہ سنا ۲ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا ۔

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار
محمود آباد سات ہزار گنوار سے آتے چکروالی کوٹھی مین اترے دوسرے دن سنگہ تعلقدار ہونا عیرہ
پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجہ اٹونجے کا ۴ سو میر
اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے ۔
پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے
حاضر ہوگا زمینداری اوسکے پشت کو ملیگی فوج ہونیکو اوسکی بیخ و بنیاد کو مٹا دیگی اور جو حاضر
ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح دہلی گارد جاگیر پائیگا ۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جنابعالیہ کے پاس زرنقد ۲۴ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب
خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی دکھا دیا ہے
خزانے مین سوا چاندی سونے کے اسباب زرنقد نہین ہے پھر بھی وقت خیرخواہی ہے تمہارے
بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہو جائیگا بہتر ہے
اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار
کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہو جائیگا
وہ حاضر ہے آئندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جنابعالیہ نے بہت سا
سمجھایا آخر کنجیان اوسنے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کے نام کا جھگڑا کسی
واجد علیشاہ کسینے بہادر شاہ کسینے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے سکہ زد بر سیم و زر بفضل خدائی
گرا جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا ہیان سکہ یہی چاہیے ۔ وہ یہ ہے

۵ سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر + نیر دین میرزا برجیس قدر * ایضاً سکہ زد از فضل حق با مہر
مہر و بد بہ شاہ اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوے مگر
افسر دین نما نا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ
پڑا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد اسکے آغا سنجف
کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۴ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور
اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا —

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھر تاکے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم
پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا بائین نادری اختری فی اوٹھا لیا
ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوبندے گھر کے بھیدی
پکڑ لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگھ
یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسرا مین ایک پچھیتی
کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑہ وغیرہ پر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور
راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا - ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے
بہت خوش ہو تینون تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوبندے کو ایک کوڑی
بھی نہ دی اپنے گھر بٹھا کر وہان پہرہ کر دیا اسمین سب کے سب مالامال ہو گئے اور نواب
کے متوسلین کا نقد وجنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل موجب یادداشت مفتاح الدولہ
پہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری
سرزوری کا روپیہ کیا ہوا -

نواب کے گھر کا نقد وجنس وغیرہ -

نقد ۱۳ لاکھ اشرفی ... طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ ... جواہرات دو لاکھ -

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

جواب ۔ راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرائط سے حاضر
ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی
نکرے کسواسطے میرے بیناما مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے
جتنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے
کے تخلیے مین عرض کرونگا ۔

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ
سات ہزار سپاہ گوہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دور سے راج کمار بڑے بہادر ہوتے ہین فقط
تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچ نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آگ لات حربی مثل توڑے کے
تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہار مٹی کو مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹ جاتا ہے بارود
بھرکر ایک طرف فلیتہ لگاکر گڈھی پہ پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جنیٹ سے اکثر
گھبرے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرائط سے واقف ہوئی بگڑ گئی بہت برا بھلا کہنے لگی
اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور کہینگے کہ جو لوگ انگریز
سے سازرکھتے ہین وہ سب برجیس قدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ
نیپال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد
رسالدار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے ۔

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سوائے اطاعت کے دم
ہمارا کیا کرسکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے
در دولت پر آئے حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالن
رومال ملا ۔ راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہو کچھ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان
میر واحد علی میرے خیرخواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کرسکتے یہ فقط میدان کی
لڑائی جانتے ہین ہم لوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلب خالی کروائی
ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروالونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دھاوے کو نہ چلے مگر
دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

شتھے ملے یہ باتین از راہ فریب بیگمصاحبہ اور ممو خان کے تھین اسواسطے کہ بیر اساز انگریزون سے بنا رہے ہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط تمکملالی ہے کہ مستعدی وجانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد ملیگارد خالی کروالو اسوقت زد کہو گی کردونگی بلکہ اُس سے زیادہ اسنتے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل شتر خانہ آہنی پر ہوا ۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوئے کہ فضل خدا سے بتاریخ بہ ہر ور وزنیک ما بدولت واقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف وجوانب مع اضراب توپ وسپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوے لہذا تمکوبھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمہارے علاقے مین اترنے نپاوے جسطرح بنے ہو مقابلہ کرنا اور بمجرد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج وتوپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو ۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار رودہیا ۔ دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان ۔ تیسرے بنیا سنگہ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دو روپیہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر عرضداشت کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ صفدر مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز وممتاز کیا اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور رواج ارادت دلی پر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریا گنگ درمیان ہی اکثر ہر کاروان سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے باقبال سرکار ہے مقابلہ کرکے قتل کرونگا ۔ واجب تھا عرض کیا ۔

ہردیو بخش نے ۱۱ روپیہ دیئے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا ماکھن سنگہ زمیندار بانکی میر غلام جعفر زمیندار غثمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھولی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہو کے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ شتل لال ہنونت سنگہ والے کالا نکر بابو گلاب سنگہ تعلقدار تردل علاقہ سلطانپور وغیرہ ہمراہ چکلہ دارون کے ہوکر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنو آئے اپنے پاس سے خوراک
دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی
ایک لاکھ پچاس ہزار پہنچنے تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ شیا
باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا ہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلّی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۱۶۔ تاریخ شہر ذیحجہ چارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی درجواب عرضداشت سپاہ باغی آیا
کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا ما بدولت بہت خوش ہوئے بسبب شعورا اتوپ سپاہی
چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال
صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کرین اور ان سب جماعت
سے ہم اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا جاتا ہے کہ جس باتکو یہ چار یار بالاتفاق کہین وہ حکم جاری ہو
چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنل اور نواب صاحب
بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا
ملے ہمین ہزار پانسو بلدار ملے اوسکی صبحکو ہم خالی کروا دینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام
پر مارا جاسے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار
ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاے یا اگر رعایا مار ڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو
نواب صاحب اور جرنل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔
ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و شکل
صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے
اشتباہ سے بھی گرفتار ہو جاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔
۹۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور مجاہد الدولہ میان احمد علی
مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس پنس میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوئے کچھ لوگ کہار

تلنگہ حسین آباد کوتوالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جاکر کہدی بیجاب
سوار کو حکم ہوا سبکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آو جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوے جب
کورٹ مین روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مر گیے
انہوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطن مین سہا
سے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ سرقہ
سرکار نپایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد
جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونون پھر کام پر بدستور مامور ہو مگر فوج کوانسے کھٹکا ہوگیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنو پھر آنا

جب مجوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمین ہوتی اور فرمان شاہ دلی در جواب
عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی
قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معزز معقول سرکار سے تجویز ہوکر مع عرضداشت
اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔
اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ
چاہتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب کا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ و فلاح
میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم تقرر
جناب عالیہ تجویز ہوے ہین وہی جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دوشالہ
رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد و امین سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب
ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالو پو رچند سے عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تیغ بیدریغ کیا چند کفار بدنہاد جو کہ دلی مین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ واسطے خدام ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون ۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسۂ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل قیمتی ... مالا مروارید کلو ... جوڑی نورتن ... دھکدکی ... دستبند مروارید ... کنٹھہ مروارید کلو ... جمع ...

اکیس ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا بہ جیسقدر کا لاؤ گے خلعت ۲۱ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدران سکیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۶ کہار ہم فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے مینڈو خان رسالدار جنہین بہ داد شاہ دلی اخبار نویسی لکھنؤ کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے ۔

۱۱ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ دلی پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مار جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہو گیا تھا راہ ... ہر طرف سے بند قریب مراد آباد بریلی ولین صاحب کے چھاپے کا بڑا خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسینخان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کے واسطے ... کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولین صاحب سے ملاقات کر لو داشتہ آید بکار سمجھا و اسکا نتیجہ اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمھاری سرکار کے واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہو گی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اپنی موکل سے جا کر ...

مختصر ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بھاری پر ہو رہی تھی فوج باغی کو بڑا ہراس ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ لکھنؤ کا پہلے شاہدرہ مین اترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اور بسبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر میں
شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوئے
سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی
سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی میں تین واسطہ سفیر ہوں آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے
تخلیے میں ملازمت سفیر ٹھہری اوس دن دربار عام برخاست ہوا محلسرا میں سفیر جا کر حضور پر نور
بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوپٹے کا کرتہ پہنے ولائتی اوڑھے سفیر نے آداب سلام
بجا لایا نذر دی عرضداشت اشرفیاں نذر کی گذرانیں بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت پر
دستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا جیسفد بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چپکے سے [illegible] میں
تم نے بڑا کام نام کیا آئندہ بھی سے تمہارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک پہلے تمہارا تھا
اس سے بہت زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسرے ملازمت میں
اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی کی رسید بھی اوس نے مانگی وکیونکہ بڑی خرابی ہوئی
شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے منہ کے گولوں کا برسا کہ
اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گوروں نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا
داخل شہر ہوگئے بیگم شمرو کے باغ میں مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام میں
پہنچ گئے جب یہ صورت ہوئی فوج باغی نوک دم سے بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان
بچا کر بھاگے ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعے سے مقبرہ ہمایوں میں آئے اسکا ذکر تفصیل سے آگے دلی میں آئیگا۔
غرض سفیر لکھنؤ ہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بسلامت لکھنؤ آئے خبر لیجانے
کی حضور میں رسید اسباب مرسل دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا
عرض کیا دلی کا خاتمہ ہو چکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بددل ہوکر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منورالدولہ کا اور اونکی رہائی

نواب منورالدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچاکر محلے و محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشون سے جان بچنے کے لالے پڑے
منشی بہار علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگون
کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہو جاتے ہین کب تک اس سے چھپتے پھرینگے
اور کہان جا سکتے ہین انھون نے اپنی رحمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار
رسالہ سے بطرح سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے آپ
گھر چلے آئیے دو سہ روز بعد مجلو رسالدار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب
کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال یا بہت سی تشفی فرما کر رخصت
کیا دربار مین شامل ہونے امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیون کی زیادتی شر سے صورت عافیت
معلوم ہوتی مگر خالیت و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات مین لگے ہوے تھے ۔
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیکر رسالدار سے صورت عافیت
کی پیدا ہوتی تھی گئی ۱۲ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سوم رسالدار مین
مع رفقا با اسلحہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور دلش باطن سے
وقت پا کر پہلے ڈھاڑی سے چھیڑ شروع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمین خوب معلوم ہے
کہ تمھارے مورچہ اشمیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی بیلی گارد مین جاتی ہے تمنے اپنا
مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمین دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر
بدلت پیادہ پا اپنی پلٹن مین لیچلا اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار
نے آکر کہا انھین اور کہین نہ لیجاؤ دردولت پر لے آؤ جب تک وہان پہونچین راہ مین بہت گفتگو
خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا وہ پیالا نش مین آ گئے جناب عالیہ نے فرمایا
انھین ہمارے مکان مین رکھو غرض جہان نما کے نیچے مکان مین رہے پہر سے تلنگے کے تھے ہر روز
افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھون مانگتے تھے رفقا سے جان تنہا رہ جو ساتھ گئے تھے
بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب نما رہ گئے مگر یہ بھی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ مین انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسر کو جدا ہی اضطراب دھمکی
دہی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے نباہ کر جواب دیتے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہین نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوش اور باطن مین لئے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک
رقم سمجھے ہوئے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر
باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایک دن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا
پایہ رکھکر تلنگا چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالینگے سیطرحسے عافیت
تنگ کی تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اسنے جان نہ بچیگی۔ ہرچند تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتی
تھی آخر شرف الدولہ جرنیل ممو خان اور چھوٹی امت کو بجناب رسدی دیکر مستعد سفارش جنابعالیہ
سے نجات دلوائی۔ نواب نے بودوباش مرزا ابوتراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے
تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سبکو یقین ہوا کہ
کبھی ایسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر ٹالتے ہین وگرنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سپاہ
اونچاس پچاس ہزار گذر رہا ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار یا نسو کئی مہینے سے ابھی
ہوئی ہین ہر منگل کو مثل منگل داخلہ جینٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہی
علم جہاد پر باندھکر پہنچاتے تھے اور بدھ کے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم
بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا غدر درپیش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا
کرین سب انگریز سے ملے ہین اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب
نہوا۔ جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ
مین مارا گیا اگر گانون مین پہونچا زمیندارون نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند
نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یکمشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چھتر منزل مین تھے جمین اسباب
چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری پنجباخہ وغیرہ
ہر قسم کا تقریبًا دیڑھ کروڑ رکھا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے
کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع سے

لائے تھے اوسے پہلے آپسمین تقسیم کرلیا اسکے سوا تلنگہ ۱۲ روپیے سوار ۳۰ روپیے کپتان
بجاے کرنل پانسو اپٹن رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان
وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ جب
خالی ہوجانے کے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نرہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسہ ان
فسرون کے پاس فقط کرچ کرپین رہ گئی تھی ان بلاؤن کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل
تھی کہ ابتداے ماہ شوال سے وباے ہیضہ اس شدت سے ہورہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہو
ئی تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب بڑھ گئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہونے
شہر کی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین چوپایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور ہوا
باروت کی لو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام
وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلی گارد
مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا
بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نہ
نکالتا اور بنیاد شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرکے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت
جناب باری تھی کہ محصورین مبتلا ہیضہ نکل گئے شہداے غربا ہی رعایا اور بے گناہون پر رحم کھاکر یہ صورت
دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور
و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرۂ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل قرابت و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵
ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ھ جوزف سائٹ بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف
داماد جو دہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت
حسن علی تہانہ دار کے مکان مین جاکر پہ رائٹ صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ
حسین بخش چیلے کے مکان مین بھی تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچ نکلے پھر دیا

کچھ دنونکو اپنے گھر مین لے آ گئے تھے منصور نگر مین اونکو دیا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے جا کر سارا احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آ کر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی باتین کرے اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آ کر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کند را چاہ در پیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہو کر اپنے گھر مین چھپ رہا۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبروے جناب عالیہ جا کر کھڑے ہوے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی سے اوڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت خلد مکان تھے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑ کر روبروے جناب عالیہ لیگئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا فرمایا انکی مشکین کھولدو قید کرو میر واجد علی کے سپرد کرو اونھون نے ایک مکان مین لیجا کر رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے وگرنہ شہر مین پھر خراب ہون گے مرزا محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتا کر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جا کر آیا کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر کو ایک تعویز مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور محقق فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر گلے مین ڈالدیا کہ آپکی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین وگرنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ کو کم ہوا مگر نہ ملی۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جیو ہانس بندوق کی گولی بنانا جانتے ہین اونکی صورت یہ تھی کہ لشکے پاس سے کہ ہ ہوگو پیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ انکی نبانی ہین اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب نے اپنی داڑھیان بڑھا دی تھین کرتی شانی
بیش گریبان پہنتے تھے سر پر عمامہ بادامی ہاتھ مین تسبیح زیتون بڑے دانون کی بہرصورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے باخبر ہو کر مع
اپنی رفقا اور ملازمین تن ہمرگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ
سامان دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کا شکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو ان سے زیادہ شکاری
تھے مگر مزا بہت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ پہرہ ودیگر
فوج مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھے تھے جنابعالیہ نے انکے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو انھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف قوائے سن پیری در پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آئے
اسکے سات دن پیشتر انکین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملچکا تھا جب بھی انھون نے عذر کیا تھا کچھ پیش رفت
نہوا خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر نبرد دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہرحال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہان سے اپنے قدیم مکان گنگنی سکل کے تالاب پر مع اسباب جا کر چند روز
روپوش رہے بانلگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کروالیا
پیچ پوسیدہ انھین مانتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
بخوبی سیراب ہو جاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ صریح نقرہ لاکھ روپے کی توڑ کرکے آئے

آخر تلنگوں نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان میں [illegible] تھے یعنی نتھے
نواب نے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منورالدولہ و ممتازالدولہ کا لکھو کہ کیا کر رہے ہیں اس علت جعل کا
نواب ممتازالدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوئے
جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کرکے بڑی جدوجہد سے چھوڑوا دیا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا حبیب حیدر
ہوئے دو اشرفی نذر دی نواب سعیدالدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دو دو سکہ دن چھوٹی ولایتی بندوقیں
اور ایک تلوار مرزا حبیب قدر کو دی چند روز میں فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہو گئی کہ ہم پیالہ
ہم نوالہ ہو گئے ممو خان کو بڑا خار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا حبیب قدر کی تجویز کی مگر روز
رسم عرفی مقرر ہوا زبانی تذکرہ رہا اور سارے شہر میں حال موافقت و نسبت کھل گیا ایکدن کئی انگریزی کھیلے
کئی رومال تحفہ لائے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہای موافقت
ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے میں حرج کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کرکے کہیں بھیجدیا چاہیے مگر
جناب عالیہ نے نہ جانے دیا بدستور اپنی پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر
کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے ڈھیٹ ہیں انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہیں معلوم
ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوے
نواب نے جاکر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلایا ایک ولایتی بہت عمدہ ایک جوڑی تمنچہ
میر واجد علی کو دی اور بہت دنیاداری سے کہا ہمیں تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہیں انکا کہنا
سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کر دیے بہر صورت نبھے ۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کا پوتا اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ میں مشغول تھے اور دس بیس ہزار سوار
و پیادہ مثل سہندی خبر کی بھرتی جنگ نادیدہ فاقہ مست ٹوٹی ماری کچھ لکھنؤ کچھ اطراف و جوانب کے
رکھ لیے تھے فوج بنگلی [illegible] پیدل [illegible] تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر پیدل [illegible]
تھی بلکہ منظور تھا اگر [illegible] نواب پالکی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگجاوے تو اوسے اپنا حاکم

اختیار کرین اگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب
ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کئی سو ہم جنس وغیرہ انکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل
نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بروز دیکھ
بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے انکا لباس سفید دھلوا دو
مگر ہم کو سید دن کے ہاتھ ہر طرح سے یا خفا چٹھیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ
ایک دن دو گز نیز سے مع چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالاے اوسکے مع
فوج جنگی و نوملازم مقابلہ فوج گورہ آنے ہو یہان رانا راو نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ
کو بہار دولت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم تمہین قتل
نہ کیے قید مین رکھتے ہم نے حالت یاس مین بہت سا عذر ومنت کیا کسینے نہ سنا اور نہ
کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جایز ہے اور بالفرض اگر
قتل بھی ہوتے تو لندن خالی ہوگا اپنی موت یا اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے
کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا ہو و ہیر حفاظت کردیے تھے
اسی طرح اگر یہان بھی صورت شفاکی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت نزاع بھی حسب لخواہ
ہوتی پس جبتک صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یاد اس مین سب کے واسطے کر دیتی
غرض تا بین فتحپور سرسول ہندراجی گورہ سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑکر اوسکے بعد فوج
جدید جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور جو ہیئے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ
کانپور سے ۱۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راو کے پانون
مین گولی لگی تو مین چھٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگ گئے اس بہانے سے کہ وہان
سے اپنی معقوم لیکر آتے ہین یہان فوج مین تلاطم پڑ گیا جانا کہ رانا راو بھاگ گیا سبھون نے بھی
گھر کی راہ لی بلکہ جو بٹھور تک چلے گئے اونھون نے رانا راو کا گھر لوٹا اونہنے جب یہ صورت فوج
کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی مین آکر ٹھہرا چودھری کے یہان جو نبیرہ
فتحپور چوراسی کے تھے —
جب فوج مغرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پہ

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ پانچ کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد فاقہ مست لکھنؤ کی لوٹ سے مالا مال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر چند روز آرام سے روٹی کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب پر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خیرلے ہولاگ صاحب کے استقبال کو گئے سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج بٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی از بسکہ گورے خستگی راہ سے نہبت بھوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵- جولائی ۱۸۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کانپور کیا بس ہنگامہ یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اسنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزار دن گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے از انجملہ اعظم علیخان کو لوگ با تفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی باشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد و جنس سے بدلے پھانسی دی ہرچند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نہ سنا اب سرکار نے از راہ عدالت کو اغذ نوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جباسنگ کے بھی لڑکے مارے گئے۔

بنارس مین پلٹن والنٹیری اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی حمایت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا نہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گروہ باغی ہو بالکل الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی ہوگئی کہ ایک مولوی نے مجہدی جہندا اوٹھائی تمام رعایا کو باغی بنادیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہو فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سید حقی ہ دلی کی راہ لی دریاباد کٹھیان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کہ زور بار کھانیکی نشانی سمجھیہم کس دوسری مقابلہ

سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کر دیا گرد شہر کے آگ
لگادی بعد تسلط ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنو کمک لینے کو آئے
لیکر قضائی اونھین جانے نہ دیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہمکو تکلیف راہ اوٹھا کر
آئے بعض لکھنو کی صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی

نقل عجیب

جب کانپور مین ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی ازانجملہ یہ سبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئیندہ سرکار مین خبر کردے مجھے تمھاری صحبت سے پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہو کر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا
پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو راناکا
نوکر تھا ہر چند اسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لا کر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج کے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہمارے بہت
بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا مینے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھ کر بھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیوگل کوچ ہو چکنے گورے
سکھ متوجہ تیاری سفر ہوئی اوسوقت سقہ نے منہ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہو کر گر پڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ گیا جب گورے
اسے آکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا مایوس ہو کر چلے گئی تھوڑے دیر بعد ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے نیچے اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی شہری سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جا کر خبر کر دے اسنے تین بہیا کر درخت سے
کر پڑا اور نواب گنج کو سیدھا بہاگا مجبور کے گہاٹ سے اتر کر اسپار آیا صاحب بچا یا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہی کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوتی تھی مین
گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کرکے چاہتا تھا کہ کہاؤن کہ دفعۃً ایک صاحب گہوڑا پہینکے میرے پاس آ
کہنے لگا ہم بہت بہوکا ہے ہمین اپنا کہانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر
مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی
ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف ننھے نواب کا گہر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا۔
چاہتی تھی مار ڈالین بعلت ساز و چھپانے میم و صاحب کے مگر نانا راؤ نے سردار امیر سمجھکر فوج
سے بچا یا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیگمی سیطرح
سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر زیارت اختیار کی بعد
کئی برس کے وہین انتقال کیا گہوڑدوڑ کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے

نواب دولہ خویش اور بہانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دہرے گئے کہ انکے دروازے پر
ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت
کانپور مین نہتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوئے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی
بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرشین بھی تھے اس جہت سے اہل
فرقہ خاص مین بطریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے —

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بہاگے تھے
بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو بسواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے
قید کیا گہر تا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینہ تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا تھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی
غریب کے شرمندہ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بہ امید انشاء اللہ
اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل
معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت اور منجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین
نواب حرم محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ۲ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد
کئی مہینے کے ۔ ویکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوتی آخر نفی جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت
کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے
پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوئے پھر لکھنؤ آئے اپنے
دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے
مزاج مین تمکنت و غرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال
کیا دو بیٹے ہین آپس مین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہوآئے صحبت
بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد
مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست راناراؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ - جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور
سے بھاگے چلے آتے ہین ناناراؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار یلغار کانپور سے چلا آیا سید محمد خان
کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب ہر چند اخبار آیا یقین
راجہ جیلال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ تا کیجات شہر متعین تھی
گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس
صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین دیں یہ خبر سنتے ہی ایک

تلاطم پڑ گیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی سے یہ حال تھا کہ کیا کچھ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے انکو سب سے زیادہ حواس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نہ آنے پاتے ہین کچھ خوف نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چھٹ پر مارا ہی اوسیطرح ایک روز مین مارلین گے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کا پیچھے سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ تو سب باتین ہین اب گورے قریب شہر آ پہونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہ مخواہ جاینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا کام تو ہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلا ور ۱۲ روپیہ تنخواہ مانگتے ہین نظامت والون نے کہا کہ تم جنگی رہو تمھارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمھارا کام ہے ہمارا کیا جب ہم جواب دے دے گے اوسوقت ہم جاینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سر فروش ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جیلال سنگھ بمجبوری اپنی پلٹن لیکر تا کہ شہر پہ گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن رند پھرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون دن مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جاتے ہین کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن اسیونسن زفل ڈفل کا سر گلس فدا حسین رسالدار دو سوار کسور فوکانس توپخانہ یہ سب قریب شادہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریائے گنگ اسپار نہین آئی ہین اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے جایگا ور لیلیا انگریزونکو مار لیا جان انجان سب بچیگا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا ہم حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سب نے باتفاق قسم لی۔ مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھی کہ دفعتہً بیلی گارد سے ایک بم کا گولا آیا کوٹھی کی چھت پہ ٹوٹا افسر کھڑے ہو گئے سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوتے ہیں کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے پر بھی اسیطرح بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار ہوا سید برکات احمد جنرل فوج باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلے ہوے چلے یہ غل مچا ہوا تلنگوں نے جاتے ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی براے سیر سوار ہو کر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد پر چلے مگر سوار و توپ خانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعۃً توپ دھاوے کی چلی اور سبھوں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرجہ کیطرف سے کچھ خزانے کیطرف سے آ گئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہو گیا گوروں سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پر تلنگونکا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی لیول کی پلٹن کی اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کہے جاتے ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے پادرہے ہین ہماری کمپنی کے تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا کہ کچھ روپے اس فریب سے ملیں اوسوقت میرزا احمد علی نے بیس روپے اوسے دیے اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم بہت لڑ چکے آرام کرو کھا و جاکر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے مین خبر آئی کہ گوروں سے تلوار چل رہی ہے اور میسنگ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مر کر بھی نچھوڑینگے کسکو اسمین سے حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ اودھر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
پہر رات تک تو کچھ فرق نہین جنابعالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پہنچے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکالے جاتے ہین صبحکو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جنابعالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے - لاشین
چھکڑون مین ۱۰۵ اسسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی سب کے چھوٹ
گئے اور کہتے پہرتے تھے جب تک جنرل صاحب ممو خان نہ جاینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین
ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن ملبون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھوکا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جنابعالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپنے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
تم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کر لینا اگر ایسا نہو تو وہ ہمین
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہم سے
قسم اقسام کرلین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جنابعالیہ کو اسقدر اندیشہ
و خلجان ہوا کہ مرزا بیجسقدر کا باہر کا نکلنا موقوف کر دیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ آدمی رسالہ کا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل و جان تمھارے شریک ہین انگریزون
سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا تذکرہ
ہوا کہ ہم ۷ روپے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا اُنھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا وحسین آباد شیش محل و دولتخانہ کی کوٹھی کلان ہین ہوا

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمہارے شہر مین آوین جناب عالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۲۹ چھکڑے ۱۰ اگاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چوہری کی گڑھی سے عین شدت بارش مین معہ عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دو سو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئے اوربحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسے آراستہ کردیا تھا اور شطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ہ۔ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ نانا راؤ داخل شہر ہوئے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضایقہ نہ تھا وگرنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہوسکتا خلاصہ اسیوجہ سے سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خاصت خانے سے نکلا۔ ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قبائے زرین شمشیر و سپر مالئہ مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز و زین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا جرنیل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر
گھاٹ پر سد راہ کو جاؤ جرنیل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوپہر کے پاتا تھا غرض اسی
حیلہ و غفلت سے نئے دن گذرے آخر ہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے
مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا اکمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی
چہ کنار دریا دست کرکے پل باندھکر اُس پار اُترا چاہتی ہے اوسکی روکنے کو جلد فوج جاے تو بہتر
ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب حراز الدولہ اسسٹنٹ و کمانڈنگ فوج بھی بجاے
اپنے روانہ کیا ہرچند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی
کے کہنے سننے سے گئے ۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلاکٹر عبد الہادی خان
قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز و تند و چست ہوکر گئے
اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی ۔ سپاہ بے سر و سامان خوب ابتر ہوئی اودھر
فوج انگریزی نے فرصت پاکر پل بخوبی باندھ لی اودھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے
گولے سے چہ بند وہ سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا ۔ پھر جب
حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینھ شدت سے
برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے
ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑکر خوب لڑی پھر مینھ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین
کچھ حال نہ رہا جابجا متفرق ہوگئی اسمین گورے بہت مارے گئے دھاوا کرکے گرد وارہ گانون مین پہونچے
پھر اولٹے گھاٹ کو چلے گئے ۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین
ٹھہری اور جابجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا حراز الدولہ اپنے خیمے مین اوترے جانتے تھے کہ مین بنام
اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین چاہین نجاہین دوپہر دن ایک گوئندے نے فوج
سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جبتک یہ فراغت اپنی روٹی کیون
نہین کرلیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر اور غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور باطمینان

روانی کررہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی۔ آگے پیشتر دکھنی سو مویشی رکھے
آن پہونچی زیر چھرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ وغیرہ مشتعل نے سامنا سڑک کا
چھوڑکر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرفسے اونپر مار کرینگے
وہان دونون طرفسے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے اور پھنسگئیں اس
عرصہ مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون کے
پانون اوکھڑ گئے اور چوہڑ کے اصطبل مین اگر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے گئے اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جہاز الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا پنس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوئے تھوڑی سی فوج خنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ
پہونچی عبدالہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہادانی سے
سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوئے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے۔
زمینداروں کی گنوار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آیا جونہی انتظام رستے کسیکو چار
ٹکے سیر بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے۔
فوج انگریزی نے اونام اچگین مکرواڑہ اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و
قمع کیا ہرچند غریب رعیت بے جرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہگئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر ایکدم مین آکر
لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوئے دم بخود رہگئے
میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا لڑانا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کرسکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب غرت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو پانسو پاتے ہو اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے ایسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر دو اک مین ٹھہرے ہین وہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکے گا پھر کچھ نہو سکے گا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاے گا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین ـ الغرض پلٹن اختری نادری صوبہ سنگھ خان علیخان نواب جرا نزالدولہ توپخانہ بیگزین اور سب پلٹن نجیب لیکر روانہ ہوے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ اودھر سے تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آتے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کتنا جلد بشیر گنج پہونچا وے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجائیگی ہم مرنے نجائینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جائین ـ

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اور ممو خان نے لاچار ہو کر ۲۰ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب سبکو کچھ کچھ تقسیم کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہو کر جائیگی ـ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکرر اونکو پھیر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگھ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے ـ

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ کیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے کردا رے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ کی لکڑی توڑ کر دہی کی جوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلّی اور بر جیس قدر ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہی ہے جسنے اونکو ہٹادیا بعض کہتے تھے بھیا چلو جلد گورونکو مار کر کانپور سے نکالدو بعض کہتے تھے بھاگ گئے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اور ٹھکر مار لین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع ادن چھ توپ کے چھپٹن گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے بیلی گارد کے دھانے کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر چھ توپ بہت بڑی قریب مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون کے دس جہانگی باندھکر لگائی اوسکا تھم وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہو کے مارے گئے مین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ ونرپشیدار وغیرہ نجیبون کی جمعیت سے بہت سخت ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر جسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گمار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی توپ پاسکے ہر وقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر جھوٹ گا ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آنے پہ سب کے سب بھاگ گئے کچھ بدحواس ہو کر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسی نے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا تیس گولا انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور نجیبہ کے مکان سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آ کر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی مگر غلام نے چار رفیقون سے جا کر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے یہ سر انگریز کا ہی نواب نے اونکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکرون کو ہتھیار دلواتے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل پڑے چھ توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنے کا ہے بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ کر بھاگ گئے اگرچہ بادشاہ نے حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کر دیے جب اپنی بندوقین اوٹھا جاتا تھا مہر کھولکر دیا مانگی گئین معترض کی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد دل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہاں گورے
آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین پلٹنیں
نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی ادھر سے بھی کبھی
مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہاں یہ فوج منتظم برسوں تعلیم یافتہ
یوں غیر منتظم ہوجائے پھر وہاں کی حالت کیسا کچھ چاہئے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے
تسلط تمام ہندوستان میں کیا بلکہ یہی فوج سوائے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی
تھی دوسرے سب نے ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی لگی
وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی ۔

ایکدن تلنگوں نے ممو خانسے کہا ہمسے اور انگریز سے سرنگ میں خوب باتیں ہوئیں اسطرف سے ہم سرنگ
میں جاتی تھی اوسطرف سے وہ سرنگ لاگے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اوسمیں ایک خلا
تھا ہمنے کئی بندوقیں ماریں اوسکے نہ لگیں اونسے کہا اے نمک حراموں ہمنے تمکو مثل فرزندوں
کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسوں قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل
ہماری میم اور بچے کے ہوئے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر از
راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستانمیں جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے
کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہیں کیا اب تم اپنے قول سے پھرے ایمان لینے کے در پے
ہوئے چربی کے کارتوسوں کا کاٹنا خرابی ایمان کی منظور ہوئی ہمنے صبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی قسمت سو مجبوری ایمان کے
واسطے بگڑ گئے کہیں خطا ہماری یا تمہاری ہے اسیطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار اشتر نے سرنگ کھودنیکو وہ تھا لیکر چلا گیا ۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی در جواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تمہاری
متعلق قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس میں گذری مابدولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنو کو صاف کرکے
کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافروں کے فریب میں نہ آنا یہ شکر سب توپخانوں
میں حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہانتک کہ توپخانہ بر جلیسی
بھی سلامی چلی فوج میں جشن ہر خیمے میں ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس میں گلے ملتے تھے کہتے
تھے فیصلہ بیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ ۔ توکارتوس میں رانکو ساختی +

یہ باتین ہو رہی تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آگے جاتے ہین
اور اسپار گورون کا پکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا
توپ اس پار ہماری جھاڑی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جا سکتا اور جو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد
عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے نہ دو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک
نہین آتے لیظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نہ کر سکینگے جلد اور
فوج روانہ ہو ورنہ جب گورے اتر آئینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی
کہ بندہ حسن نامی ساکن موضع عبود علاقہ دہرسرہ کا وکیل تبکرگنی انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق
تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶۔ نومبر ۱۸۵۸ء کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس سی جی
جکسن صاحب مرسونٹ اشارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد۔ لفٹنٹ جی جی
مرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸۔ آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا اسلئے پکڑ لاتے ہین اور
راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ
سچ امر ہی جانکی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ بے مجبوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان محل میانون مین ۸۔ انگریز نذر گزر دولت سرا آئے تلنگون
نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا
یہ راجہ دھورہرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپٹی کلکٹر رہنے والا کوٹھی ستکرا
کی رکھتا تھا ایک گورہ چار کرسٹان ایک میم ایک مس جکسن جیٹھ کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو
میر واجد علی داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ فوجی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان
میر فدا حسین کا بھائی رگھناتھ سنگھ اور ... سنگھ کپتان بارو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک
جانب تھے۔ نواب شہنشاہ محل نواب خورد محل نے از راہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہی
کہ واجد علیشاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونکی عزت و توقیر سے رکھتے
ہین تم ان اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور نہایت تمرد رکھا ہے بس تم خود قتل واجد علیشاہ
چاہتے ہو نواب نے کہا بہتر ہے بالفعل قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھو سب افسرون نے بھی قبول کیا اور

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانؤن کی بیڑیان کٹوادو —
غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چابی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہر چند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جاے یا قایم رہے اسکی بدلی نہوا اونھین کچھ دیکر سوافق کرلیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا —
پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اختری نادری ڈفل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گیارہ ضیدار پلٹن بھیر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اترے —
ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا میرٹھ - دلی - کانپور وغیرہ مین انکے نیچے سیم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون کے اسباد رویہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲ ۴ اشتہار جابجا شہر مین لگا دی گئی اور پلٹن لول ولن پھر مع توپخانہ روانہ ہوئی —
جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ پلٹن جنگی کسی نمبرونکی ۱۲ - ۱۳ - ۴ - رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جرنیل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جا کر ٹھہری ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ تلنگے جنرل و ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ افسر چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے —

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے
مموخان اونھین گالیان دیکر غیرت ولاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے
جب یہ صورت ہوئی مموخان اور جرنل صاحب اپنے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا
اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاؤ کیا -

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہوگئی رعایا مایوس ہوکر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہوئے جنابعالیہ
نے دلکو افسرونکو بلایا پھر کورٹ ہوا صبحکو ڈنکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ سدباب فوج انگریزی
کو چلے جب بنی پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ
رہا - جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایکجا کھڑی تھین او پر سوار جا پڑے
گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی - کرانچیان کھولنے لگے کئی
گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے
شاہ جی ایک نالہ پر کھڑے تھے اوہین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر
زمیندار اور تلنگون نے روکا بول کے تلنگے خوب لڑے تقریبًا پانچسو تلنگہ سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا -

قتل اسیران عیسائی و مموخان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن دردولت پر قربانی ۲۵ یا
۲۶ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور مموخان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو
رسی سے باندھ جلو خانے مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بے دریغ کیا
ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سامنے کا دامن
ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی ازانجملہ اس گلہ قربانی مین ایک
سید بھی اسیر دام بلا ہوکر آئی تھی اوسکو کئی گولیان ماریں ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند او
داد بیداد کی کہ مین سیدہ ہون او رہنگیا و قتل نہ کرو ایک نہ سنا تلوارین مار کر گرا دیا درجۂ شہادت پر پہونچی
زبانی معتمدین دربار افسوس ادھر تھی فوج مین دشمن بھی سید تھے جو گولیان اترنا تھین اور سبکو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر ناو حسین صاحب رونہ جاکر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے درِ دولت پر لائی وہ بھی شریک انھین اسیرون کے تھے اور ایک نجیبان کے گھر جاکر چھپے تھے دو بھائی تھی ایک ذی الطمع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے نخش منھ سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر کی ہر طرح سے لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہی ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہی۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۲ تاریخ شہر صفر روز چار شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت زوال شمسی سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے یارہ بر وکے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی و نو ملازم گنوار بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچے دھاوا کیا توپ ادھر سے ادھر سے سمت ہنکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتاً ابر سیاہ نے سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہوگیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس پیہانسے تلنگے اور سوار ونکے پانون اوٹھے سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور حیران ہوکر راجہ مان سنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸ یا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینھ بھی نہ تھما فوج انگریزی مین ہوگل تمام فوج ہو میدان وسیع مقابل عالم باغ کنوسی جلالپور کربلا الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور با طمینان ہر طرف بکٹ کھڑے ہوگئے خیمے برپا ہوسے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے۔

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلا ہی میر خدا بخش سے کنارہ نہر ہوکر سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے ناکہ چارباغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آتے اوڑادو۔ جناب عالیہ نے راجہ مان سنگھ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہوجاؤن اور حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کرکے عالم باغ لیلیا رات کو فوج بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پاتون مارے۔

۵۔ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھا چکے فوج تیار ہوئی دو پہرن ایک نیت چارباغ ساکھو کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سیدھا ناکہ چارباغ کو کئی سو سوئشی پیشیرو سکھ یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چارباغ پر مع رفقائے خاص و افسران فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے فاقے سے مورچے باندھے ہوے تھے جتنے پوندون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کرڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جنرل بہادر نے بڑی ہمت فرماکر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون سے اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت کوئی نکلکر نکل جائیگا اسیطرح امین آباد تک دونطرف کے کوٹھے مکان پر سرراہ سپاہ اور افسران نامردی بھرے ہوئے تھی اور مقامات امن سمجھکر بیٹھ رہی تھی کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرفسے مار پڑیگی اور دو بڑی توپین ناکہ پر پل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی دارونہ توپخانہ دوسرے پر مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعۃً سامنے سے تین گورونکا نمود ہوا ادھر سے دونون توپین چلین گوری موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے گولے اوپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوری مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسری حملے مین مثل بادصرصر

توپون پر آپہونچے گولانداز سب بہاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تہوری سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورون نے توپونکو کہینچکر نہر مین گرا دیا - جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکہا نا امید
سوار ہوکے دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بہی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہو گئی
گورے پہلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پہ چلے غلام حسین کی مسجد پہ
نبی بخش خان سگے بہائی ہادی حسنخان زمیندار بہٹوامئو اپنے جان نثار مرد و شون
سے وہان تہے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گہر مین بہا آخر وہین
لڑ بہڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بہائی زخمی ہو کر بچے اس
معرکے مین پانسو اودہ کے مارے گئے اور سوا اودہ کے بس شہر مین تلاطم ہو گیا بازار
مین دوکانین بند ہو گئین رعایا نے اپنے گہر کے دروازے بند کر لیے پہر گورے گہبرا کر عیش باغ
سے سڑک آئین آباد پر آئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چہپکے ٹوپی باندہے چلے جاتے تہے اتفاقاً اودہر سے ممو خان گہوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتہہ مین کہینچے کئی سوار کمک کو آتے تہے ہرچند فوج گورون کا سامنے توپ بہی لگائی بہت سا
دہمکایا گالیان بہی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوکہڑ گئے گورون نے جب بہیر سوارون کی
دیکہی گہبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچہا کیا اکثر گورے ہاتہیون پر بہی گولیان مارتے
جاتے تہے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دو راہے حسین گنج پر پہونچے جنرل اڈم
صاحب دوسری پلٹن سی بہیری پورن داروغہ ساکہو کے جنگل سی چلے آتے تہے وہان دونون پلٹن
نے ملکر قندہاری بازار کی راہ لی برف خانیکو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
چہپکر ڈہیلے پتہر مارے گورون نے مسجد خدا حسین کپتان مین پہونچکر کہانا کہایا تہوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تہے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو
زخمی کیا بہاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گہوڑے چہوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین
رہگیا گورون نے آگ لگائی پہر جو پڑ کے اصطبل مین آتے جتنی چہاونی تہی سبکو جلا دیا بہت سے سوار
تلنگے گہبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور اس کثرت سے چڑہے کہ اپنے ساتہ سبکو لے ڈوبے
راجہ مانسنگہ بہادر نے ہرکارہ سی سنکر ساکہو کے جنگل کی راہ لی تہی اس خیال سی کہ اکیلے دشمن

بڑا اہتمام و نمود ہوتی ہی جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص بردارون نے وارث علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینھ گولیون کا برسایا بھیم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کردیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام بارے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولہ انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہئی کو گھسیٹ لاو جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی آگے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ملکہ کا مین جاکر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چتر منزل مین آئی ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک ڈھاڑہی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ مارنی شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چھتر کے اصطبل سے آتا تھا وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو پھیلیا در دولت پر دو توپین تھین اونکے پیالون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچ گیا پانسو تلنگیون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ع تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہولاک صاحب بہادر داخل بیلی گارد ہوئے محصورین کو اتکو گو پہلے سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوس وقت سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجالاتا کوئی آپسمین مصافحہ گورے جابجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرۂ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

عجیب تماشا ے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سنگین باندھے دونون طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم بقدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان بیگمین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلوخانے
کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینھ گولیونکا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پر پہونچے ۳
گولے مارے دیوار جلوخانہ پھٹ گئی اوسوقت سکھو لقین داخل قیصر باغ
ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھا کر محلسرا سے جو لکھی ہین لیگئے کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جب طرح
بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین
سوا ۲۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جناب عالیہ
نے منع کیا کسنے نمانا اور نہ سنا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
برجیس قدر کو سوار کر کے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گانون اودھر مین لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہین ہے سب مبدل ہوجائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا
ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کسے ہوش
ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی انمین سے بعض پہلے سے نکلکر پانچ کوس گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین
گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور دوسرے دن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ سے ملوا چلی ہے ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتے ہین جب مین نے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملاپور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جابجا پہرے کر دیے۔

دوسری صبحکو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ مین چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوترکر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینون توپونکو غایر برسے چلاین دفعتاً چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکس لوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ ہنس مین سوار ہو دولتسرا پہونچے امر گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط برہدف زند تیرے حساب کیا جاتا ہے

جنرل اوٹرم صاحب نے گوئنڈے سے فرمایا کہ ہمین تیار راستہ بیلی گارد کا بتاؤ وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی رامدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکس باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ ومردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی میر سیدانون کی ہی ہوتی ہے۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو بلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے باواز بلند پکارے خبردار گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آپہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹاکر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہوگیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید ہوگئے سب لوگون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن سورج چہپے ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کارنیگی صاحب مین تھا بیلی گارڈ سے دھاوا ہوا اور ٹھہر گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جونرن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین آگیا تھا ادھر سے گولی چلنے لگی۔ ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوئے توپ منگوائی ادھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دوپہر کے ہوتے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مرگئے دن بہر یہ لڑائی رہی ادھر مرزا والی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک بوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رکھیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی بوٹ کو تلنگے صوبہ سنگ کے اوٹھا لائے نجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھے جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مار دیتے تھے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی عجب تماشا ہو رہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب دو لاکھ فوج جنگی نظامت تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارڈ ہوئے تقریباً دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوب کر مر گیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جا کر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزا والی کوٹھی موتی محل نصرت باغ تہنیہ فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سہر راہ جناب عالیہ کوٹھی منگل ہے۔ امام باڑہ منظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل سنچہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوئے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نو ملازم نے جرأت کر کے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے پر گرا سر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیتہً لایا ۲ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب دیکھا ری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کرا سے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہائے جنرل مرزا سکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا سکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیوں نے پہلے پھاٹک بند کر لیا
تھا جب ہلو جانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرا جبلتی
محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ پر سپاہی تمام
در رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ
کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر
نکلے دریا مین کود پڑے گولیاں ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوے ایک گولی بھی نہ لگی
سپاہیون کے مورچے پر دھرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ
کر دریا مین گرے گورے داخل محل سرا ہوے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سینہ جیش
لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۲۴ تھین کہ کیو جان نارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے
لیگئے اونھون نے شاہزادونکی بہت تشفی دلجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا انھون نے کارنیگی
صاحب کے حوالے کیا انھون نے بیچر گنبس صاحب کے خانساماں کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب
سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھنا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل
والنصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار پر جیسی —

غرض یاقوب علیخان نواب ناظر روتے ہوے جناب عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا
جناب عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جا کر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین دار وغہ
نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی
جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جا لیگا اور کیا تدبیر
کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم دیکھیے
کیا پایا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے —

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری با جازت با ہر
کھانا لینے کو نکلین تو رستون سے بیگم جناب عالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے تسلی

لاڈو خانم سیاہی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک پہری کر ہمت مردانہ باندھکر کمر نا رکھی دوسری خوف سے
بھاگ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا میں نے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس رہونگی
یہ قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کا ہیکو یہ آفت
آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہو کر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین ۔

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و
بیگمین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے
سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب
قیصر باغ مین بیٹھے ہوئے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بیچارا اور کچھ لوگ راجہ مان سنگھ
اور راجہ گور بخش سنگھ کے مثل ٹڈی کے آگرے اور خجالت سے اور خجالت سے عذرات بارد
پیش کیے جنابعالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا
اس معرکہ مین ۱۱ افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہو باقی جو رہ جین او نکا نام نون
کا حساب نہین اور بعض امرا کے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خیر و عافیت دقت سحر اپنی سکھر بہا بھاگے
سے حاضر حضور جنابعالیہ ہوکے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ
کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کانپور ہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ میدان مین ہے اوسے کدھر سے کھڑے
لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچہ چھوڑ بھاگ
گئی تھی قیصر باغ مین سوائے ۶۰۔ آدمی کے دوسرا نہ تھا ۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین
غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جنابعالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین
یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ ہم تمھان اپنر تسلط نہوتا تو کیا
عجب ہے کوئی صورت نکلتی ۔

۶۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے
تو دیکھو تنہا اٹھا لایا تم سب یہان شہر مین اکیلا دہا و اگر نگاہ اپنی کرامات آج دکھا کر انکو بھگا دونگا
یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ایک گورا زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا
جب فوج نے شاگرد شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین دم سر تھا

لافزنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح بیلی گارد کو بھی خالی کرا دونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونیلگا اعتقاد ضعفا سست ایمان کا دوچند ہوگیا تلنگے مثل عباد یو ڈنڈوت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گورون نے شہر لیلیا تھا اب کچھ ہو سکے گا
بس تین سو گورے باقی تھے اور یہی دلی کا پور نجیبہ وغیرہ مین پہلے پھرتے تھے وہ بھی چبر منزل مین بند ہے شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دن سب گورون کو مار لونگا بیس گورے داڑنگر اسی رات کو مہمان ہین کل سب مارے جاینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریفین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پہ پہونچا لاف زنی زیادہ بڑھی جاہل مذاہب ڈنڈوت سجدے پر تھکے
کپتان رسالدار نذر دہی قدم پہ سر رکھا شاہ جی سنانے دلود جوش وخروش مین یہ شعر پڑھا

چون شود در عہد اینان جور وبدعت را رواج   شاہ غربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این وآن گردد پسے جنگ عظیم   قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غربی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہے جسقدر کیا اصل ہے شاہ
ولی میرے رتبہ سے کم ہے مجھکو حکم الہی ہے میری ہاتھ سے یہ فرقہ نصارا تباہ مین انکی بیخ و بنیاد مٹادونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہون لندن مین جا کر لڑونگا شاہ دہلی نے تماشا اوسکی سلطنت پھر
گورون کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میرے حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہوجاؤ
آج تمھاری فوج اور زمینداروں سے کچھ نہو سکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گورون کے بوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
تو ہمین اسیی پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو۔ بیجیس قدر میری اطاعت
کرے۔ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گورون کو قیصر باغ مین
بلاؤنگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھادونگا چوبدار نے ممو خان سے جا کر
کہا سنا۔ ہ شدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ۔ شرف الدولہ
ممو خان۔ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر والحاد کی ہین اپنا رعب جبلی فقط دھمکا کر بٹھاتا ہے کسینے کہا خیر فقیر ہے چیز سے بدہ

درویش پر امیر واجد علی نے کہا ایسی باتون سے یہ اور سر چڑھیگا بکتا ہے بکنے دو میر مہاراج
مان سنگھ اور بہر پلٹن کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کرو دلی سے بعض نے
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے ہمنے بنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے قیصر منزل
بیلی گارد کو خالی کروالینگے ایسی باتون سے نہ ڈرو غرض ایلانع حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گوہار دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف نجیب ہون چنانچہ اوسوقت حکمنامے
اس مضمون کے جاری ہوے کہ صبح کو تیاری رہی دھاوے کی ہوا افسر اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی مورچون پر گئے چارو نطرف جب دھاوے کا
غل کردیا کہ قیصر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر گیا کچھ گورے
جناب عالیہ کے کمرے سے سرراہ سے خاص بازار کی جانب گولیان مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہی
تے رات بھر کے عرصہ مین اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی باروت اوسمین رکھ چکے تھے دفعۃ سرنگ کو
آگ دی مع کمرہ گورے اڑ گئے ایک دھنی کمرے کی سید میر کمیدان کے لگی مر گئے افسران مین
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم برجیسقدر مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے
تلنگون نے پیچھا کیا دو گورون نے بندوق ماری نامرد یا غیرت نے گولی کھاتے اپنا حال غیر کیا مورچے
چھوڑکر بھاگے فقط گورون نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا۔

جب لال بارہ دری کیطرف نجیبون نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرا نے افسران
مین بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری لیلی پہلے گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش نہ اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اوسکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نہ پڑی گورون نے پہلے بارہ دری لیلی نجیب بھاگے دھاوا ایسا نہ کیا کچھ سپاہی تہ خانے کی آڑ
پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر جلیل اللہ [illegible] آئے دھاوا پھر آیا۔

الغرض یہی صورت سے ہر روز دنیا گھر مین لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اونھین گزیدہ کہ تلنگا [illegible] کہکر [illegible] پوچھا کہنے لگے عالم باغ مین اب

رسد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اومین گوبندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی
جو فیروز کے قلم مین لالکہ سے نہدا وسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا
مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشون کا بہت
مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوبندے کے ساتھ
لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا
جنرل کپتی صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے
وسکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور جوبدار کو حکم دیا کہ
اس گوبندے کی ناک کٹوا کالا منہہ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو جوبدار نے قاسم خان کو ابلاغ
حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد
لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہوچکی تھی ممو خان نے اوسے احوال پوچھا
کہا ۳ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے ہین بھی واسطے ہیٹ کے چلا آیا ممو خان نے
کہا یہ اصل گوبندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہہ کر
گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے
داروغہ اونکی شکل شرافت پہچانکر پیرجی اوسے کہا اتنی گوری نہ بتاؤ ورنہ حیرانی مین پڑوگے اونھون
نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو ہی بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے
اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی
نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی خبر بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جنرلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکۂ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جناب عالیہ سے اونکی
شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین
نہ آئے جناب عالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون
نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے
مرزا بر جیسقدر کو نذر دینے بھی نہ آئے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا
جب طلب کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمھارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز
کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہی اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہی اس سے زیادہ کونسا
عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا کچھ احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ
کی ضرورت ہی بہر حال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہو کر انکے سپرد ہوئی بمجبوری
بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی
تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط سہل کر دیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور
جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت
سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی نباہ نہ نبا صورت نفاق باطنی چلی گیئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہو کر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو سعین الدولہ اوسکی نیابت مین کام
کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین لگا تہہ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ
کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے سعین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے
سمجھایا نہ مانا عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہو گیا ہون کبھی کبھی فقط سلام
کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوار دن مین کسیکو
دربار مین لیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوے تھے فی الحقیقت
عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایک دن جنرل منصوب بوقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے
دیکھنے کو جو دلی سی بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور
الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورہ اس ناکے سی شہر مین داخل
ہوے سب بھاگنے پر مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سی سنا جان مین جان آئی۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جریانہ توپخانہ والون سے ۷ - اشرفی جنرل سی تعلیمالین پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل کی مین رہین چنانچہ بنام نواب جرار الدولہ دلیر الدولہ معین الدولہ وغیرہ مقرر ہوے مگر اجرا احکام ایک سی ہوتا تھا معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ بانسگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جو یا اپنے نام ونمود کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا -

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ - نومبر کو سر کالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بمنزل آکر بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی -

۸ توپین کپتان سیل برگیڈ چاندی -

۱۰ - اسپی ۱۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹ - رسالہ گورون کا - ۸ ۵۳ ۷۵ ۹۳ رجمنٹ پیدل

۲ رجمنٹ تلنگہ پنجابی - سائی پر زمینرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۵۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی -

۱۴ - نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ - ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوئی کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام بشیر گنج - نواب گنج نبی مین جابجا تھانے بٹھاتے آتے اور تار برقی بھی جابجا درست کردیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سی فوج ظفر موج اور سامان میگزین وغیرہ سے قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سی چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر تیرھنے تیار و

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگھ بہادر تعلقدار گڈھہ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور رفیع دو گنج کے میدان مین لال مادھو سنگھ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھو سنگھ نے دو پلٹن گورون کے کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہی کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ حال گذرا کہ کسی گانون مین آڑ پکڑکر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھو سنگھ جماعت قلیل سے راہ مجبوری سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگھ بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثنای راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہی وہ لوگ راجہ مانسنگھ کے مکان پر لے آئے مادھو سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین گورونکو نہ مار لونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت ہوگی تلوار کیسے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض خجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ بھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب او رخوف سے حواس درست نہ تھی اور پردے کے کہتے تھے کہ پھر لڑنیکو جاؤنگا سب گورونکو مار لونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہی کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا دوبارہ لڑنے سے جی چرایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچ توپین چھین لین پھر تلنگی داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعۂ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سے تبدی تھی اپنی جان بچاکر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دھس باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین کس جہت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین اس خبر پر نواب اور ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پاویگا

اور گوروں کے سر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہیں سب گرا دیے جائیں اور نہر پر باندھ باندھ
اور پلٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ میں اپنا پڑاو کر کے مورچہ قایم کرو۔

محاربہ دھاوا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵- ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید
کالکا پرشاد راجہ جے لال سنگہ کے کر آئے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ دارو غہ عاشق علی نواب
خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ میں جو پارہ
کے گانوں میں ہے اور کنار نہر پختہ باندھ رہ گشتی کی اور جا بجا توپیں لگائیں۔
۱۶- روز دوشنبہ صبحکو فوج باغی تیار ہو کر کنوسی جلال پور کے میدان میں مقام عالم باغ
جا کر ٹھہری ہوتی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دو رسے
کچھہ رد و بدل ہوا کی آخر نا کام پھر آئے ۱۷- سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل
کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو
تا کہ کربلا سے داخلہ شہر منظور نہیں کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہوجائیگا۔
۲۵- ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹- نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہو کر بیلی
گارد کو رستہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہیں فوج
باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگتی
چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا در دولت پر تلاطم ہوگیا ممو خان نے
ہرچند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ
محمد باغ گوروں نے لے لیا وہاں کی فوج سب بھاگ آئی اور جہاں انگریزی تلنگے ہیں وہ سب کچھہ مہر
توپیں بھی لگائیں جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے نہیں ٹھہرتا
یقین ہے دوپہر تک یہاں اور شہر میں گورے داخل ہوجائیں یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ
احمد علی خان عرف چھوٹے میاں کو بلوا کر کہا کمپ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد کی
تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپیہ کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چینیے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا
اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین
اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آپہونچے مقابلہ ہوا مجد علیخان نے پانچ آدمیون سے
دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور
احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی بھری
ہے اور بدلے گراب کے گرنج بھر رہے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم
مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین اوسیوقت
در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو ڈلی
سے آتے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے بتادو اونھون
نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کردیا او
کہا دستور گراب بنانے کا یہی ہے کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے
تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالین گے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے
ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے
اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب روبکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو
اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا سنگین باندھ سٹرک پر
لیجاکر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے
تھے کہ اگر عمل انگریزی ہو جائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسپر اور لون مرچین لگا تیز کیا کہ یہ گورے اور گراب آرصاحب
کے بنواتے ہین جسے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ
نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہو جاوے انگریز کی فتح اور اہلکار زیر قید
معرفت اوسکے ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آرصاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ
راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑکر صاحبان موصوف کے
قتل میں در دولت پر آگئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین اکر بادہ ضعیف سمجھکر آر صاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی کے ہوتے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی ۔ غرض یہ دونون ممو خان کے پاس گئے اور کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے اب شوکہ زبردستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہو اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین انھین بھیجوا دو وہان سے الہ آباد کو ۔ چنانچہ داروغہ نے تال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکالدیا اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکۂ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور یہان دو ڈولیان تیار کین اسباب بھی لدچکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بیچے خان سپاہی ساکن خیرآباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگہ ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جائینگے اور اوسنے خفیہ جاکر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہوچکی ہے آپ سے ازراہ خیرخواہی عرض کیا ہے کہ اس بے حیا نے تلنگون سے جاکر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا تم کیا کرتے ہو تلنگے سب برائے ہوئے ہین اب ایسا ہوا سی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمھارے اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا لیکن اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوس نے تلنگے بول پلٹن کے بھجوا دیے اونھون نے آکر نہید وقیق ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے دا

میرزا واجد علی منصور نگر مین نواب خدمحل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی قسمت سے بچگئے اور جا لعالیا اور نواب نے بھی اس امر مین سعی کدکی مگر شاہ جی نے نہ سنا کہ ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر آرصاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ اوس مکان سے از راہ تہوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آرصاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے بنیر کرسی اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک مشہودار وغیرہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتری سے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مارڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مارڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تپلی قیصرباغ کے مارڈالا کپتان آرصاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے جاتے تھے وہ بیچارے ظالم ابری ایک گولی مارکر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہو آخر گولیان کھاکر گرے اوسکے بعد پانچ دن تک میرزا واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہوگئے تھے دیوان انت رام جیکر جان بچاکر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ بہادر کے لوگونکا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہوچکی تھی کہ ایکوقت خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہگنج روانہ ہوجاتے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ سے اوترتے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہگنج تک برابر ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھادی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون سے عقب کوٹھی نواب روشن سرنگ دلواکر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی و حسن ہمت کا ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر بہتر سے بہتر نیکنامی و در باعث عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوانجی کو اس جلدو مین ۱۲ گاؤن معاف ہوئے اور نام نیک خیرخواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا - میرزا واجد علی نے پانسو روپیہ کی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمھارے تلنگے ناحق در پے میری جان کے ہوگئے ہین
چاہتے ہین کسی حیلہ سے مار ڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے
امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا
پھر آکراپنے کار و بار مین مشغول ہو پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح
سے لیا مگر یہ اوسکا صحیح معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا اسباب تلطے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی راتکو پونڑن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر ہشتم
اوریل نہر کا باندھکر قلعبکو نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہان رہگیا تھا لوٹا اور نواب پیشتر
اس ہنگامہ کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگادی سارا
شہر روشن ہوگیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج کر بھڑکا بھاگتی اور ٹھٹتی چلی آتی تھی اور
ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوتی نئی شرک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع
ہوگئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے
لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ گھر سے تھے باڑھ بندوق کی اور
موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور
پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسیطرف بھاگنے کی نپاتی حوض مین
گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا کھیت پڑا ۲۲ افسر ہندوستانی جوان سے
مارے گئے ۵۴۲ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہی باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر سے
۲۶ تک ۱۰ افسران سے اور ۳۲ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل مینل صاحب
کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی جو بڑے کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین ایکبار گولے کا
اوسکے سینے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
جسطرح کہ ڈرے کو جھاڑ لگا لیتے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے سبب چتر منزل مین آئے اودھر
سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج ساتھ لیکر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی
اوسدن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو
پڑا قیصر باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ باہر فرح بخش اور چتر منزل دریا مین
رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہوگیا اور تختے واسطے سجاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کردیے تین توپین
چھاؤنی باندھکر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر
سکا گولے بم کے موتی محل اور بارہ کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو
ہرطرف پھیلی ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی۔ صاحبان عالیشان کو منظور
یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر بھیجا دین گورے ایک دفعہ یورش کرکے دردولت پر
آئے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازہ پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ
گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہگیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا
یہ حال دیکھکر وہ توپ جو شیشہ سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعۃً سامنے سے گورے
کر گئے ان دونون نے پھر چھرہ توپ مین دیکر داغدیا اسفلک کا کچھ خیال نہ کیا ناواقف تھے
حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے ایسی
عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اوسنے پیچھے
سے کھرباری گورے سیدھے رستہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ
سے اوٹھاکر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسنے حمیت غیرت مذہب ہو وہ
اسوقت مین اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر گئے جلوخانے علم لیے آئے غیر از قلیل من عبادی
الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزاروں گالیوں کے چھرّے پڑنے لگے وہ سب سنتے
چلے گئے کسیکے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔

جب صاحبات محل نے غازی مردوں کا یہ حال دیکھا پابرہنہ سراسیمہ پریشان حال دامن پھٹے
پائچوں کی اپنی تھیلی کمروں سے محکم باندھے ہوئے باحفیفت مثل پاندان وغیرہ اشیاء بیش قیمت بقدر
تحمل وقت بیدا اوٹھا کے ہر شخص سے پوچھتی تھیں کیوں بھائی جب گورے محل میں آئیں ہم کس
دروازے سے کس طرف کو جائیں جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس میں مرزا برجیس قدر
کو تبرک کا پوشاک سبز پہنا کے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھیں کہ ہماری فوج جنگی چھوڑ کر
چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہاں سے شہر میں جا کر کسی مکان میں رہیں تو بہتر
ہے مگر خود جناب عالیہ نے نمانا ثابت قدم رہیں باہر کے پھاٹک میں قفل دلوادیا اور سبکو یقین
ہوا کہ اسوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلیں بے شبہہ فوج باغی سب کے سب گھروا کے گھر کے
لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم
اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین وسیمیں باندھکر اوٹھایا ایک ساعت تک کلمات یاس فہمائش
سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہو کر قرآن اور علم کو حجرے میں رکھدیا
کیا سبب کے دماغ میں خلل آگیا تھا کہ اونمیں سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع
حاکم وقت ہوتی اور عدل و انصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہی کہ یہ
روز بد دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم
دیا تھا کہ اس قدر اوپر گولے لگانا اگر قیصر باغ خالی ہوجاوے بہتر والا دست بردار ہوجانا اسکا شاہد
حال خود گوروں کا کلام ہی کہ انھوں نے پکار کر یہاں کے سپاہیوں سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو
کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ میں حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اسکے سننے سے صاحبات محل کو زیادہ اضطراب
اب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولوں سے دیوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہوگئی تھی اور جو
قیصر باغ میں ہر مکان پر مینہ برس رہا تھا ہوا میں تھوڑا بلند ہی سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور

آدمیون کے مجمع مین گرپڑتا تھا نہین مین دھنس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر
اس کثرت بارش مین فقط ۲- آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اوگو بیدے
انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا
تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوئندے کو چھتر منزل مین
خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا
اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت تھوڑے لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگے
جاتے ہین اور چھتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین
یہ اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰- آدمی سب
رہ گئے تھے واللہ اعلم۔

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغامیر کی سرائے ملیح آباد۔ گنشائین گنج پہونچے۔ احمد اللہ شاہ بھاگ کر
نواب علی نقی خان کے مکان گاؤگھاٹ مین گئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے
شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب
قتل۔ بعد اسکے انگریز قتل یمطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیس قدر کو بادشاہ
کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین نہوئی۔ برجیس قدر نے
میری بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے
شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دعا کیجیے چلین تو کہتا
تھا جب برجیس قدر اور اوسکی مان میرے قدم پر سر رکھینگی بیعت کرینگی اوسوقت جا کر سبکو ایک
دم مین قتل کر دونگا واہ- تو کارے زمین را نکو ساختی۔

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات معلی
مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین
شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے
اوسوقت قیصر باغ مین تقریباً ۵ سو آدمی تھے اونمین دو سو مرنیکو تیار ہوئے میر صفدر علی نے نواب سے
عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہیئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

لیکن میر فدا علی کو زیادہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے
تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا ادھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے
قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جناب عالیہ نے اپنی سواری و جسقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور
افسروں نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر میں فتح کیے لیتے ہیں آپ کیوں گھبراتی ہیں آپکے چلے
جانے سے سبکو ہراس ہو جاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی۔

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے
لیلیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ میں رہگئے تھے اور گردے بم کے محل میں متصل چلے گئے
تھے چنانچہ بم کے گولے محل میں گوٹے باقی کا شمار نہیں اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرہ
کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہیں بلکہ سب بھاگ گئے
میری مہدی اوستاد اور محمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر
بھاگے محمد قاسم رسالدار رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئی اب یقین سرنگ کے آنے کا ہو گیا پھر سائی
بہ پیرہن سکے سپاہیوں نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گوروں نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے
تلنگوں نے گولیاں ماریں دونوں گر پڑے محل میں ہل چل پڑ گئی رات بھر بم کے گولے برستے رہے ہوتی
محل کے سامنے جو انگریزی توپیں لگی تھیں اونسے فوج باغی کا ناک میں دم ہو گیا تھا ادھر قیدی وغیرہ
مورچہ بناتی تھیں وہ ایک دم میں گر جاتے تھے توپیں ادھر سے بھی چھ انگلی باندھکر لگائی تھیں ایک
سوریج جھنکار دوسرا کالا بچھو تیسرا کالا ناگ۔ چوتھی کوہ لرزان۔ انکا گولہ بھی برابر چلا کیا مگر انگریزی
گولہ انداز آوازہ پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے سشت باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دردولت
کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گوروں نے تارے والی کوٹھی
لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی بیچ چھوٹی پھر کسی سے
کچھ نہ ہو سکیگا سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا اگر اسمیں کوشش کروگے بہت سا
انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے
جب باغیوں نے بالکل قبضہ کر لیا اوسوقت گوروں نے دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا بھس گیا تھا وہین رہا اور دفعۃً غل ہوا کہ گوردون نے تلنگونکو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ ریزیڈنسی
ہی آمدہ کو بھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھدوا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہانتک کہ وہ تلنگے وہین ایکجا مارا گیا اور کوٹھی پر ۲۴ کام آئے اور جو بھاگ کر نکلے
وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصرباغ بھی لے لینگے اور سب فوج بھاگی
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کہ سبب اسکے
کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصرباغ مین شمرو کے بنگلے تک راجہ مانسنگہ راجہ بادشو سنگہ تیلنگا نہ مین پہونچ چکے تھے
ادھر باغیون کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا یہ ارادہ ہو چکا کہ لیجانیکا ارادہ تھا شاہزادیاں
تامل کیا ہو مگر خوب یقین ہو چکا تھا اور ان بہادرونکی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب جاوینگے انھین نکال دینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چھپوا کر شہر لکھنؤ مین لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سد راہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سبکے گوشزد کر دیا تھا کہ ادھر جمعیت تخمینا لاکھون
سے اور اسکے بیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کرکے
کنارہ دریا موتی محل کے رستہ سلطان گنج سے دھاڑے کو بھی جنرل مارٹین مین باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکاران ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سد راہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا
پیچھا کرنا مناسب وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیرخواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام اور بخشش قرار خود حال تھی مگر دنیا سے ناکام پہلے چلے گئے
اور سید شاہ جی منشی بیگم نیز سے دریافت کرکے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کرکے انگریز خود چلے جاوینگے کسیطرح آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد و موتی محل خالی کر دیا

توپین مورچہ کو بدستور لگا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
مگر آپ بھی خوب چلا رہان تک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہوگیا کہ گورے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان تہ خانے مین آکر کھڑے ہوئے کہا انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
نیچے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگ گئے جو قیصر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب اکٹھا ہو گئے شہزادہ
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگمصاحب کے پاس بیٹھے رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی از خود موقوف ہوگئی لڑائی تھم گئی سبکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری
تھی ۔ ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب دفعۃً بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جو نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب ہندو دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے ۔
غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا بدھ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا
تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوون مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ شرک شارع عام سے
سیدھے کانپور گنبس صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے ۔
شاہزادہ مصطفی علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ پہونچکر راہی ولایت ہوئین
اور ہندوستانی آیا وغیرہ جیسی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہوکر چلی آئین ۔
۲۵ ۔ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ مین مر

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہر صورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
اونکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپے مقرر ہوئے اور اونکے بیٹے کپتان ہنری مارٹن
ہیولاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور معزز
امارت مین بارنٹ ہوے از روے اخبار ۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل
بیلی گارد مورچے پر تھے اونسون نے موافق معمول گولیان مارین اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک
سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے
لگا انہیں سے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی تریہی تواز جرات کرکے جا کودا ۔ وہان پہنچکر
تہہی بجائی بس یہ آواز صور اسرافیل سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل
مور و ملخ بیلی گارد مین پہلے اور در آیا شہر تماشبین یا میدہ ستیاپا بی قسمت آزمائی سمجھ کر گھسکے لوٹنے
لگے ہر چند وہان سواے کچھ خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نہ رہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل غنیمت
تھا ۔ گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کچھ دن سے پڑا سڑا ہو گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا
توپین چھوٹی بڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑ کر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے
سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے
تھے ہزارون گولے گولیان شیشہ کی اوٹھالین لین اور کئی آلات بھی ہتھیار وغیرہ ڈاک گھر مین تھے یہ سب داخل
سرکار ہوئے کنوون سے صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس خیال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ
یہ ہے کہ ایک ملنگ بم کا گولا اپنے دونون پانون مین رکھکر کھائی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سی لوہی لگی
آگ دی دفعۃً وہ پھٹا پہلے وہ ملنگ کرہ نار مین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے ۔ تبھی صندوق
چوبی توشہ خانے مین سامنے برآمد کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھری ہوے
وہ تین روپیہ سمجھکر آپس مین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے بائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ
نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دو تک و دو مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق
اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین چور ہو گیا

تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لیتیں فی من ایک روپیہ آٹھ آنہ اشبارا ور پنساریوں نے لیلیں دو تین لاٹھین جا بجا ٹوٹی پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنسی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط ملکہ رہگئی تھی بلکہ پہلے پیچھے سپاہی جو لوٹ کو دوڑ جاتے تھے ۱۵ - آدمی او سکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اوسیدن کوٹھے سلطانی جو چھتر منزل فرح بخش وغیرہ میں تھی سپاہ باغی نے شمول ہیلی گارد کر کے لوٹنا شروع کیا ہرچند سرکاری لوگوں نے منع کیا ایک نے نہ سنا مثل خیمہ پشمینہ و شیشہ آلات ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جاکر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیوں لوٹتے ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے -

جب فوج باغی کوٹھوں کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنسی کی کوٹھیوں کے کھودنے پر مستعد ہوئی کئی مہینے تک وہاں کی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشہ بین خیرخواہان سرکار و صاحبان وثیقہ ونشین جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیاں اور مکان احاطہ رزیڈنسی میں تھی سب گولے اور گولیوں سے غربال ہوگئی تھیں مگر کوٹھی گنبس صاحب جسپر بائیں اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور کوٹھی کے جلوخانے میں وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہو جاتا اور گردہر کوٹھی کے خندق و سرنگ بھی ہوی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت یہ ہے کہ اسی احاطہ رزیڈنسی میں ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپانے اور حفظ فی حمایت میں سیدک صاحب نے کی تھی اور زمان سابق میں اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخان نکلو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہیں کل کونسی صورت دکھلائیگا ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت بیبیم و اطفال وغیرہ اس بندیخانہ میں رہے اور پھر کس عظمت و شان بہادری سے لاکھوں میں سے بسلامت نکلے چلے گئے - ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ - صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے حویلی میں مرگئے اور زیر درخت برگد برابر قبر شہید مرد گرشے اونکی قبر بیلداروں نے یورپ پیچھے کھودی تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن میں نظر آتی تھی کئی دن نکسا

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قبر نیچے سے پہچانا تھا اوسکے بیوا و نکی اولاد نے نبوا دی اونکا پنشن بھی مکرر سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت ٹھہر گئی تھی صاحب مہتمم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی بہیدی مین نے منع کیا کہ از براے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا مانا اوسی گوشت کی یخنی پی لیکر چند دقیقہ کے کہنے لگے مین تو آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے۔

راجہ بلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مرگئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ ملیگارد کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی ہے ممو خان نے اوسے روپیہ انعام دیے میر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے اسطرف بڑھے مجھی خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑہ و بہر بار کرکے مستعد بھاگنے پہ ہورہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش غافلون نے اخبار مختلف مشہور کیے کوئی ممو خان کوئی جنابعالیہ سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنو کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیگ صاحب نے اسیطرح قلعۂ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چیٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی ولایت سے آئی کہ بہ مجرد دیکھنے حکم چیٹھی کے لکھنو کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جنابعالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی بیبیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے اور اب وہان سے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہو وے سب مال چھین لاوے ممو خان نے سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور بیبیونکو پکڑ لاوے چہارم اسباب اوسکا ہی سوا ... جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب راے منشی ستیل سنگھ اجیٹن پلٹن نادری جو بالفعل سکھپال تھانہ دار کے ساتھ ہے اونسے عرض کی کہ اگر ستیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم بکار

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ مع کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک سو روپیہ نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گلاب راے اپنے اجیٹن کی بڑی بہادری لہ رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا ۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھیر لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کر دیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور سپاہیون کے الہ آباد گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شاید رہ گئے ہین پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم سے ہاتھ سے نجانے پاوے اطلاع حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف اضلاع جونپور بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا پیسا بھی معاف ہوگا نانا راؤ دولت خانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ ہزار کا کم نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھی اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر تھین اور فروخت لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو شتری توپین اور کچھ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور ریاست مین ڈالین انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اونکی کیا اصل ہے نکال دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا ۔

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی نہری سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جا بجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا۔ روٹی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتیون کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم پیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر پھینکنے لگا کہ دفعۃً فوج مین ہو گل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲۔ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے انکے ساتھ رات کو شہر مین آئی ۔

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہکر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نسنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج چلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۳ اشرفی کئی روپے لے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۶ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر بیٹھ رہا ۔ ایک دن گورے ... اکر جیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی لط لیکر باہر نکلے فیلخانہ زد بیدشی سے کئی ڈکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیر ونکو گولی مارنے لگے ۔

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر بدری کنچن کی مسجد پر بیٹھکر نوشجان کین آپسمین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ مرغی پکڑ لائی محبوبعلیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے ۔

تنجیسون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے دنکو بھاگ جاتی تھی رات کو ... اپنے ڈیرا ... آتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراش خانہ وغیرہ پھ

ہاتھ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اودن کے
کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منتظم الدولہ
کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن
خائف وترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان
اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کاغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی دس پندرہ
روپے بیچے کلکتہ مین لکھنو اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہانکے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہوگئی
تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنو کے اسکی خرید مین ساہ جی بنگئے اور ہلاک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور واله آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا ٹوپی نے گوالیار
سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا
دھس کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے
خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر
سنکر بانا راو فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراجپور کے گھاٹ
اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی نمبر کیے ایک پورب - دوسرا پچھم - تیسرا شمال
مین رکھا جب مقابلہ دونون نمبرون مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا راو ٹوپی مقابلہ
نہ لاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب مرہٹہ فوج
بھاگی بانا راو قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ صاحب سنگھ چودھری کی گڑھی مین
آگئی اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان کے سالار تین توپین اور پلٹن جانثار

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ غیریت نہیں ہماری فوج بھاگ کر یہان آتی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ ادسے قوت ہو جاویگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھ مغایرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہو کر عالم بلغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کسنی کانپور پر ہو تمہارا قبضہ وہان کر دیا جاویگا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اوشیوہری مین ۶ ہزار فوج نوکر رکھی۔

قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالہ جو فوج منفردر مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی ریاست بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر کے ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا کپ مراد مین ۱۲ ہزار تلنگے ۵۰ توپین تھین باردوالی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا ۱۵ رزہ سپرد عبدالہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اوسکا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کروڑ روپیہ اونسے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جاویگا جب سب مہاجن جمع ہوے غدر کیا کہ روپیہ نہین ہے جسطرح سے مفرسدہ دیکھا قریب لاکھ روپے کے سب نے ادا کر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب جاری رہی اہل وثائق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور رعایا لوگون کا حال یہ تھا کہ تمام کو ٹھون مین گرد تنات لگا گئے اور محلون مین بھی خود جلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا ملک مین بھیجا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایا سے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جنکی تفصیل جسقدر نامی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱۔ آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی ۔ سے لکھ

۲۔ قیام الدولہ بخشی راجہ شیر چند متوفی اشرفی سمیت زر نقد لک۔ جواہر دست

۳ دیوان چھیدی لال مع جواہر۔	لک
۴ ۔ منشی جانکی پرشاد نقد وجنس ۔	
۵ ۔ منشی راجہ کندن لال ۔	
۶ ۔ شیخ الدولہ	
۷ ۔ حسین آباد مع چاندی سونا ۔	لک
۸ ۔ تعلق مصاحب خاص سلطان عالم ۔	
۹ ۔ آغا علیخان پسر انجم الدولہ ۔	
۱۰ ۔ انجم الدولہ ۔	لک
۱۱ ۔ رفیق الدولہ ۔	لک
۱۲ ۔ مہاجنان لکھنو بطور رسدی ۔	لک
۱۳ شیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے لک طلب وصول نوٹ ۔	
۱۴ ۔ بیجانہ گیا تھے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے ۔	
۱۵ ۔ اہل حرفہ شل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروش باقی اور رعایا شہر ۔	لک
۱۶ ۔ آمدنی ملک ہمگی ۔	لک
۱۷ ۔ اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرۂ و طلا وغیرہ ۔	لک
۱۸ ۔ بشیر الدولہ ۔	
۱۹ دیانت الدولہ ۔	
۲۰ ۔ احسن الدولہ ۔	
۲۱ ۔ داروغہ عاشق علی ۔	
۲۲ ۔ یاسمن محل ۔	
۲۳ فخر محل ۔	
۲۴ ۔ بدر عالم ۔	
۲۵ ۔ معشوق محل ۔	لک

نام	رقم
۲۶- خاص محل	[illegible]
۲۷- دلدار محل	[illegible]
۲۸- دلدار محل	[illegible]
۲۹- خورد محل	[illegible]
۳۰- سلطان محل	[illegible]
۳۱- خورشید محل	[illegible]
۳۲- ملکہ جہان	[illegible]
۳۳- تاج محل	[illegible]
۳۴- مونس سلطان	[illegible]
۳۵- اچھے صاحب مصاحب خاص محل	[illegible]
۳۶- بنجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور	[illegible]
جمع	[illegible]

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر ساجن و رعایائے شہر اس ظلم و ستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہم پر یہ جور و ظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہیں اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ ممو خان کے کام میں مجھے کچھ دخل نہیں اگر اونکے پاس جاتے ہیں کوئی شنوائی نہیں کرتا بجز طلب زر کے اب کہاں سے روپیہ لاویں پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان ۔ یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمیں خبر دے یہاں سے تلنگے جاکر گرفتار کر لاوینگے ادھر شاہ جی نے پچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاتی فوراً خبر کر دیتا چنانچہ تین دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہیں دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگوں کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دو عمل اچھا نہیں شاہ جی مقدمات ملکی میں دخل دیتے ہیں تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہیں انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول لکھنؤ کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لادو چنانچہ
احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے
ہوئے تھے اونہنے بھی توپین لگا دین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مار دو اندر نہ آنے دو جب افسرون
نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۵ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے
رہی کسی افسر کو حوصلہ دھاوے کا نہ ہوا غرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا
رسد اندر پہنچانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات
کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر مورچہ متصل گڑھی کنوڑ
اور کنوسی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ نہ دینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر تھوڑے
سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکردالی کوٹھی مین لیگئے
شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے برجیس قدر بادشاہ ہین اور
تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مرد لڑتے ہے رانا راؤ بھی وہاہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک
اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود مدین قتل و قمع کرکے
لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کابل مع ۵ ضرب توپ
اونکے ساتھ ہوا ۱۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۴۰ اونٹ دس
ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ سانڈی ہو پہنچے ہردو بخش تعلقدار کٹیاری کو
طلب کیا وہ ابتدا بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہمراہ رہے تھے اور
احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہتے تھے خان مذکور نے سرکار مین
عرض کیا کہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کسوہ اپنے
دیہہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگھ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے اُنکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شرو گاہر دیوبخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور تصدیع خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار سانڈی کو نذرانہ دیکر دفع شر کیا

تسلط مستعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خودپسندی اونکو خراب
کیا اصل صورت یہ ہوتی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد پھانسی و اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہمرہانی سبانی سید فساد اور صاحب ارادہ اور اولوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہوکر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کرواوے لہذا اسناء
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی اولوالعزمی اور چالاکی سے مہاجنون از راہ
معاملہ یا کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور مکرر و رہی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ بجز آلات قلبہ رانی کاشتکاری کے ہین دن
کو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض چلے ناظم ڈکڈی اپنی گانون
مین کنار دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لینگ صاحب
مع میم اپنی میم اور تین بچون خردسال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوترکے ادہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی یکہ
سے تبدیل ملازم ناظم ادہر سے گذر رہا تھا صاحب کو تمنچہ مارے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی نانو نے میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد میرے پاس لیکر
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسینخان
دونون بیٹھے ہوے ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپیہ سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب ہوجائیگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بڈھون کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کردیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف وترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گردو پیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہے
اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے دفع الزام کے واسطے
رات کو ایک شخص کو میم صاحب کے کپڑے دوسرے کو صاحب کے کپڑے پہنا کر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سب کو شبہہ
و الزام تھا مین نے سب کے سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نکرے
تھوڑی دور جاکر وہ دونون شخص انگریزی لباس اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرماوین ہم آپکو سلامتی سے پہنچا دین صاحب نے کہا جاری ایک چٹھی اعظم گڈھ و [illegible]

ہوا اپنا بیگانہ ہم کہین گے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھہ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھہ پہونچکر چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھہ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے بڑوصاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے اونسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھہ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو۔

بہرحال سرکار بخت سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بے فروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوسوقت صاحب کو اونکے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے بڑوصاحب مستعد ہو کر ۲ ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھہ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی بڑوصاحب خزانہ چھوڑ ۳ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیو نپر گری کہ پہلے اس روپے کو غازی مردونپر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب کی نظر غفلت شعن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا۔ ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی طرف راہ گریزگاہ نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم ہزار خرابی اپنی فوج کذائی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب بکثی انھون نے اتنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندوھو دنکو چھوڑ دیا اونکے پانؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرا ئینگے اونمین سے اکثر کبھی تھو سپاہی دون تاقین تھا پیچھے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموعہ ۱۰ پانسو نیز ہوگئی بقین اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ یومیہ

بیٹھ کے سپاہ وخیرات وغیرہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات ظروف چینی۔ چاہی پانی اور کھانے کی فرش قالین اسباب چوبی ہزار ہا کتب انگریزی جو مر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑا دن بار کر کے فیض آباد بھیجا ادسمین سے کچھ ناظم کے گھر یا راجہ مانسنگھ لوٹ کر اپنے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا سب لٹا اگرچہ بعد فتح فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس گیا رعیت کچھی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار برجیس مین بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنو فاقہ مست جا پہنچے ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لمبی ٹوپی سر پر رکھ ولایتی کمر مین باندھ کے جھکے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ناظم نے انھین سب فرقے سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور و معروف تھا اور تیاری میگزین و قاعدہ و دمدمہ کی ہونے لگی ہزار فرد ورکی روٹی پکتی اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہو گئے ہین خدا نے حالت یاس مین میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سر جنگ بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی

اب ادسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ نوملازم تھے سب نے باتفاق رعایا سے غریب و مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہر چند ناظم نے اسکا بند و بست جتنا ممکن تھا کیا ایک نہ چلی نہ چلنا تھا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرایچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگھ بلرام پور کی سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پا کر بانسی گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے ادھر پہنچے بہر تک مہمان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے از انجملہ ایک خیر خواہی و نمک حلالی راجہ کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کر کے بابت زر اقساط سرکار ادا کیے اس جہت سے زیادہ تر وثوق و اعتماد و مقبولی اور سفرین سرکار نمبر اول مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

پلٹایت اجمل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایا کے شاہی تھے شل اوروں کے
شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اوسنے ابتداے عملداری
انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ نہار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی امداد سے
نہ کرنا یہی سبب ہے ہمنے سرکار کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی کتاب مین اصل
لکھا ہے اگر وکیل راجہ بھی دربار ریزیڈنسی مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا -

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایا کے غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک نہو پہنچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استغاثت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ
مہاراج جنگ بہادر کئی برس انکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف تھے او
مہمان معزز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین
چھپی ہے غرض دو کمپ پلٹنکے مع توپخانہ لیکر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد پیمان
حدود دادندہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہوچکا تھا چنانچہ
دنگفیلڈ صاحب کمشنر بہرایچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کے پیشتر سے پانچ افسر جان نثار مہاراجہ
بلرام پور مع دوسو جوانمردان دستور نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح
مدد دہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر
گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا پہر کیفیت جب ناظم کی فوج کذائی سے
مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آئے وہان
بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے
سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اتر گئے کنار دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا
کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اپنے کوٹھون سے
پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب
کر مر گئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوکر سکہو لے گئے [illegible] ہزارون روپے کا
مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنو سے لیگئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رکھا تھا جہان تھا وہین رہا
دونون طرف دریا کے لاشون کا انبار ہوگیا تھا تیسرے چوتھے دن جہان بچا کر فیض آباد

دو گوش دکیہ بنی سے پہونچا یا وہین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ڈک و تونے مین آملے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے ۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بہمت میر دوست علی بیگ بھائی ناظم چار پلٹن تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ بہادر اپنی کمک کو لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی و نیپالی کرینگے دیوان راجہ کے ورغلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار نظر بند رہے آخر بہزار خرابی کچھ دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہی جبتک کہ کام تمام ہوگیا گیگیلون نے سیدھا راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال بیگم عالیہ بونڈی مین جاکر ہوئے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت منفرد بن مایوس ہوکر ذمیل امان سرکار ہوے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم ۔ میر دوست علی بھی حاضر ہوکے اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی ۔ کلکتہ سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پاکر روانہ ہوے ہرچند حکام اودھ سے انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی وگرنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اقل کوئی جلا وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب مین بہت کچھ لکھا ۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دوسو روپیہ ماہواری کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جاکر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا ۔ نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آملے درخواست وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی ۔ استحقاق ثابت مگر انکی بےجرمی نہین ثابت ۔ نادر مرزا کی تقریر یہ تھی کہ انگریزون کی جان بلا خطا تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جانبخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر تملا آخر نوبت بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوتی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب ذی کی تک

انکی خدمت کی بہت قدرت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آکے انتقال کیا انکی بہنین نا کتخدا
جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر نانا ورمرزا نے لکھدیا
کہ یہ سہمے پاتی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ منضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورنش کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو
مسلمانونے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب میان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار ذریتہ
ناکہ کربلا سی ہاتھی پر سوار جلالپور زیر دیوار کربلا پہونچے وہان سی تامجان پر سوار ہوکے گرد حلقہ جان نثاران
تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالونے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ
خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ جانے دینگے ہم جان نثار و نکا حضور
تماشا سرفروشی کا دیکھین اور باطمینان اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گولہ ہوجائین۔
غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سی ایک
کمپنی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون
نے دھاوا کیا کئی سوار گرپڑے ادھر کے سوار بڑھے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے
نواب حضور کی پینس پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا
پہونچ گئے ملنگے سوار جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوئے اپنے ڈیرا
پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب
غازیان بیدین پھرے نواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات تر وخشک لیے بلکہ
برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ
دلی سے تیسری فاقہ سے نکلے چھٹانک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے
خدا یار خان خیرخواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے بیم اور صاحبون
کی خدمت کو مقرر کردیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوتے جوتہ تولا یا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اوسیفین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی لپسپا ہوکر چلی خدا یار خان نے تالہ کربلا پر سپیل شربت کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کرا نبے ٹپڑاؤ پر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہی یعنی جبکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش نہ کرسکے اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا ی تال کٹورے کے پل تک وہ سی خندق اور کوچہ بندی ہو جاے تو بہتر ہی اور دروازون پر پیچ نہین اور جو مکان سر راہ ہون اونمین رند نہین میر عابد شیشہ ساز منو خان اوستاد اونکے لڑکون اونکو کہ داغ سبز ی منڈی حضور تحقیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اسکے ہوے چنانچہ ایک خندق چتر منزل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چوک پھی میر روشن علی خان کی مکان تک تیسری نکلی جانب سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازۂ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیپرس منیرس یعنی ٹھیر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے لئی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آدی اوڑا دیا جاوے اونکے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیا سمین صرف ہوا اور اُنسے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازۂ چینی بازار

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ

۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری

۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ ـ جانب مکان انجم الدولہ ـ

۷ ـ جانب مکان روشن علی خان ـ

۸ ـ طرف دروازہ رکاب گنج ـ

۹ ـ طرف پل آہنی ـ

۱۰ ـ طرف پل پختہ ـ

۱۱ ـ عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا ـ

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہو چکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق و دمدمے بہج رند ویکہ تیار ہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان و تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوس سے بھی کچھ نہو سکیگا ایسے دمدمے وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر حامد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان کو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی ـ

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بول نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو ماریگا اور جسقدر جہان پر نہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے دوار کا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی پوجا بھی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین رو آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوسکی مقام پر گولے برستے تھے ـ

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کی مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھون نے بھی ایک

جھنڈی ایک تھونیہ باندھکر لگائی تھی اوسی نشانہ پرگولے آتے تھے آخر اوس جھنڈیکو وہان
سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گولندے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبرلایا کہ فوج فرخ آبادکی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی
مع فوج کمپ بھاگ فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ
... کو بلاکر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج
... ہمارے شریک ہونیکو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پہ کیون خرچ ہوتا
ہے پھر افسرونکو بلواکر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین
ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست
ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ - چوبیس نئی میگزین ۵
ہاتھی ۳۰ سو عورات اشراف رعایا سے دلی و فتح آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی
اوسنے بیچ ڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا شمل اور افسران
کے اوس سے قسم لی فرمایا ۸ روپیہ مہینا یا فتح عالم باغ تمھین ملے اور بعد فتح ۱۲ روپیہ اوسنے
قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رہینگے شہر کو لوٹ لینگے
کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہنے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے
بلکہ یہان بھی تمھاری صحبت سے فوج مبدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی - اسکا پھر کورٹ
ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض وظیفہ
روپال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا موچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو
سو راتنگر بخت خان سے خفا ہو کر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہو کر جکپورانی کوٹھی مین جا کر اوترے
اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے -

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سی

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگہ اور افسرون
کی پلٹنین کمپوچی جو متصل گاندن سیدر کے زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے ایسے
مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہو کر گئے جب یہ پہونچین گورے
توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے -

پھر گورے قریب مسجد دیہہ بھدرک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی
اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا
وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے
ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان
پر ہوا اب یہ دیکھتے تلنگے بندوق جوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے
کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے
زیادہ زخمی ہوے -

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے
فوج بہادر بھاگی بخت خان جاکر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ چوبیس تپی ایک توپ
ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہین جس طرح بچونکو ڈرانے
ہوا کے نام سے ڈراتی ہین - جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے
آ پہونچے ابھی تم جاؤ عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سلسلہ
بے ربط ہے مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے
کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کسی مہینے تک روز نئے نئے تدبیر
پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے -

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دو بارا پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھین جانے سے
اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے نذیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا
جب اوس کمبخت کو لے آئی جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے ابھی توپونکا رنج نہ کرو مین تمکو اور دونگی
اوسنے کہا دل کی حسرت دل مین رہی اگر مجھے توپین مل جائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون - اوسوقت
حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون سے

تو ہین دینے کو کہا کسی نے نہ دین۔

ایکدن پرچہ اخبار لکھا آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزون سے ملگئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اونسے ناموافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہی کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑدو کہ اگر انگریز دیکھینگے وہ زمیندارون سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے۔

ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ بنی بتھرا رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمہاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے بازی کی مصلحتاً کی ہی اور وقت مقابلۂ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور یہ کرنا شروع کرینگے چھپاکر کے سبکو قتل کرکے حاضر حضور ہونگے اسبات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایاگیری کا یہ ہی کہ جس حیلے سی ہوسکے گا کافرون کو تہ تیغ کرنا بہرصورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سی غافل نہونا اور ہروقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ تمکو پچاس قیدی بہ علت گوئندہ گری جو محبس مین تھی پچاس قطعہ دیکر چھوڑدیا اور مطلب اہلکاران سرکار اور پاس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ اگر انگریز بہادر پکڑ لینگے زمینداروں کو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا رہیگا اور کسیکو پھانسی ہوئی باقی زمینداروں کو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل

پہونچنا شاہزادہ فیروزشاہ

فیروزشاہ شاہزادہ مع دوسو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان شہر مین آئی سلطان ن پہونچا

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا۔ ۵ ہزار دعوت کے آنے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے مکہ گنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جرات الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی چتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل در دولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولو العزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ۴ کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار جو انکے ساتھ آئے تھے اونھین نوکر رکھا۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار جیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھی شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر تاکے ہر ایک نے مضطر ہوکر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راے جگنا تھا اپنے گھر واقع مال دروازہ مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور خان علیخان کو بلاکر ۵ سو روپیہ دیکے دو سو اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمود خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی بندوقون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور دلبول مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہوکر گھر کھودنے کو آئین۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالہ دار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ لیکر تلنگوں کو منع کر دیا رفع شر ہو گیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر میں رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز میں ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج میں آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھوں نے تقسیم رسد سے تلنگوں کے بہت سے کھانے غلام رضا نے ازراہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھوں نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جہاں جو کھم کا تھا مسلمانوں کو نان خمیری ہندوں کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ میں نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا۔

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیر خواہی سرکار انگریزی تعلقداروں کو لشکر سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف ہے کہ ان کی چھینے کے مقابلے سے کیا اوسنے ہو سکا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گویا زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی واہ۔

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلیگارد میں بن مارے مرجائیں کوئی شخص ایسا ہو جو وہاں جا کر سب کنوؤں میں زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نکیا مگر شہدوں کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمیں عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بھی سیر لگوا کر

انکو دی انھون نے اکر کہا ہمارے شہر سے جاکر اپنا کام کرا آئے محمد خان و سید محمد خبر شگوفے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے - مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوتے تھے واہ -

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہوا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلۂ راجہ لونا سنگھ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب و مختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوے جسطرح سے قتل آ صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے بہرحال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکو نشہ اس ثروت و حکومت یا دنیا و دولت کا ہو گیا تھا ایکدن میر ایک دوست نے از راہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس خلجان و اندیشہ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیر فرنگیوں کو بچا دوگے صورت نجات و رفاہ و فلاح نیک نامی خیر خواہی سرکار انگریزی ثابت حاصل ہوگی ورنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کر دی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے گورنے رنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سیطرح کے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ کو دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی مراجعت ذریعہ وثوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین اپنا افشاء راز ہونے پاویگا ورنہ کسی صورت سے انکی جان و نہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جناب عالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کو پتہ و باتا ایک مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہوکر قیصر باغ سے اوٹھنا بیچ کھلگیا اور بیگم صاحبہ شہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دریا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ
آغا مرزا عابل کے مکان مین بہ کرایہ جاکر رہین یہ محبوسین بھی انھین کے پردے مین بسلامت
چلی گئیین جب بیبیون سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت
سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہین ہم امید وار جلد وسے ہل جزاء الاحسان
کے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہین
جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اوران صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن
اب مناسب ہے یہان سے کہی اور مکان مین لیجاکر رکھو ایسا نہو یہ عین شہر ہے بدماشون
کا ہنگامہ فساد زیادہ ہوجاوے پھر وہان سے منصور نگر مین اکبر علیخان کے مکان مین اکر
رہین اوسوقت بیبیون نے چٹھی اپنی سر گذشت کی اوٹرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ
بھیجی کہ تو اس لشان کے تبلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چٹھی جنرل
صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسی
سے رسل رسائل لیومیہ اخبار جیبی وشہر میر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا اور دربار کی حاضری
اپنے عذرات بار دو علالت مزاج سے کم کر دیے ادھر سے مایوسی ہوتی ادھر سے امید
غرض جب جنرل اوٹرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا معرفت
دیوان انت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جائینگے تمھین سرکار سے انعام ہزار
روپے کا ملےگا اور جاگیری تمھاری اور متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے
اس ارشاد کا او نھین یقین نہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے عرض میر صاحب
نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہین امیدوار ہون جو ہمارے ساتھ ہو سب کی
جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپکی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری
حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھ روپیہ انعام
ملےگا اور اسکے دینے مین ہرگز تساہل نہوگا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤگے ۔
جب انت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈرے کبھی سپاہ تلنگے دیکھ لین
یا کچھ نہ لین کہ تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا ۔

ایکدن ممتاز صاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع میں لیجاکر رکھو ہم یہاں تنگ ہیں
چنانچہ آنصاحب مقتول کی بی بی بیٹی اوس جگہہ صاحبہ قیصر باغ کے گوشہ عافیت میں
رہتی تھیں محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر سکھ والونکا
مقرر کیا تھا بعد قتل آنصاحب تین دن تک اوسی کنج قفس میں بے آب و دانہ رہی تھیں کسیکے
خبر نہ لی کسواسطے جو شہر تک تھے اونکو اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اونپر رحم کھایا کر
عیش باغ میں انت رام سے جاکر یہ اسرار زبانی میر صاحب سنا لیا اونھوں نے کچھ میوہ سمری
روپیہ بھیجا اور بہت تسلی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کہہ بہت باندازہ منتظر اونکی رہائی کے ہوے دربار میں میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی یعنی مس آرا کو بیمار خود ساختہ بنایا اور صحبت الدولہ سید ملنجان کو
بھی موافق کرلیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب
پاکوئی اوزار دے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمار دن کی بنالینا چنانچہ حکیم صاحب
بموجب مشورہ مجوزہ ممو خان سے جاکر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی نظر نہیں
آتی ممو خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے انت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
ممو خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مرگئی ہے مجھے اوسے دفن کروا دیا
کہا بہتر کیا جب انت رام اوس لڑکی جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اور
اپنے ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیوں کے لے چلے جب چھتر منزل پر پہونچے دفعتہ
پچاس سواروں نے آکے گھیر لیا پوچھا کون ہو کہاں جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس
باختہ ہوے بیہوش ہو گئے مگر اوسیوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
میں لپیٹ مثل گاو تکیہ بنا کر اپنے کہار معتمد کو پھینک کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا بھیونے کے ساتھ اپنی بغل میں دبا کر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
قلعہ چھتر منزل بہت [illegible] گئے پچاس اشرفی اور ان سوارونکو دیکر نجات پائی وہاں سے بیدر گڑھ کو چلے [illegible]
علاقہ میں پہنچا دیا اوس لڑکی کی طرف سے [illegible] باقی [illegible]

اوسپر کیا گذری زندہ ہی یا راہ مین گرفتار ہو گئی بعجب حالت سکرات مین رہی دو تین دن وہ کہار با وفا
لیکر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کہ وس پھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور خدا نے راہ مین ہر آفت سے بچایا یہ اوسیوقت جا کر لے آئے کھانا کھلایا پھر خبر لی اوڑمر کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی و کمال عنایت سے بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی ماں سے ملی
فی الحقیقت دولیانچی نے بڑا کام جہان پر حکم کا بڑی بہادری و خیرخواہی سے کیا صوفیہ بیٹی مسٹر
کی کریسٹن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ و باقی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کر دیا تھا

سالگرہ مرزا برجیسقدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی ہلی گارد
مین سر رو دنیا دھاوا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہو رہی ہے یہان سرکار مین مرزا برجیسقدر
کی سالگرہ کی تیاری ہو رہی چنانچہ جناب عالیہ پولکھی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکان
بشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلایا دستہان
ہوی بڑی روشنی ہوتی نواب ممتاز الدولہ محمو خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار اور تمنچے
والے حاضر تھے جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ مع فوج درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان
دولت و مشیران خاص نے کہا ہرگز یہ صلاح وقت نہین کہ آپ یہانسے قدم باہر نکالین ایسا نہو کہ
جنرل انگریز سنکر دھاوا کرکے داخل قیصر باغ ہو جائین پھر فوج بہادر اونہین کیونکر روکے گی اس حجت
سے جانا درگاہ کا موقوف بروقت دیگر ہوا

پھر رات گئے گیارہوین برس کی سالگرہ ہوگئی جناب عالیہ نے فرمایا مین چاہتی ہون کہ پہلے
صاحبات محل مجھے نذر دین پھر ان اسیرونکے تھے آٹھ آنے اور کہا کہ اگر تم بادشاہ کی ماں
کو کیا مضائقہ یہان نذر دیتے ہین کچھ تامل نہین یہ بات دوستی بڑی گرا گری سے کسی آخر
نے برجیسقدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دیکر گلے لگایا بالکل ہو گئے لگا
اسی جلسے مین نواب خاص محل کے ساتھ یہ بیبیان اسیر بھی لباس ہندوستانی پہنے ہاتھونمین

مہندی لگانے شریک محفل ہوئین۔

مرزا برجیس قدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد نمبر نمبر اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغۂ جواہر خانہ جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہا کوئی چودہری باغبان جس نے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو یوسف خان داروغہ کو پہنچانہ جسنے ۱۲ فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد بناہ آتشباز کو وہ آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت جسے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام تھی کشمیریون نے یہ غزل گائی ۔ غیرت مہتاب ہی برجیس قدر + گوہر نایاب ہی برجیس قدر + ادہر تقدیر نے یہ حسب حال پڑھا ۔ چھوٹتا ہی تمسے اب یہ لکھنؤ + جشن شادی خواب ہی برجیس قدر + دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جناب عالیہ بھی جو لکھی ہین تشریف لائین ۔

خبر شکست میر مہدی حسن خان ناظم

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامپور سے آکر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے لپپا ہوئے فوج انگریزی پاشنہ کوب چندیپور تک بعد تھوڑے کٹ چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لا سکا راہ گریز اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگھ تعلقدار گڑھ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سدراہ فوج ہو سنے معلوم ہوا تم سادر رکھتے ہوا ور حکمنامے سب کے حاضر ہونے کو اجرا ہوئے سبکو یہان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا بالفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکتے ہین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گور بخش سنگھ تعلقدار رام نگر دھمیڑی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک لڑتی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ اونکا دستہ لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گوشائین گنج مین پہونچے

اور موضع دھرہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوس سے ممو خان نے آکر اپنی بغاوت
کی اور کہا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ قمر الدین حسین عامل گشائینگنج وغیرہ
توپ پر حیدر گڑھ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور مین نے باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ
کیا اگر میرے پاس توپین ہوتین ایک کو نچھوڑتا ممو خان نے دو توپین میگزین دو پلٹن نجیب خلعت ۱۱ پارچہ
چکلہ داری گوشائینگنج حیدر گڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاکر ہی زندہ لاتا یا سر بھیجدینا اور جب فوج
آوی اوسکے سدراہ ہونا کہتے ہین کہ راجا مانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطانپور کو باخفا پیام بھیجا کہ
اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ مین تم مانع نہوگے اور جدا نہوجاؤگے تمہین سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا درّانہ
نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انہون نے اوسوقت کے نشہ نخوت سے تعارض اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اہمال عجز
کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلوتہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے
ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج باغی نے سامنا کیا لیکن
کئی دن رد و بدل سکے بھاگ گئے گودام سرکار جنمین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا
توپین لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ مین پڑاؤ کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے
رعایا کے ہاتھہ کوڑیون بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے
تھے آخر کچھ دنون پڑا مایوس ہوکر انکو مع عیال و اسباب ضروری اسپار دریا کے اتر سیدھی بریلی کو گئے
ایک گونیدری نے اوسیوقت اونکی کوٹھی مین جاکر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا
جبکہ فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کتنی لاکھ لیکر سبکی
جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہوکر گونڈی مین جاکر شریک حال قافلہ مفرور لکھنؤ کے
جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھہ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور دوبارہ تحقیقات کی نواب کو
حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بحالت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہو جنرل بیرو صاحب کی
بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجۂ اعلی سے اپنے کچھ دنون کم ہوگئے پھر اوسی درجے پر ہوکر

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے —

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدۂ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلیٰ رہے سررشتۂ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج نمکی خزانہ سرکاری لوٹ و قتل کرکے دلی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر نہ رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان تھے پیلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ امیدات اونھین کے رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہرچند نواب یوسف علیخان رامپور نے ازراہ ہمدردی دوستانہ سمجھایا لیکن نشۂ نیک دماغ سے نہ اترا

نواب محبت خان کی اولاد نشیندار سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق ہمدردی فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی دربار کا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشے ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا ہمسر ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار دیکھکر کھٹکا رہا اپنے شوریٰ خاص مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صفائی ہوئی تا مدت قیام صورت نان نمک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سو ماندہ و ازان سو راندہ ہوئے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسن خان طبیب معقول بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال قضا سے گوروں کے مارے گئے — باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات و روبکاری کے سرکار سے کچھ پنشن تا دوام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار سے بہت کی کلکتہ مین بھی بعض نے جاکر بہت ستعمال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب قسم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ [illegible] فوج باغی [illegible]

کبھی سرتا و ٹھائیگی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رعایا اودھ مین سے تعلقداران
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہی اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دو سبب سے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہی کہ انجام کار بسہولت
ہو جا وگرنہ ابطا ہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکا اور بدنامی مشہور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل
گورباملن نا عاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو پڑھکر فرمایا تمکو کسنے سیکھایا ہی عرض کی کہ قسم ہے اوس
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا آپسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خوددیکھ
لینگے کسیکا ذکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے
پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکہ عالم باغ

۲۳ ۔ رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو ڈرنی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوکر گئی لڑائی ہونے لگی گوروں نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا نجیب تلنگون
کے مورچے پر گوروں نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کر دیے اکثر باغ کے کنوؤن مین گرکر مر گئے ۔

ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکل کر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گوروں نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ
پا سا گھوکے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوئے ۔

ایک دن گورے قلعہ سے ۸ کوس بسوارے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوئے
دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی ۔

نے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے رانکو رسد پہونچاتے تھے ۲ سیر روپیہ کا آٹا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریبا جان جوکھم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض چھوٹے پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر ونکا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے کام بھی ملا۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چھ باندھکر بسلامت کانپور چلے گئے ہتیرا ترچھا رسالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر خدابخش مین تھا ایک دن کسی سے سوار تیار ہوکر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کٹی پر قندار کو مارا گودام سرکا مین جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کئی سوارون سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مارکر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے لیکر گئے۔ اوسکی کچھ گرتی افسرون نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہوجائیگا میرے پاس اشرفیان ہین لیلو کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹- رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوس پار چھاؤنی کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل ہارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا کہ اپنی فوج لیکر کمک کو جائو شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ماکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی۔ اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آگئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھاوے کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہو ایک رسالدار ہمراہ رکاب تھے گرا مرگیا نواب یہ سانحہ دیکھہ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ آگیا اوسے یہ تفاخر بیب دروازہ اکبری گیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین اُترا ہوا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سب مارا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانون اوکھڑ گئے اب ہمین لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جیسے ہمارا ساتھ دینا منظور ہو اچھا اچھا گر انڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن جنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون کے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کریگا مانگون کی شراکت سے اوسکی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے تھے اگر احیاناً ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا تم بر جسقدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے فوج نے کہا کہ ہم بر جسقدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھ چلے آئے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگئے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر مین مقبرہ اعتمادالدولہ مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپی توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریا گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اجیاؤن کا مورچہ لیلیا دوسرے برن نے موضع بھٹولی علی گنج چاند گنج مین عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ واقع رہنا سلطانی لیلیا پلٹن دسنے باءین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا اسباب چھوڑکر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگاوین اوسیدن تقریباً آٹھ سو آدمی جان سے گئے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہو تھوڑے سے دالانیکے ایک دھس پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا گورونکا اسباب چلکر دائی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے سوارون کو بلا کر پکارا حیاپا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسینے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ
جائینگے مگر جدا گانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ رسالہ کے سوار حیدر خان
کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین ہین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اوسنے جاکر گورونکی
پہونچکر تینچے خالی کیے کئی آدمیون کو مار کر پھر آیا زخمی بھی ہوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم
مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونونکو دوشالہ رومال دیا
گورون نے ۸ توپین بم و سیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور درد حسن گنج کیطرف سے
لگاکر شام سے مارنا شروع کیا جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا
پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے سورچہ لگایا بعد اسکے کربلا نصیر الدین
حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا۔ بہت سی رعایا او سپارکی بیگناہ ماری گئی مگر توپین نواب علی
خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاؤ بھی اسطرف تھا ٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵۔ رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپیہ
مین سے ۱۰ روپیے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑکر ممو خان کے پاس روبکاری
لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ
محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے میرن صاحب
کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے پتا پاجب باہر آئے ماجرا
بیان کیا انھون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے
مرزا علی حسن جوان رعنا یہ مجرد تھے اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پر پہونچا
جوشش جرات اجل گرفتگی او محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو
سپاہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ دا ندے دفعتہً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکر
آگے بڑھے اس جوانمرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گبراکر تالے کیطرف چلا تلنگون نے تعیب کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایکساعت کے چارپائی پر لعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوئے باپ بھی چھوٹ کر آئے شریک دفن ہوئے ایسے خون ناحق شہر مین بہت ہوئے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدین سفاک جمع ہوئے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ شہر رجب سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مر گئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات ہنود و بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ اونکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اچھے سیاق پیشہ متصدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ انکا محتاج الیہ رہے و انقیت و قدامت رہا اور عیش دنیا بھی ایک منضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہو جانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی باز پرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی حمیت سے باغیون کو روپیہ بھی نذر نہ کیا اور سلطنت مرجبی مین اس عہد کو باکراہ مجبوری قبول کیا اور گو بار زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے علاقے پر چلی گئی تمام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجلیہ حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاقی نھی سراسیمہ ہو کر نواب سے عرض حال کیا انھون نے نظر قدامت و سر رشتہ سوروثی و خیر خواہی و نمک حلالی بہت تاسف کر کے پہرے برخاست کر دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر مصنف تھے جب نو دولت اہلکار ذی لطف دنیا و اخذ زر سمجھا یا دو خاص بردار چپراسی دیوان عدم بجلیہ حفاظت رہنے دیے جب رسومات مذہب سے فراغت ہوئی ۱۷ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ مع

اور خلعت واصلباقی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت محمد زمان معتمد الدولہ کے رای دولت
لال کی بدو پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی با مصروف کار و باستعار کے ہو جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا
بعد فتح وتسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونوں علیحدہ ہو گئی جب حکام سے مہاراجہ
بہاری لال کو صفائی زبان باضیہ حاصل ہوتی سرکار سے ۱۱ ہزار روپے خرچ کو ملے ایندہ کو امیدوار پرورش
کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انھون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل اونپر رعایت منظور ہوئی
اور راہ روی انصاف محرک حق دیوانی زبان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوے پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ
ہو جائے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات وحقوق وکلای عدالت دو سو ماہوار کا
تصفیہ ہوا ڈگری الی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکین چند روز کا اوسکے بعد تیز کرشن کا احوال
بسبب آوارگی فراخ اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہوکر بیچ نکہ بھی ہو آئے مکان خاص
بازار کا نشان نرہا بھوانی گنج اور گاؤ خانے مین مکان وسیع ہوا یا تھا بک گیا ۱۰ لاکھ روپے کے توشہ
سرکاری مہراج جیان گذشتہ کے پاس تھے سوای مالیت خانہ وغیرہ اوسکا بھی نشان نرہا کہان گئی اور
کیونکر خرچ ہوا اب شاید راجہ گنج سنگہ کچھ کفالت قوت لایموت کرتی ہین انکی گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے
کسی کی فہم مین نہین آتا —

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ - رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار
اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پر رک کر بھاگی - رعایا بھاگ کر شہر مین اسپار آئی -

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصلہ تیہ ۱۳ لائٹ انفنٹری - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - فصلہ تیہ - ۳۵ - ۳۷ - ۸ - ۴۲ - ہائی
لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی - ۵۳ - ۶۰ - رائفل

۶۰-۴۴-۸-۷۸ ہائی لنڈرس-۲-۸-۹۳-ہائی لنڈرس ۹۷ رائل ہارنس بلڈی ٹرین ۲۶ ہزار نیپالی ہمراہی جنگ بہادر میگزین وغلہ لشکریان-۲۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا ۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہوگئی تھی اور پنجابی پلٹن اور رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوئے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش وخروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی رمنہ سے نکل کر مثل سابق دردولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا باشاہ باغ سے جب گورے نکلے راہ منوا کے لوگ سد راہ ہوئے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ لیجا سکے آخرش گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دو تون نعش کو توپ پر بانده مثل برق جہندہ باغ مین کھینچکر لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون پر تھین چلنے لگین سپاہ بھگی اور افسران فوج کا دردولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی مع مجلسم ہمرکاب ۵ یا ۶ ہزار گوہار سے سمت سندیلہ گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا ہوئے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین ڈوبے پیدل استقدر کشتیون پر سوار ہوئے کہ سبکو لیے ڈوبے -

ٹکرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف لبستہ کھڑے ہوئے تھے دفعتہً انگریز نے اون پر گھوڑے اوٹھائے تمام دلبصورت سپاہی نیکر دھوکی ٹٹی کھڑے ہوئے تھے سب لوگ دم بھاگے کئی تلنگے مین ویسا ر نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گر پڑے اونکے سر کاٹ لاتے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر پہونچا ہاتھہ مین جابک تھا کوئی توپ پر بارے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہگیا صاحب نے کہا صد آفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کہین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی ۔

۲۴ ۔ رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے کے پل پر موضع جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسیٰ باغ کو چلی کھیلے گانون سے پار اتری ایک پانی کے تھالے کو گڑھا سمجھکر بھرے ایک تعلقدار کی گوہا نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گڑھی رنے گورے پسپا ہوکر پیچھے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی ہیچی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے سمٹ کر پھر آئے گورے پیچھے ہٹکر بادشمنڈی کے گھرون مین گھسے لوٹا جو سامنے آیا پر غضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچھار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑ کر اپنے پیشتر و کیا جب توپ چلی پیلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی جیالال کے باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاگری سے نکلکر اٹے مارے گئے گھرلٹ گیا کنار دریا دھوبی کپڑے دھورہے تھے جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۲۷ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو فربہ تھے اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ ۔ رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دو تخانہ قدیم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف ٹہرا رہا تماشبین شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ نیا پکڑا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین کون ایسا ہے جو اوسپار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہورہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر بند گھوڑیکا کاٹ دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچکے پہلے گولی گھوڑیکو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑیکا دیر لگایا جب دونون نال خالی ہوچکے اوسنے تیغہ مارا صاحب گر پڑا اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طمع حسب خاکے سر لی اپنے سر کی بچاو سے نکی اسیطرح اوس پار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہوجاتا ۔

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورونکے تاکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہوگئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امامبارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مر گئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام بارہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازہ پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا اوسی دیکر خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کاٹنے اوبعضین داغ کر اٹھا کے موفان سے جب یہ خبر سنی مستعد مرگ ہوکر اپنے جان نثارون اوٹھ کھڑے ہو لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے —

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوئے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہو سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پچھم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعۃً سب کے سب پھڑپھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہوچکا تھا صبحکو جناب عالیہ سے کہنا یہ وانشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا موفان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا یہ کہکر سوار ہو اپنے گھر چپکے چلے آئے —

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعۃً خبر ہونچی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہانسے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور راہ نکلنے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی تباہی پرس سپرس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچاتی فوج سکھہ وغیرہ رسنہ اور مقبرہ جنت آرامگاہ سے داخل ہوتی ہر طرف غل اور شور و غارت ہونا شروع ہوا اس لوٹ مین ہزار ہا ملازم نمک حرام ہو کر لگ گئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوتی لیکن یہ عجیب بات خداداد ہی کہ اگر گورے اوسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا مین قریب چوکھی چلے آتے کیا عجیب ہی اوسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً خان علی خان اوسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہو گئے تا کہ بو دعلی شاہ پر کسی کے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہر حال گوروں سے باغ مین خوب گھمسان ہوا ہر چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاش کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہو رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سیکڑون گر پڑے آخر سب بھاگے خان بھی زخمی ہوئے ۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات ملازمین باغ کے کوٹھوں پر سے گھیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات عصمت لبستہ انکے پیچھے برجیس قدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوئے اور تمام بچے اور چیانی رفع احتمال کو ڈالے ہوئے جنے راہ مین قافلہ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہرحال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم پر اوبجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیج دیے تھے قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیس قدر اوسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہو گئے اس عرصہ مین کچھ سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہو کر ساتھ ہوئے بیگی گنج نخاس چوک ۔ ہو کر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین تھا کچھ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان سے گورے بہت قریب ہین خدانخواستہ کوئی صورت خلاف پیش آنے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی تردد پیدا ہوا کہ شاید نواب بپاس رسوخ سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دین حالانکہ یہ سب کا خیال غلط تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت ہستعار مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور پہاڑ والی جناب عالیہ وہان سے محلسرائے حسین آباد مین گئین وہان سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگر رات کو ساہ جی کے مکان مگر رات کو ساہ جی کی مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہوگیا ممو خان محلسرائے حسین آباد مین رہے اور یہان چوک تک پہرے حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام بعرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطہ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے بموافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کرینگے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب و خدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی شش و پنج مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ جسے صوبہ عظیم آباد دیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے وہان مشیر کار او معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ لڑو جہان ہو اوسی مکان مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگا ئین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوس وقت آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب مین تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ ماہواری ملیگا اور پھر اسی جوحکمنامہ لایا تھا اوس نے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی تذات بھی لکھکر آئے تھے کہ اوپر اپنی مہر کرکے بھیجدو اوس وقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و فریب طرفین سے جائز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق سے کہ ہمین بے فوج سمجھکر مثل شاہجان گرفتار کرکے لیجائین اگر صاحبان عالیشان کو یہی منظور ہے تو حسب سر رشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائین انجیل خدا پہ مہر کردین اور بادشاہون کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہوجاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ لعبد المشرقین پر ہین جنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ داری تو قسم کردے کیا مضائقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال وجواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا مرزا علی رضا بھی مایوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ بظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ۔

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان ہو سب گورے مارے گئے تھوڑے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسیکے کان پر جون بھی نہ رینگی ۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلاکر مہر طفر اجنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہو مگر پھر حوادث روز سہ شنبہ تک دریافت کیا فی الاصل محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا ۔

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گاؤ گھاٹ سے دھاوا کیا اور بلا فوج کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین دگر کبھی منھہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر خبا لیے نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا چار گھڑی بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گورون نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصاب کے پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائین ۔

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم بیچ پل سے دھاوا کرو مین عیش باغ
سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادری پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر
نخاس مین آئی گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر
بم کے گولون کا مینھ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضائع ہوے۔ آگ بھی کسیکے
گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ انمین
سے کسی نے مقابلہ نہ کیا نسبت دلی کے کہ وہان سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب
کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہو کر بے اسباب مال و زر مثل مور و ملخ جانب مغرب ناکہ
شہر کاکوری کا نگر آباد۔ کسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی۔ شاہ جی
گھبرا کر ہر ناکے سے فوج کو لاتے تھے کسیکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے
تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون پر کتے
شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت
برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردیکا کب ہوش رہا تھا [illegible]
مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین۔

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹۔ رجب ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۵۷ء قریب شام جناب عالیہ مع
برجیس قدر حالت یاس کی مین پینس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی
ربانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے اپنے
جواہر خانے مین آکر کنجیان مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھین اونمین
کیا ملا باقی معلوم نہین کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا اور آج تک کسی کے
پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا [illegible]
اس سے غافل رہتے۔ غرض تا کہ عالم باغ کی سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے
پر میر مہدی مع اپنے عیال [illegible] حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ یا کچھ سوار تلنگے

بھی ساتھ تھے جنکو پھر اون پہونچین آپ اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچتے تو بے تکلف گرفتار
کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسو جسے
غفلت کی راجہ مردن سنگھ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر ہوا
جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب پک چکے کا بھیجا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا
بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہر جگہ مثل مینڈک اچھلتی پھرو گے اور پیچھے انگریزی سپاہ
لہراتے پھرینگے خلاصہ یہ کہ سواری ہوکر خیرآباد پہونچین ہر پرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد الدین
عرف مولوی محمد ناظم بسوان باڑی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور بڑی بہادری سے مارا گیا بمجرد
سنتے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ نشان جلوس سواری
سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب
داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ
مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ نکوست ازجا رفتن پیداست جب اونکو گریزگاہ نہ ہوگی
اور کہین پناہ نہ ملیگی ملک غیر مین مجبوری سے چلے جائینگے بعد اسکے محمودآباد راجہ نواب علیخان
کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھبوتی راجہ سنوا کی گڈھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگھ
سنواتی حاضر ہوا عرض کی ہم آپکے بہرحال شریک و فرمانبرداری مین رہین احتمال راجہ
سنوا کا انگریزون سے سازش کا ہی پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین
اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی
و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم و جدید مع بیگمات محلات اور امرا اور
رعایا وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوئے مثل لکھنو
چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون سے طلب زرتحصیل بھیجا شروع کیا ایسی صورت
بے منت کسی تسلط سلطنت مین ہوتی تھی اس زرتحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین
اسطرح آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب لوازمہ ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی
کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونھون نے سب بے طلب سرکار مین دیدیا اور بلا ہر شخص اپنے واسطے
اس مرگ انبوہ کو بصورت عاقبت مستعار سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح
سے باقی تھین دل سے بھلا دی تھین اور بازار شل چوک لکھنؤ ہوگیا۔
حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و داد و دیگر قصاص میں مصروف
تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج بریلی تمام بچا چپورو پیش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے
بانع راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہا ہی گریز گاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر
ہمسے موافق ہے یہان ان سب کو تنہا اندیشون کا اوسیطرح کا نقشہ پر غرور و پر غلط ہوگیا تھا کبھی
اصلاح آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود رائی خود پسندی پر مشتمل

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑے مین مستعد و سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین
شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطانپور مین مقرب الدولہ
منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک
خان علی خان بہادر ذوالفقار جنگ چلہ وہی معرکہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیرآباد
محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ یا فتح
کرونگا یا مارا جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ
تھے و ادہ مردانگی دیکر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے کونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور
جبتک معرکہ سندیلہ رہا شہر کے ناکہ حیدر گنج جدید پر توپخانہ اور فوج سرکار ہوشیار
و تیار رہی۔
یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہوکر گئے گئی راجہ اونکے ساتھ تھے نوابگنج
مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری بعد قتل و جمع کثیر کے نام و نمود سے
اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین نوبت

توپ کی آواز سنکے بھاگی ممو خان نے رانی سے اسکا پہنا لیا جب مفصل حال ہوا۔ لوگون سنے خیال
تو سمجھا یا اوسکے عوض رانی کو ضمانت مانچے کے واسطے جوڑی کرتے وغیرہ کی بھیجی یوسف خان کمندان
مرکنے چٹھی امان دی اس جہت سے بسلامت چلے آئے اسکے بعد ہردت سنگھ سوائی کے پھر پانون
نہ ٹھہر سکے بھاگ گئے

نظامت بہرائچ مین کاظم حسین خان۔ تجمل حسین خان زمیندار بھٹوا مئو راجہ دیبی بخش گوندی
مین گلاب سنگھ راجہ برودا۔ درنجے سنگھ راجہ مہونا۔ نرپت سنگھ راجہ رہیہ۔ رانا مادھو بخش بہادر
چودھری مصاحب علی۔ اندی کوری۔ جوت سنگھ راجہ چہروا۔ یہ سب ہر جگہ لڑتے ہی جب تاب
مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کر بوندی مین جمع ہوئے۔ پس اگر انصاف سے دیکھیے زمیندارون کی گنارکنان اوتعال
کسی فوج سے ہوا۔

سرداران و اہلکار ہمراہی جناب عالیہ۔ مقرب الدولہ۔ مفتاح الدولہ۔ رانا بینی مادھو بخش ہنونت سنگھ
کالے کانکر۔ راجہ دیبی بخش۔ راجہ ہردت سنگھ سوائی۔ راجہ جوت سنگھ چہروا۔ گلاب سنگھ نرپت سنگھ درنجے
بھیاجی چیلاری۔ کلن خان مختار رانی نان پارہ۔ رانی تلسی پور وغیرہ حاضر تھے۔

اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ واسطے خاص و عام کے

حکام عالیشان نے ازراہ مصلحت وقت اشتہار امان مطلق غیر مقید واسطے خاص و عام کے
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے جاری کیا جتنے بیگمیلے بیدل و مایوس حالت یاس کلی مین تھے
تھی اور نیز اسے ایسا دن امان کا چاہتے تھے بواسطہ بدفعات حاضر حضور ہوکر نائنگ فوج ہوئے
بعد اسکے لکھنؤ مین چیف کمشنر بہادر کی ملازمت حاصل کی اور اکثر اپنی روبکاری کو اوسی شہر کو روانہ
ہوئے یعنی قضیہ زمین بر سر زمین۔

نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد۔ شیخ تفضل عظیم۔ میر مہدی حسن خان۔ میر غلام حسین برادر
مقرب الدولہ کے عباد علی خان بھائی نواب علیخان۔ کاظم حسین خان۔ جرنیل اسمٰعیل خان۔ قاضی
عنایت علی خان بیگیڈیر بعد اسکے گروہ متوسطین مستعفین جو داخل الاالی ہولا ۔ و لاالی ہوگا

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ ادھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا برابر حاضر ہونے لگے۔
نواب نورالدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ ہو بیگم صاحبہ عکمناسہ سرکار یہ بھی حاضر نہوے معلوم
نہین کس خواب وخیال مین تھی بعد ازخرابی لبرہ آئے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائیکورٹ
مین لیا آخر نوبت بولایت پہونچی سمجھونے بامید اجرا مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھہ پانون
مارے خاک اوڑاتی کچھ نہوا آخرانتقال کیا اسکے وثیقہ کو عدم اجرا مین کچھ حیرت ہی نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاو سمجھکر رفاقت وہمراہی جنابعالیہ مین ہوگئی تھی مرزا کوچک سلطان بھائی
بہادرشاہ دہلی ناناراو۔ بالاراو پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی۔ منظر علیخان رئیس کاہونہ۔ ولی داد خان رئیس بالاگڑھ سمدھی
بہادرشاہ۔ غلام قادرخان رئیس شاہجہان پور۔ غایت احمد خان رئیس پیلی بھیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے تو
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمینداران تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہرطرف متفرق ہوگئی ہرطرف جنگ بہادر نے اپنی حدود میں
اور جابجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھی مگر اس قافلہ مور وملخ کو نہ روک سکے طرح دیگئی اوسوقت
جنابعالیہ تھاک کے تلسی پور کی گڑھی اچوا مین دوتین دن تک رہین وہان سے سناری پہاڑ سی ہوکر بڈکوٹ
مین پہونچین جو کوہ بٹول پر ہی جہان نواب آصف الدولہ کی اب تک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔
جب جنابعالیہ سناریسی آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے شریک حال ہونے کی یا
کسیطرح کی اعانت وامداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کرسکتے
یا کسی اور طرف چلی جائیے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ نہ ہمیں صلح منظور ہے
اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائین گے یہین ہم انگریزون سے

رہینگے اور نہ کچھ تمھارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا
ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز ادھر سے
ہم تمھین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کر دی بعد اسکے جب نوبت
آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر بشراکت سے از روے فہمایش انکار کیا ۔
پہلے جناب عالیہ پینس مین سوار تھانے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت نملی
بلکہ جنسے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر
وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہر امیر راجہ کے
ساتھ سے فقط اونھین اجازت ہوئی ۔
مرزا برجیسقدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار بہت پر سپاہی و مفتاح الدولہ
ساتھ تھے پہلے تانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوے پیچھے
کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے
چلنے کا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیسقدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان
تھین کھائین فی الجملہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اولیجاے
کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے نذر گری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا
امر ہوگا میرے پاس تمنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمین رہین پھر وہان کہ مفتاح الدولہ کے واسطے
مقام صدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانے کی اجازت ہماری سرکار سے
نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت ہے کہ جناب عالیہ اور برجیسقدر سے علیحدہ ہو کر
یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجایگی یہ اونھون نے گوارا نکیا چار
و ناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے ۔
ممو خان نے کپتا نون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نا مناسب کی تھی وگرنہ کیا
عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب
فوج شکست کھا کر گھبرا کر پہار پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سوارون کے گرکر مرگئے سیکڑون اونٹ
مع بار عظیم گرکر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ پر

قصد چڑھنے کا کیا صد ملک نیپال سمجھکر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی ورگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا
کام تمام ہو جاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دھام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین جھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھہ کچھہ احوال
چھاپا مگر مربی بیار و مرید بیخبر۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید لوٹ
روبکاری ڈپٹی کمشنر ہین دھرے گئے میجر صاحب بالمیان تمام تشریف فرمائے ولایت
ہوے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ظاہر ہے پھر کلکتے مین با مید ترقی عہدہ جلیلہ آتے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم منجملات شاہی
اونکے ساتھہ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوے
میجر صاحب کی تحقیقات کوئی صاحب اپنی لکھنؤ آتے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہو جاوے اوسے نوکری
کی کیا پروا ہے۔

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
عذاب ہو گئی ہے کپڑے بدستے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
ہی ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھہ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۱۲ لاکھہ کا تخمینہ ہوا تھا
بس اسی حساب سے اونکے نصیب کا بھی ہو سکتا ہے۔ عیان را چہ بیان۔ لکھنؤ کی بربادی کے
ہزارون بن گئے مگر دیکھا چاہیے۔ یہ بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے۔

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوے ریمنہ سلطانی اس پار دریا کے مقیم حاکم ہوی باقی فوج کو سرحد ملک پر جابجا چھوڑ آئے جنرل ہیرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بسبب ایمان و نیک نیتی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیک نام رہی خصوصاً تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقۂ پھانسی سے کبھی باہر ہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آ رہے چیف کمشنر لکھنؤ ہو کر بسبب عارضۂ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسکے واسطے کہ وہ قدرشناس شرفا شہر تھے اور ولایت پہونچکر مستوفی ہوی یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو اچھا حاکم ہوا وسے قیام ہو نسکے جسطرح اکثر اچھے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰ سلخ رجب روز چارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنو راہ ناکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہو جاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد اللہ شاہ معہ راجہ معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو کہ وچھہ مارا گیا آخر باغ سے اونھین ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنارہ شہر آ گئے اودھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو بہت روکا اور تڑتڑ لڑ لیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ پورش مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لاتے تھے سب سے جمعیت تازہ لی تھی بہت سخت سست لکر غیرت دلائی تھی قتل و قید سے ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گوز پر گوز تھا پہلے مقابل ہوے اور سکے بھاگے

اسی طرح اس مورچے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف بھاگے تھے حیدر گنج نوبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی۔

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر حد سے بستی کے باغ مین اپنا پڑاو کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرفی ایا اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اوسکو دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر بھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نوبستہ۔ سعادت گنج تک مینھ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر تفنگ چاندماری ہو گیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

نہم شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ کی درواہ مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب گوبیا صاحب مورچون پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین اوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر نزد لوارکر ملا تھا گوبیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کر کے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اوتھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی گوبیا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لٹنے نپاے مگر بعد فتح سرکار پیچر کا شیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بہت سی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر بنیا بازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دصس قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گوروں سے کو ٹھون سے داخل درگاہ حضرت عباس ہو سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلوں مین ہاتھ دے کر محبوب گنج تک پیادہ لے آئے وہان سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب غار تھے ہاتھیوں پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب مین قریب شام شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوے وہان سے فوج انگریزی پھر آئی سے سر گئی رعایا سے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرد کسی طرف بھاگ نہ سکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو نہ دیکھا ماں سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہوگئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئے العیاذ باللہ۔

رعایا سے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے غرقی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین بیبیان ہجوم بلوائی عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خرد سال گود مین لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوا سمت مغرب کے وہ ناکہ نئے حیدر گنج اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف رائے صاحبان عالیشان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا گرچہ مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایا بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پایۂ قصاص مین آئے مگر گوروں نے اسپر بھی جو سامنے آیا جسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور لڑکیاں بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر کر مر گئین بعض جیتی نکالین بعض تمام ہوگئین۔ نہر سے مین بم کے گولے سے سلطان دولھا داماد نواب منورالدولہ مر گئے میر محمد نقی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسین خان مرحوم باورچی ٹولے مین کرائی

حویلی مین تھا جب بھوسے گھر مین آتے اپنی جہالت وحماقت سے وہین تمنچہ مار بیٹھا انھون نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کسطرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا۔

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۴ - شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوا اور نقش خاشاک بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیای دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوائے نال ورواڑے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادتگنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور ہوئی ہوا اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ نیپالی گورون کی کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی یا کوہنا صاحب کی بدولت امیر او شرفا کے گھر بچ گئے۔ اور اس مدت تاراجگری مین صاحبان فوج بھی گشت کرتے رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہوکر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جاکر چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہمراہ گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے مع پارچہ شست و شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہوجاتا۔ واللہ اعلم۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جابجا خوب جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے بخوف غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل بلوائے مین لیکئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا سبب بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڑھی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو لینے و لولے سے کرنی لگا چار تنے رنہ سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹکر سرکار مین بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فرا خور حال ملی لشکر گذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا یا دھوائی ہوگیا زر کثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲۔ شعبان روز جمعہ ناگہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ حملہ کرکے دلیوان بہادر شاہ مین گئی دن سی ہزار ہا شرفائے بجائے شہر مع عیال و اطفال بیشتر سامان جاکر ہی رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا نکلکر راہی کسمنڈی اور کاکوری کے ہوا اہل فوج سب کے سب کسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عرض تازہ وارد افغان و حیران اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوتہ پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوا ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ نا دیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پائچون مین گر گر اوجھک گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن و امان تھا کسواسطے کہ دوسرا قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض نہ سمجھے ہونگے کہ دفعۃً کاکوری سے آواز بندوق کی آنی سبکے کان کھڑے ہوے مگر بخوف خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانوں مین بگا تو چلے

آکہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل وغارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہو گئی ہزار ہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر متلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی ۔ ایک دوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگئے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہتے تھے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین پھر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ بیبیان ارہر کے کھیت مین چلی جاتی تھین اور ہر کھونٹی سے اولجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے ہو کر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک پلٹن اس جنگل مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا ۔

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رعایائے شہر سرفا بجناب امرا محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع و شریف احاطۂ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی حد اثر سے مدد کی یا لعارف شہر سے کسی طرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت ازدحام خلایق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت اویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوئے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض نے وجہ خاص سے اپنے قافلے سے بجہت داخلۂ پلٹن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوتی کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی بہزار منت و سماجت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمۂ روحانی تھا آخر بسلامت پایا اور لے آئے کہارونکو انعام دیا ۔

ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریہ سے گذرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کر کے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض نخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر نہوے
بلکہ رعایا سے شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔

خلاصہ جب نیان داخل قصبہ ہوا ۵ - یا - ۶ - آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے
باہر بستی کے ندی پر جاکر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جاکر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مغرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آ پہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظر بند ہوکے لکھنو
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی۔

۳ - شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکھ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان -
احمد علی خان وکیل عدالت کانپور محمد جلیل الدین خان کے گھر کو حرف معاف کیا مگر ہر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضائے غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنو جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار تالاب کنوؤن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے
صندوقچی - پاندان مسی - زیور - زر نقد رکھکر جابجا فرش مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون بار ہوکر داخل سرکار ہوے -

احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور اپنی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکی
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لیگیا اور بڑی
شدومد سے روبکاری کی اور صفائی دلواکر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروایا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا

میر محمد تقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر بادی لوا سے ظفر الدولہ کے مارے گئے میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر نا کے پر ایک باغ مین ہو ادی ہے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علما رئیش دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوتے ہین نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے —

۱۲۷۴ ہجری

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ - شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہو جائے گا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور بتواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب نکلیگا یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کر کے پھر باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کر کسی منزل چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ نیپال آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رابرٹ مانٹ گومری صاحب چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد ہوے محمود خان کوتوال مقتول کو توال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی کمشنر ایبٹ صاحب اسپیشل کمشنر فانشیا سانٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملٹری سکرٹر خارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان اسٹن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب قرانہ ہوے —

اہل فنایق اور صاحبان پنشن جدید جو کسی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے سر البیش ارسال کیے اور جب حکمنامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا حسب سررشتہ ہر ایک کی روبکاری و تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ نقد وصول لیا گیا جب سلطان العلما کالپی سے گھبرا کر قصبہ سوہان مین چلے گئے جہان اونکے متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم
ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمۂ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن
بیت المال اور کتب خانہ ہزارہا جلد کا نملا - مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات
سو روپیہ پر سل لیا خاطر خواہ بیجا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری
کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہے
سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جا کر
رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب
ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی
اور بدہم شد رالکت بدمعاشان کا استشہاد چاہا چند فقراے مومنین نے حسبۃً للہ او سپر
مہر گواہی کی امرا کہ ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلو تہی کی بلکہ بعض
امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے
لب بمہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بعلت کار فرمائی سرکار جیسی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی مین
مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا
گورے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اوسوں نے دہائی کارنیگی صاحب
کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور پھر اپنی یاوری قسمت سے سرکار سے متاجری
اور کار فرمائی پر سرفراز ہوئے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری ہوئی
مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی
تھی الحاصل اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی
تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ سے سر نو بنا کر
درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس
جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ کی
ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت [illegible] مین ہوتی تھی

اوسکا تتمہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور بنت سماجت اور موافقت اہلکارون سے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زر تجویزی بعض کی ضد بہ سبب نامنظوری آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپئے سالانہ تجویز ہو کر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا انکمٹیکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی مستاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

سنہ ۱۸۵۸

کئی مہینے کے بعد مستاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے بتجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امرا و رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوئے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام ہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایائے سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بروقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرما کر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امام بارہ واقع گھڑیالی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین یہ تھے بعد اسکے وہ امام باڑہ وغیرہ مسمار ہو کر داخل دفتر قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغیمین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بالکشن نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی اس جلسہ مین شریک ہوے پھر کسینے حوصلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسپر آمادہ

آمادہ ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا
تھا دھس جھانکیاں اتنی کوٹھیاں جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھیں اون
سب کو اوٹھا کر بدستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بظاہر عبرت الناظرین
رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین ہر طرف
سے سڑک آمدرفت کردی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک
دونوں طرف درخت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب
دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کر دیا حیات بخش دار الشفا۔ ظہور بخش نور بخش رصدخانہ سلطانی
خورشید منزل لنگروالی کوٹھی میر ابوالقاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد
امام باڑہ نواب جرأت الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ
باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سر راہ اندراسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ
سیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ
غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ
اسکے سوا بہت سی کوٹھیاں بن گئی ہین۔ اکثر اسیمین سے سراج الدولہ و راجہ تعلقدار
وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگھ کے اہتمام
مین ۵ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۵۳ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ
نے سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی
قیصر باغ راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہوکر ملا اونکی مرمت جسمین جو رہے درست کردی
چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہوجی نے ۱۲ ہزار کو لی
اونسے نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسیمین تھی راجہ شیوراج نے لی غرض گولہ گنج
سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہرہای انگریزی کے

گئی گر جیہ تکلف تیار ہوے ہین سکان فرمیشن تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ۔ نواب صادق علی خان
نہان وغیرہ شے عجیب وغریب سمجھکر فرمیشن ہو گئی درجے طے کیے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خاص وغیرہ تھے سب مسمار کر دیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کر دی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگا دی کہ
بعد برسات بک جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کر کے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو باہم پیوستہ
وصال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہو گیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوا دیا ہے۔ چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے۔ ریل کی تین دفعہ آمد و رفت ہوتی ہے ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مراد آباد کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے۔ دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کر کے چھاؤنی فوج و کمپ کی تیاری کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگا دیے ہین جنکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب نوکر ہین
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے
۱۵۰ فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کر دیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلائے
تال کٹورہ سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون شہر کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ کے بھی بھون کو بھی شامل کر دیا ہے
امام باڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہو گئے بیچ محلہ کی محل سرا باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہو گئی چوک گول دروازہ سے حد حصار ہوئی۔ نواب محسن الدولہ کا مکان دہسے
باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان سید حسین جمعہ جماعت ۷۰ یا ۸۰ برس تک ہوئی ہموار زمین
ہو گئی بنیا بازار مین قبر شاہ بینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر کا
کھدکر برابر ہو گیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

لیکن وسط مین ٹن کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان مدفن تھے جب وہ
روانہ کربلاے معلی ہوئے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا
دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھنڈر ہو گئے وہین چھاؤنی سنڈیاؤن راجہ سر کرشن
نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے
انکی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی
اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام بارہ بدستور
جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری - قصبات مامور ہوئے اہل
شہر بہت کم - ہزارہا ہر طرف چلے گئے باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے - عمارت سرکاری مین
گنجایش نہ رہا یا مزدوری کی ہوتی - اکثر اہل وثایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوئے صفائی
سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے
سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی -

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین
فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسی طرح مین نہین ٹھہر سکتی غرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی
فوج جمع کر کے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوئے آ گیا اور مقربان نواب نے کہا
آپ نے ایسے وقت بے عذر لنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص جو متوسل سرکار بتاتی
اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے اب یہی حیلہ سازش ان بیبیان کون کیواسطے کرتی
ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری کا ہر امر نیا
اظہار کرونگا جو کچھ مجھپر گزرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین نہ
جاتا جانا دوستی اور خیرخواہی باغیون کی ثابت ہوتی -
اوس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہو
سکین مع عیال جاتا ہون نواب نے سو ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا بعد اسکے معہ حاضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرا سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر دیا پہ برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمہارے گھر مین آگ لگی ہے جلد جا کر خبر لو۔ منشی کہتے ہین کہ جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبرا کر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا
سے لین کمرہ مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلا کر چاہا کہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے [illegible] عورات
جمع ہین مجھسے فرمایا چلو مین نے عرض کیا ۴ ہزار روپیہ محل مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون سے ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلوا کر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جا کر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے لواحقین کو بھی لیتے جاؤ
کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آگے اور کہار منت داروغہ سے
کہا اونھون نے بدرشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمہاری رفاقت مین تباہ و برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبرا کر موسی باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوے آخر وہان سے کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر سے گذر ہوا نواب کی ہیئت کذائی دیکھکر کہنے لگے یہ
کون ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑ کر رفیق الدولہ کی سبیل کے
بند دروازہ سے جا کر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کر اونکا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ نہ نکلی
اور پھینکدیا اسی مین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا وا دیہ تو ہمارے بھاگے نواب ہین

پکڑکر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انھین فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار
کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی پٹی پہ بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ سے لیتے آئے
لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی دو
فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصاری ہی اب بھی اونسے ہاتھ نہین اٹھاتا جاتا ہے گورے سارے
شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگے گا
نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔
خلاصہ روز جمعہ ۷ شعبان جب کارنیگی صاحب گورے لیکر کوٹھون پر سے ہوکر داخل
درگاہ ہوے شاہ جی بھاگے دو ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑکر
پوچھا کہ اس اثنیر کیا حکم ہوتا ہی کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی بڑھے نواب نے عنایت علی
خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے
خوف سے انکار کیا کہا دیکھیے وہ میرے قاتل آ پہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے
ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس
عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اٹھا کر صاف کرو۔
غرض باوصف چنانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔
جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا
خصوصًا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہاں خیرآباد
عبدالباسط خان کی کوٹھی مین رہ گئی تھی جب سرکاری اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ
غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت
وکفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے
تھے اونپر صلواۃ بھیجی۔
جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا
رسل رسائل کیون موقوف کر دیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اوس سے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اوسنے بہتر نہ عرض کر سکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل فوج ہوا تھا جواب دیا کہ جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جنرل کردیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت فرماتے کہ کسی معرکے مین مین نے پیر میدان ہوکر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب مثل بت اونکے اختیار حکومت مین سکتے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے —

غرض بعد بدبکاری کے انکار پورٹ پنشن معافیہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر رہنے کو ملی کچھہ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین ہر طرح سے برباد ہوے وکالت حسین آباد جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھہ شنوائی نہوئی تولیت امام باڑہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر ہوائی

قطعۂ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۴ھ

شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل — صاحب خلق وحیا مصعب فیاض حلیم
چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس — شد قتیل ستم لشکر غدار ولئیم
ماند بے گور وکفن جسم شہر یفش برخاک — شد روان روح لطیفش سوے فردوس نعیم
آرے آری شہدا راز اعنایات خدا — کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم
زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب — پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم
بدل چاک زخم کرد شجاعت تاریخ — شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیر آباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین لٹنے صاحبات محل کا احوال لوٹ وغارت کا سنا دولاکھہ روپے اور زیور مع تحائف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا شاہزادہ مصطفےٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفیٰ علیخان رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ضروری کچھ درست ہوا ہ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سو سے زیادہ پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری بہزار خرابی ملتے تھے ۷ پہرے کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات بارد کے جواب شافی دیے۔ اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج نما زیب فرق مبارک ہوا انکے بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوتی ہے صاحبزادی حسب مناقب ہیں

مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۶ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ کا سرکار مین دعویٰ کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کو اغذ اسناد مع خطوط نواب گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلی گارد مین مقید از راہ حفاظت رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلای معلی ہوے مشہد مقدس مین جا کر انتقال کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور انکے عیال پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۶ سو آپ لیتے تھے چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر کی بامارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین امامباڑہ آغا باقر خان بسبب بد چلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا —

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد وارو نہ میرزا حامد علی ہو چکی سپرد کو امانت حضرت سلطان عالم کلکتہ جا کر پہونچا آگے زیر ظل داماں عم نامدار پرورش پاتے ہین

۱۵۔ ماہ فروری ۱۸۵۹ء مطابق ۱۱۔ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو ماٹ گمری صاحب چیف کمشنر بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرائچ چیف کمشنر لکھنؤ ہوے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بیسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوکے علی قدر حال سبکو انعام ملا
مکان بھی بدلے اونکی املاک کے ملا تلافی مال واموال غارت بھی ہوئی تہا چنانچہ جکیب جوہانس کو
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیان بنوائین کئی
برس تک دوکان خوب چلی جب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوئے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار رہے ہو کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان
اوس مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے
انعام ملے مگر قسمت علو ہمت سرکار سے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوئے - رئیس صاحب نے
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہے اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال کے دوپہر راتکو ہندستانی
لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگاکر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کوبھی خبر نہ کی - رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے بیچے پل چوک سے ہوکر بلا کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدقت ساری
تمام مورچے گذرے دریا پیرکر پار چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر
تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے
پڑگئے اونسے لہو بہنے لگا ہزار خرابی جب لشکر ہی مین اسی حالت سے دوپہر کو جنرل بہادر پہونچے
بڑی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑاکر علامت سعید سے اہل
بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا اگر نہ سکتے یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا
تھا - اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد
کے مقابلے مین زخمی بھی ہوئے پھر نواب گنج سیتاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہکر روانہ
ولایت ہوئے امیدوار عہدہ جلیلہ ہوئے ۵ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین
اکثر ڈپٹی کمشنر ہوئے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکر گذار ہے -

راجہ جے لال سنگہ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بڑیا راجہ غالب جنگ و درشن سنگہ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا تھا اس ہنگامہ فساد میں بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا اور فوج باغی ہر امر میں بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کرتی تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص و عام کو اپنے گھر آنے کا ملا۔ یہ بھی دخیل سرکار ہوئے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہوئے کہتے ہیں میجر بروس صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بہ علت طاسب زمینداری و بکاری کپتان آر صاحب کے قتل میں پھر دھر لیے گئے کئی مہینے تک انشد معتاب میں قید رہے اپنے جینے سے تنگ آ گئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا۔ داروغہ میر واجد علی اور میر جسو کہتے ہیں کہ ہمنے کیفیت انکی مابین خود و خدا سرکار سے کہی واللہ علم۔ بہر صورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۳۔ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہاں ٹیپر یک آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہاں اونکی لاٹ بہت تکلف سے بنوا دی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ ہے حسب دستور سٹی مجسٹریٹ آئے ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ سے پھانسی ڈالی۔ جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہو گیا ڈیڑہ روپیہ کا کفن دیکر وہیں برابر لاٹ کے خاک میں ملا دیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت میں ہو رہیگا۔ استعجاب سکھو یہ ہے کہ سرکار فرمایہ کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا وگرنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیئے فاعتبروا

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائیڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبح کے رونق افروز شہر ہوئے ہزارہا تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے آراستہ تا کہ چار باغ پر استقبال کو گئے۔ ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور ان کے مصاحب سوار بگھی پر آئے سر ہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوئے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی آدھ
بعد ۴ گھنٹے کے کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئیز نمود ہوئین
لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سبزے عربی
گھوڑے پہ سوار ہوئے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہمپہلوی لیڈی صاحبہ کے ہوئے۔
جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا تربیت پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵
رجمٹ پیدل شاہی کا ونبگ۔ پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمٹ پیدل سکھ ۳۵ رجمٹ پیدل
شاہی کا ونبگ اونکے پیچھے کوٹھہ ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ دگوٹے کی تی پگڑی کلغی
لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کماندر انچیف
دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی
صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت
اور قلعہ کے صاحبان مع ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا
ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمٹ شاہی توپین اسپی اور پلون کی ۳۷ رجمٹ شاہی پیدل
دوسرا برگیڈ بٹن رائفل رسالہ متعلق لکھنؤ۔
سڑک پر اہتمام دورباش بر قندازپولیس تھا۔ سواری سڑک جدید مچھی بھون سے
ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل
شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پہ ہاتھ رکھا لوساک منڈی پہنچے
تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی
ہوئی چتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ
کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب
کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے پرابانڈھکر سلام کیا۔ رخصت ہوئے۔ لاٹ صاحب
داخل خیمہ ہوئے پھر توپ سلامی چلی —

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۴ھ چار بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴۲۔ اشخاص معزز اقربا سے شاہی منتخب ہوئے خیمہ عالیشان نصب تھا فرش قالین بچھا اوسکے طول مین کرسیان دو رویہ سبرے برسنہری مسند اور سبز کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو دو اور کرسیان اونکے پیچھے علاقہ دار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی حسب الحکم لباس درباری پر تکلف پہنے پہلے درخیمہ پر جاکر کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلا لیا پھر باہر نکلے بٹدن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو لیجاکر وہین بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجہ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ سیات صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجہ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظما لکھنو دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سب کو ممانعت تھی ورنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا نام فرد شاہزادون سے نکال ڈالا تھا جب اونکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا چاہیے نہ تھا اس واسطے کہ زردار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے بتفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر خلاف مرتب سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسی کے بھی از راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی سلامی باجا ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہوگئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکریٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن
صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادہ سکندر
بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑکر
موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفی علی خان مرزا دارا سطوت محمد علی
مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا
یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل
ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب اوسی طرح پیش آئے ۔
بعد اسکے سمسن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ ۔ داماد فردوس منزل نواسۂ خلد مکان
جنکی خیرخواہی سرکار مین اس ہنگامۂ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہی عظمت الدولہ خوش
حضرت سلطان عالم ۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ معز الدولہ
نظام الدولہ ۔ اقتدار الدولہ ۔ غضنفر الدولہ ۔ جہانداز الدولہ حشمت الدولہ ۔ مرزا ابوتراب خان
محمد تقی خان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا ۔
اسکے بعد درجۂ سوم فاٹ سائیٹ صاحب سکریٹری کمشنر اوٹھے ۔ نواب ممتاز الدولہ
مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت ۔ جلیل الشان ۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان ۔
نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ ۔ محمد زکی علی خان احمد حسین
خان ۔ کلب حسین خان ۔ پسر نواب کلب علی خان ۔ امام علی خان ۔ آفتاب علیخان ۔ امیر الدولہ
علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان
محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس داماد رکن الدولہ
مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر مظفر الدولہ زکی الدولہ پسر احمد الدولہ
صمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر جہانداز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب
اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ
سب پوتے نواسے شاہی درجۂ سوم کے تھے ایک بنگالہ معزین بنگالہ مرشد آباد
سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور خریطہ خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوے تھے اہل دربار کی کرسیان آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اوٹھکر کھڑے
ہوے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب
ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک رابطہ قدیم چلا
آیا ہے بہت تمھاری عزت وتوقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی
خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد وسرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونکے سکرٹر صاحب
نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی کا
کرتے چلے آتے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے
ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی آئین
لاٹ صاحب نے دستہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے
نمبر سوم کو فاٹ سائیٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا
سب رخصت ہوے۔ دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی بانڈ اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل
وثایق صاحبان نیشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب
بیٹے جناب سید العلما ای مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اوتر گئے ایک
بجے سے مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے آکر انتظام واہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور
ہٹا دیا سوارونکو حکم تھی دیا کہ سبکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو
لے گیا ہر ایک دریچے پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بے آدمی صاحب
وثیقہ خوری حواس خمسہ سے ٹکٹ پرا تا اپنے گھروں آئے تھے تنبا تنے پاسکے بعض ندرانہ نہین
کوئی بیٹھنے سے ہوا ٹال گئی اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کبھی دربار مین حاضر نہون پیش اور بابکی
انگ ... گاڑی پر سوار دیا تھا ... چلے جائین سوار ونکے منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چھوٹ چلی آخرکاری سے ادتہ کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سی پھر گئے
مدد کی اشرفی تین سے کم ۹ سی زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھہ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھہ پانچ
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیونکا درہم و برہم ہوگیا مقدم
مؤخر ہوگئے جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افزا ہوے اوسی طرح سلامی توپ و
باجہ ہوتی چیف کمشنر بہادر فرد اسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا - باقی سب کشتیان
خلعت کی فارسٹ سکریٹ صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا -

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی ہر اکھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بہ تکلفات انتظام سے تھی - ۲۹ - اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوے -

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان
بر سبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئیگا - اولاد تیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور ریلی گارد بحفاظت سرکار رہے تھے -

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مشتہر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل نئے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سی گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے معتوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہی بعد اسکے
جناب عالیہ کے پاس پھر دو زن و مرد ماتم شمردہ باجازت جانی پائی جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیو نپر بیٹھی
جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکرگذار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپکے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤ جان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہاں تشریف رکھیں مگر فوج بدمعاش جو نمک حرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہاں رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے رابطہ دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم انکے دشمنوں کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اپنے قلمرو ملک میں نہیں رکھ سکتے۔

ممو خان شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی میان راہ ایک گھاٹی پر ہم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوئے تھے مانع راہ ہو کر فقط ممو خان کو ملوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہاں ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہیں جب حکم آئیگا جانے دیگا غرض بظاہر نظر بند اور بباطن میں مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائی عزت ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھ سے ایسا امر نہیں ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتیں کر رہے تھے کہ جنرل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سمکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت بھیج لڑکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی پہ فوج باغی کی عجیب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے تلنگے رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے۔ ۱۲- جمادی الاول روز شنبہ سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۷ دسمبر سنہ ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیاں بھی

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی بیان کی کہ میر واجد علی میر نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امرا و نسے اونکو دستیاب نہین ہوا العجب الفیات سرکار سے ہے کہ دس لاکھ روپیہ کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ او سکا سے جیلخانہ سے فرح بخش کے کمرہ مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک رو بکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرا فعہ اپیل جارج کیمپل صاحب جو دیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دو برس کا شور دیا جزیرہ منڈمین کو جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے میان راہ جہاز سے اترکر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا کہتے ہین اوسی جزیرے دوکان بسر اوقات کو کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

ذکر احوالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نئے کوٹ مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی باداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپکو فیض آباد یا لکھنو جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف لیجائینگے ہمارے بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھکو رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوا اور یہ تصویر سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہم سے ہوگا آپ باطمینان تمام رہے کسی طرح کا اندیشہ نکیجئے جو لوگ کہ نام آوران لکھنو تھے چلے آئے سوا مرزائی بیگم جنہے مرزا برجیس قدر کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوئے ہین۔ اکثر دو یا کرتے ہین اور دشمنی

اور متیں لکھنو کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے
جنگل مین ۱۱ - آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جاکر خبر کی جنگ بہادر کے
پاس آئے اونسے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیل صاحب کے سپرد کردیا انھون
نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا کہ ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب
لکھنو مین روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ
جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا
تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگ گئے تمھارے بادشاہ
نے ہمین تمام مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کردیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے
جہان تک ہوسکا بچایا اب تمھارے قابو مین آگئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب تعلقدار یہی
سرکار ہوتی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیا کہا طمع نفسانی نے بچایا سرکار بھی یون کیون ملک لیتی
غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار و پیدل
کے پہرے مین مقید ہوکر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور
یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اقربا
بھیجدیجیے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا وہ مع حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا پھانسی سوا رام
جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ
کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے
خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب
سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہو نواب نے کہا اب دیر لگانا
کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھکر ٹوپی اوتارنی
کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے ہے یہ فرماکر چلا کر روئی اوٹھے

سوار ہوکر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثۂ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بناکر قبر پر میلا کیا کروگے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گروادیا اونکے عیال کی بسراوقات کو کچھ سرکار سے مقرر ہوگیا ہے ۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ میں پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون انگریز کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گنگھریالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے ڈیرا اُٹھوا آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اُترنے دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونہون نے جلد بیبیون کو نال دروازہ مین چودھری جگناتھ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورونے مکان نواب محسن الدولہ واقع بینا بازار پاکر گولیان مارنی شروع کین خصوصًا جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین ۔ وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خرد محل نے احتیاطًا بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہوجاے ۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپیے دیکر مع چٹھی بھیجا ۔ راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر سپاہی ملے وہ چٹھی دی وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے ۔

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بہاری پر تکلف اور سادہ لباس کی منگوائین اور

کچھ زیور۔ بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوٹہرا وبجلیان کانون کی اور
جہانگریان دستی لے لین اور دارونغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد پہلی
حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا دارونغہ نے پھاٹک پہ قفل لگا دیا
کہ ہیا وا یورش کرکے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف
گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رک رہے یورش نہ کر سکے دارونغہ کو یہ خیال گذرا
کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔
جب یہان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہانسے دو پلٹن اور کئی صاحبان
اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کرکے لشکر مین جہان بیبیان
تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سبکو اوتارا۔ بہت خاطر داری کی۔
ہزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے دارونغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد
اسکے کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔
تیسرے دن دارونغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے
صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام
ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو دارونغہ نے محلات کیواسطے
عرض کیا کہ جاگیر وتنخواہ نوشہ وغیرہ سب اونکو ملین اور بہر صورت اونکی رعایت کیجاوے
پھر آر صاحب سے فرمایا کہ اونھین ایک چٹھی لکھکر دیدی یعنی تاکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی
شخص فرقۂ سپاہ سے میر واجد علی دارونغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون
اونکو بھی نہ ستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین اوسے
ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات
کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم الدولہ اور محبوب الدولہ مرحوم کا مکان
آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جا کر رہے پہرہ گورہ کردیا۔
بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے
پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم وتکریم کی اور بہت تشفی اونکی کی اور فرمایا تمھاری

اور ملکہ جہان کو تمہارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی تم اپنے پاس رکھو اور شہزادے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی ہو جائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوئے مونٹ گومری صاحب رونق افروز ہوئے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاوے سب اسباب گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاو مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہوگا کسواسطے کہ چٹھی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرا ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور رگھو تحصیلدار مع ایک کمپنی گورہ آئے وارو غہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کر لیا دوسرے دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے لے نکے اسباب پر مہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھے اونپر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا او جو پہلے سے لے چکے تھے اونکے پاس رہا میر واجد علی نے چٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے تشفی کی مگر محلات مین جاکر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کرواکے سب اسباب لیکر نکالدیا سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چٹھی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گوردن کا اوٹھا اسباب پر مہر کرکے توتوا ای مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چٹھی لکھی وہان سے حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چٹھی دیکر معاف کیا ہی یہ واخل لوٹ نہین قمع نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

مفتاح الدولہ محمود علیخان

Miftahoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ء بحالات لو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے
ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بانڈ لیا اس جہت سے زر اصل پر ۶ ہزار با بت
توفیر شرح سے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار
انگریزی سے کسیطرح رجوع نکی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن
کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھ جانے کی کسیکو اجازت نتھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون
سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے تنسے بھی مع عیال مردانہ
دار رہکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو
کچھ علاقہ ملا ہی باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیسقدر کے ساتھ
سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوسے سدھیہ پہاڑ پر کمنڈنگ فوج کے پاس آئے سر ڈپٹی
خیر الدین احمد خان ہوکر ہتھیار ہوا اوٹھا دیکر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھکر
افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی الماس
علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر سپرنٹنڈنٹ
چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب آگئے فرمایا دوسرے کو ہمارے ساتھ چلوا وتم قدیم نمکخوار اپنی
سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بلوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کبھو نکر میرے
لکھنے سے چلی آئینگی تماما آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے سب کو
امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائے
کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکی فراغت حال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہان چاہیے رہیے گا
بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جاے اس عرضی کو اپنے گو ئندے کے ہاتھ جناب عالیہ
کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھ دورہ پر رہے

جب چٹھی چیف کمشنر در جواب مراسلہ فورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی صورت سے لکھنو آنے
کلسان ارم مین کارنیگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملے اونکے واسطے جیلخانہ
تجویز کیا گجراج سنگہ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائینگے پیر نہ
پہنچ جائینگی گھڑی بھر ہین وہان سے رہائی پا جائینگے مفت مین بدنامی ہوگی منتظر حکم
چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑ دو جہان چاہین چلے جائین
عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا اسباب شرک پر پھینکدو
غرض وہان سے افشان وغیرہ فرنگی محل مین اپنے سسبتی بھائی کے مکان مین آئے
بعد اجازت حکام اوچٹھی صفائی کرنیل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوے حضرت سلطان عالم
کو بھی اونسے ملال خاطر اس ہنگامۂ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے
سے ہو گیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین
ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات
اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل از داخلۂ فوج باغی اپنی حفاظت
سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا
جب لکھنو سے صحت الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ و خیرخواہی سے بیچر صاحب
صاحب کو انام بدمعاشان لکھنو لکھوا دیے تھے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین
شامل کر دیا جب بیچر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کی کسیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی۔ فقط
عشرہ عشرہ وہان رہ گیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ مین تم سے کسی طرح ناراض نہین مگر جب
صفائی نہ ملیگی رہنا اپنے پاس نہین دیکھ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید تازہ یاد ہین
چنانچہ واپس پھر لکھنو آئے جب [illegible] کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف
پایا اسی جہت سے انکو پنشن سرکار سے نہ ملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا
کیا بدنامی و نقصان کی نظر سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیرخواہی سے نہین
ہر چند انھون نے سب طرح سے عرض کیا مگر بدستور تا سر حکام سے نہ گیا خلاصہ
سرکار دیش سے پینا کا کام ۔۔۔

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوئے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان میں انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر منضم کتاب کی ہے یہ بھی زیب انتخاب نہیں دو ہی

تا ورود دو الجلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش مسند عزت و شوکت

و عظمت با بہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و محفوظ زمان دارد

بعد بر ضمیر منیر منجلی نظیر مخفی و محتجب نماند مخلص دو یزنیہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ

صفات انشا نمودہ برای ملاحظہ عالی ارسال میدارد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمہیں فرمان روائے ہند و ہندوستان منتظم ہو

وزیر صاحب تدبیر و باتوقیر و باہمت — قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش ناظم — مجھے جنرل بہادر صاحب سیف و قلم ہو

نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپ و شمشیر سے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو

ارسطوئے کسریٰ عدل رستم تن فریدون فر — بہادر اور جری ہو اور پھر مکرم ہو

سمن بر موسیٰ قد ہو وزیر ملک عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو

کہ میدان میں ادنیٰ ہیرا ل کو نہ پشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو بیستم ہو وہ بیدم ہو

جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسیٰ نفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال و مہر و ماہ و کوکب و خورشید و مہتاب — قمر قدر و مہ قدر و ضیا شمس عالم ہو

سپہر رفعت و اوج سماء و نور ہندوستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و مدبر عالم ہو

مہر یار ای ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سلیمان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفر یاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر میں تھا مدح خوان تسکو کیا — ندا ای ہاتف غیبی سنی تو آن نخستم

در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان وسمین کہ پریان پر کشادہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلع خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الا اے کلک لکھنے مین تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہین کم ہو — جو چارون بھٹیان اوسکی بہین تو ابر تک نم ہو
فلک کوہ و شکوہ گنبد اخضر سپہر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کا پیچ و خم ہو
وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسی ہے — مقابل ہین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری منیر ہین — ویا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہی کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھ سے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہردم ہو
جو مارو کچھ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ — ہمارے حق مین عیسی ہو نہین اونسے کچھ کم ہو
زن و وزن و اسباب و ریاست مال و زر و دولت — نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسوقت مین کی کیون نہ حاتم ہو — مرا ہر ہر موہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹی چھوٹی بچی ننھی جانین بچ گئین بیشک — یہی ہی آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہی میری رہائی بخیطا ہو نہین — الہی تیر اسکا مہر و مہ پر بھی مقدم ہو
دلے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہردم — دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہی حکم و حکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکۂ انگلینڈ ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی و بہجت و شادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر عذر فرمایا کہ یہ دریوزہ گدائی ہے اس قصہ رتو ہین نہ ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے بیجر ہربرٹ اورکرنل کو نیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل مین جاکر مہر لے آئیں جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہو حوالی کی جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین دینا مل بھیجدو چنانچہ دو لاکھ روپے طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد مین لٹنا معلوم ہوچکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ سے تحائف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامۂ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ بہیں لکھنؤ کی سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمانۂ شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب اختیار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوے سب سے بدعا خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ لکھا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بوقت وصول وضع کیا جاے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

١٣- شوال شب چہارشنبہ ١٢٧٢ھ مطابق ١٨- جون ١٨٥٦ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ شاہی سوار ہوا- ١٤- روز چہارشنبہ ١٩- جون وقت ٧ بجے گارڈن ریچ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جا کر ارکانی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت
جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ ہیجان
آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا
بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد ہو مگر یہ امور واقفیت اور
اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سانحہ
روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کاہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ
کے دریاے گومتی مین سوار بجلوست ہوتی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط دیکھین واعجباہ۔
غرض وہ شب اوسی اضطراب وکرب مین گذری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے
داخل آب سیاہ ہوا کہ سوا سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۸۔ شوال روز یکشنبہ بعد
دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے
دگرگون ہو چلا تھا کہ قسم عزیمت فرمائین کس واسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی
فہمایش سے چار و ناچار مآل کار سمجھکر راضی برضاے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین
تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر واطفاے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر
کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو
تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین
مین رہا چوتھے دن ۹ بجے جہاز آیا ۵ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا۔ ۲ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا
اتفاقاً منشاے خاکروب قافلۂ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورنر نے فوراً رسیان جہاز
سے پھینکدین جہاز کو جنبش کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سپاہی سر کے بال
نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل بادصرصر لیکر پہونچے
ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا
سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہوکر
ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گورون کو خواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ کشنبہ کو بعد ۸ بجے سویز پہونچے۔

جب چھوٹے دودی پر قافلہ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس کپتان برنڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے تہ پایا۔ ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔

سوئز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرائے مین جاکر اترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرائے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۲ کوس ہے ۱۹ ذیقعدہ یوم چارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر مین رہی مقام شہر کہ مشہور حسینؑ یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوئے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین مجلس عزا کی۔ ایک جگہ اکادن روپے دوسری جگہ پچیس روپے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر دہم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کرکے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانہ کعبہ سے پشت کرے اور منہ سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہر حال جناب عالیہ اور جنرل صاحب سے عرض کیا مجھی رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگو دو سو روپے زاد راہ عنایت ہوے سویز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پاتے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈو
بگئی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوئے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک قطرہ
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا اگرچہ یہی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
ان کے کوٹ گئے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے شرف ملاقات خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایکدن امام باڑہ نواب حسین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوئے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —

غرض قافلہ شاہی نے مصر مین ۵ مقام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون کی ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن جہان
کے خدشہ تو بات ہی نا مناسب وقت سمجھا نا بلکہ زبان سے پالیوز کو کچھ خدشہ گذرا تھا رفع کیا گیا۔

۲۹ - ذیقعدہ وہان سے منجھے ریل پر سوار ہو کے شام کو سکندریہ مین پہونچے یہ مسافت
چھبیس کوس کی ہے سوقت خدا بخش تاجر کا روانسر مین اترے ۴ - ذیحجہ چہارشنبہ بعد دو پہر دو بجے کلاڈلسر
سے چلے ہم نیکی جہاز انڈس پر سوار ہوئے اوسی دن جہات علیخان سیر اولاد علی ہرمزجی پارسی
وغیرہ مع مسافر خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوئے ۷ - ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر
کیا تھوڑی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید کے تھی لیکن اس شہر مین ہر شئے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران ہے بہت زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۲ ذیحجہ
سنہ ۱۲۷۲ھ روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑ دن کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا کچھ کھو دے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شئے
گران تر پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا باری فضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونون بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن
واقع ہین اس شہر مین تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۲۷ کوس کا فاصلہ لندن
سے راہ خشکی کی ریل پر ۳ گھنٹے مین لندن پہونچتے ہین -
منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ
مین بھی ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مؤلف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمہارے قوی بہت ضعیف ہین صدمات جہاز راہ دور دراز
نہ اوٹھا سکوگے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیج دو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل
مشقت ہو جائیگا خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ ماہوار کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا
کہ مرض اسہال ہو گیا ہے امید حیات منقطع ہو چکی ہے آخر ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ اگست
مقام جبرالٹر مین جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر
غریق رحمت کر دیا جنرل صاحب کو افسوس دلی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا
خطاب دیا کچھ دنون ملازمین جدید رہا گو اور صاحبان محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکی اختیار
مین رہی اب کلکتہ مین حاضر حضور ہین -

داخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن مین اخبار لندن میل ۲۶ اگست سنہ الیہ
۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے از روی خطوط لندن جو
مسیح الدین خان اپنے عم نامدار محمد خلیل الدین خان کو بھیجتے تھے بندیکو وہ
خطوط دکھا دیتے تھے سمجھی نہین لکھا اور خود مسیح الدین خان نے
کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال بتصریح تمام ہے،

اخبار مین لکھا ہے کہ جہاز مین جہان جناب عالیہ و عورات پردہ نشین تھین سب طرف سے
بند تھا کہ شخص نا محرم نہ پا سکے وہین مرثیہ گانیکی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے اوسوقت جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس او جھکر سطح جہاز پر گر پڑین۔ صاحبون نے چاہا کہ خود جھکر اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہ ازدحام ایک عورات کی اعانت کرین لیکن بہ سبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہ ازدحام اپنے عورات کی اعانت سے خاص کمرے میں داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان دفتر مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھی جب جہاز سے صندوق بار لنا رے اترے برمٹ پر گودام مین رکھی گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط سے اوتارا محصول پرمٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپسمین غل مچاتی تھی اس عرصے مین بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین سوار ہوکر آتین گاریون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت عمدہ چار گھوڑہ کی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوے کنارہ دریا سے جہان گاڑیان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت صف بستہ قاعدے سے کھڑے ہوئے جب سابان جادس سواری ہو چکا قنات پردہ کھنچی جس سے فقط عکس و صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا او نکے پانون مین جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھی خوب چمکتے تھی جب گاڑیون پر سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ دونون بیبیان مقرب خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہو چکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونو طرف پردہ کھینچ بوجہ سواری نمودار ہوا رسیون سے باندھ کشتی پر اتارا نیلے رنگ کا مغرق بوچہ کا پردہ تھا سرخ پر اچھا تہ مغرق پہلوی بوچہ مین تھا اوسمین وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم نہ پڑی تھی چوبدار عصا نقرہ وطلا ارکان دولت با داب شایستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئی خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند سر گرم اہتمام تھے اسکو گاڑی کے پاس آ دیتی تھی پھر اوسیطرح گرد گاڑی کی پردہ کھنچا جسمین وہ ہما اوج اقبال نہرت مرجع

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلّا کر لفظ ہرّا کہا
جسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کو ج بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت
آتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا اندر و صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور جلالی نے
ہاتھہ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایئے بعد اسکے مسافت راہ طے کرکے رائیل پارک ہوٹل
یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسراے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا
سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سرائے خرابہ ہندوستان۔
اسکے بعد اندرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو
گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی
پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشیر دبیٹھے جنرل صاحب
تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریبًا ۵ فیٹ ۱۶۔ انچہ کا تن لاغر
۱۸ برس سے زیادہ سن شباب مین معلوم ہوتا تھا۔ گندم گون۔ روشن چشم۔ صاحب ذہن و
ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ
جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرّا کہا
مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق
دستور ہند ہاتھہ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہو۔ راہ مین خواص مگس ران تھے یہان بھی
اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب نے دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے
سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے
کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا۔ الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے۔

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس۔ مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون
کہ یہ حضرات تمہارے بہت ممنون و مشکور ہے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت کی
تمنے ہرّا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

کو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمھارے وفور تاسف وحیرت کا ہوگا پس ایہا الناس اپنے
دل مین تصور کرو کہ سن شریف جناب عالیہ معظمہ تقریباً ۶۰ برس کا ہی اپنی ولایت مین کمال عیش
وعشرت سے رہی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے
آشنا نہین ہوے تھے کیطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کرکے
مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان
عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا
ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف و
تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے
ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہی اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت قبضہ دہائی دیکر شریک اس امر خاص کے
ہوے ہین تمسے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور بڑی بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا پس مین
مدعی تحقیقات وانصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہاے دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز
بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد ودوستی ووثوق ملکھیتی چلا آیا ہی اب اوسے
سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجودا سکے کہ لارڈ ڈلہوزی
بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے
ہمیشہ صادق الوداد رہا ہی پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار
کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے
مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس تبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستین ہندوستان
کی مستعد وآمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہوچکی تھین اوسوقت دارو گیر مین شاہ اودھ نے
اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مخصوص اسیوقت
نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہی سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کرکے اعانت
وامداد سرکار کمپنی کی کی ہی اور یہ مصارف ہزار ہا روپیہ کا نتھا بلکہ کرورون کا ہوا ہی چنانچہ اب تک سرکار کمپنی
دو کرور پچاس لاکھ روپے سرکار اودھ کی قرضدار ہی پس مقام انصاف ہی کہ بدلا ایسی سلوک خصوصیات کی تخت سلطنت

اپنے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایا سے ملک اودھ سالہا سے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی
مین تھی اُنکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے۔ ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی
کرے اور تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اُسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے
سب نے باتفاق جواب دیا نہین ۔
بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور اسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا جیا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
یہ خاندان عالیشان تمسے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے
ساتھ ۳ مرتبہ ہرا کہو خلاصہ سبھون نے ہرا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگ سکھوا اور نیپال لارڈ ماٹرا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرا کہنا صادق آتا ۔
میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر اُنکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن مین
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سر اسکے زینۂ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالاخانہ کی راہ اور تمین کمرون کے دروازون سے تھی جناب
رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے از انجا کہ اور ایسی پردہ داری

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے توبھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور تھلیلیان دن رات
بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات مخدرات باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت
گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین
خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین مغززین رہتے تھے نوکر چاکر دن بھر بازارون مین پھرتے
تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲ - اگست مطابق ۲۱ - ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین
ہین اور بیگم شاہزادون وجناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا
لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور
بعد ۳ بجے ڈنکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت
کے سامنے سبت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا
کہ کوئی اندر داخل نہون چوبدار عصائے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوئے برنڈن صاحب راجرس
صاحب مترجم حاضر ہوئے اور سوا امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانے پہ ہوا کسواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور بلا زینہ زینے پر کھڑے ہوئے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے
جب ۳ بجے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے
کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلا سے منرق سرخ رنگ کا جنرل
صاحب کا آبی زرپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی منرق پہ تکلف زیب کمر تھی خواجہ
سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال
تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل
بیٹھے اور صاحب کرسیون پر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی پارک ڈوائے کونٹ رسٹن
ڈہرل اس گفت سرجارج میل۔ سرجارج جنرل پالک آمرا کے لکھنؤ جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھی
اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب ۲ جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھہ کھڑے ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۴ بجے ۳۰ منٹ اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین مرندن صاحب کی بی بی اور ایک میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ڈنگل پر بیٹھین ۸ - اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش ڈو جھلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہ تھین اور حسین صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے فرمایا افسوس ہے کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کر سکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اسوقت مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ماکے پہلو مین بیٹھے - تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے - شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؎ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور و انصاف کیجیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس ہے کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا،

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۲۸ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی - اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے نپایا جب سر سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاڑی درجہ اول ۲ - درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰ - آدمی ساتھ تھے پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وائٹ صاحب مہتمم سفر کو دیا جو داخل ہارلی ہوس شارع عام جدید مقام قیام ڈیوک ہر تسوک ہے ۵ ہزار روپیہ کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفردہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ دس ہزار سالانہ کا تھا نہ لیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا سعید جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے پس فی اعلاء شہر ۳۱ اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر کی
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام با احتشام گذر جاتا ہے تھا کہ
شہر خاص پایہ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے ہیجہ ہر دکی توضیح و
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایائے خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہین
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہو
ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرہ محرم جناب عالیہ او
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر مین ٹھیرین قدومی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے
پاس ہین بہر حال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی نے
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو او
جوابکا انتظار کیجیے غرض اسے اختلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال نے بیان سے پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد تیرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سویز کو جا لگا
پانچ شخص لندن کی بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی مجتہد شاہیر لکھنؤ جنہون نے اپنا
خطاب قرۃ ندعلیخان لوگون کے رفع اشتباہ اور دفع مغالطۂ خاص کے واسطے مشہور کیا تھا او دوسرے

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناظر کے
چھاپہ چوتھے شیخ علی امجد مردشن جہاندیدہ خواصہ سراؤن کی تجویز ہی پانچوین ہر غرجی پارسی بادشاہ نے
رفع خدشۂ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو
جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص منجملہ ولایت کو جاتے
اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب
واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جا کر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میاں جرأت
سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا میاں تو یہان ہین یعنی جہاں ہم ہین منشی جی کی
دم کہا ہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کیا تھا اور میر صاحب
سے بہت سمجھا چکے تھے کہ از براے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بنا بنایا بگڑ جائیگا
خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوے
میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ
موڑا سویز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان
جرأت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہو سکے —

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوسے روپیہ کرایہ کا گھر
لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو و عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے
مقتضاے شرافت و ایمان یہ ہے کہ بدل و جان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب
حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے بنا و اسیر واسطے کوئی صورت الزام بدنامی ہی پیدا ہو لہذا ایسی صحبت
سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ
اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن پس اگر چندروز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا
خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اسی عرصہ مین پھر شروع فسادات ہی حد
جہدی ایک روکی سید عبد المتین بھی کنارہ ہے اسکے پیشتر یہی داخل صاحبان کونسل ہوتے تھے بلکہ وہ
ہی تھی بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوے جانیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبکے بدلے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکی حال ہی بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب نے

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کے پہونچنے
لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف
ہونے لگے خلاصہ یہ ہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب از بسکہ جناب عالیہ کی اطاعت
حد سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ فرماتے تھے آخر کار شرح حالات
عرضیحال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف
مشیران قدیم و جدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوئے
تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے متعدیات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کسواسطے کہ
اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان
کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار
اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور کابینٹ کے لا ہدایت کو بھی لکھا۔ مرزا ولیعہد بہادر
نے ہمراہ یا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہیر فرجی پارسی کلکتہ پھر آئے۔

فرمان و حکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان و
حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و
بد انتظامی سلطنت بہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد پر تکلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ
اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت
ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب بر طبق احوال مظنون صاحبان
رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی و خرابی مال و اسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و
بندگیان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے سروسامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ
مین رہنا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیو بک جسے
صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب بتوضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمھارے ساکت وخاموش بیٹھنے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہذا جو تصریح لکھا ہی بجا لائین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونھین جلد روانہ کلکتہ کر دیا بدولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہی اور مرزا ولیعہد بجا سے تمھارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین اور غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہی جواب کتاب بلیو بک بصراحت وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہی چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیاناً کسی مقدمۂ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہوا وسے حضور اقدس پہ محول رکھنا یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ کو بھیجی ہی وزیر اعظم کے واسطہ سے گذراننا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی واردو کمال متدین اوسکے مین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور ہم لاکھ روپیے جو آگے بھیجے ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار بدولت مین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سی باعث استعجاب خاطر اقدس ہی لازم ہی کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بقواعد منضبط بکمال دیانت وامانت خیرخواہی وتکملالی ہی بجا لاکر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ دل مین نکرو

تم سے بہر حال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نورالدین احمد کو بتاکید وترتیب کو اخذ ات اور
منتظم ہونے کا روبار سرکار مین فقط - ۱۲ - ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا -
بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بادولت اقبال
نے بسبب علالت مزاج سفر دریائے شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ
جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بجماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے
لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارکین سلطنت
باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا -
نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقربائے
حضرت ویس دالا دو مان سے متعلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما شریف حکام سلطنت
ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی -
کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ مانعی
سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا -
جبدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہو جو مقتضائے تدابیر امکان بشری
تھا عرق ریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہر حال تقدیر سے مجبور
ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہوا خواہان روابط ظاہری
اور تعارف کا را آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور
نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد
رہائی قلعہ سرمنتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم ٹہرا ہے بے اجازت سے کا کہین
جا بھی نہین سکتے یہی صورت مخالف جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سب طرح
کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبہ عبودیت مرضی اقدس کے بالاتر نہین ہو
اس جہت سے مضطر ہوکنارہ کش ہو منشی صفدر کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوئے
در آخر کار نواب ذوالفقار الدولہ وغیرہ کی سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لکھ دیا ہوری بے راضی ہو

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کھلا ہیچ ہے ع ۔ امور مملکت خویش خسروان دانند مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو ۔

حضور عالم نے آقا حسن خان خدیدالاسلام بھی سوہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو سفر رین فیض معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہوار انکا پنشن سرکاری پاتی ہیں لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوئی ۔

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بامید منصب سفارت شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت نجانا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیرباری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب ۔

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سنیدحسین میر معلوب شاہی کو بگھی سے اپنی کاری میں سوار ہوکر جاتے تھے کہ داخل دردولت ہوں دربان نے منع کیا کہ آپ کسواسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی آخر بددماغ ہوکر پھر گئے حضور عالم سے رخصت کا نہو چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وضعداری کا کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیربار ہوئے ۔

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ پیسے بطور خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ میں بھیجی چنانچہ انکی معرفت کشمیر و تحف طلائی قیمت مناسب نسبت اوروں کے ہزار دو سو روپیہ اونکو بھی تکلیف خرچ بھگر دیئے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کا کلکتہ پھر زاد راہ سفر دیگر روانہ کلکتہ ہوئے جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آگئے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس ہی رہے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اپنے گھر مین مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات جانے کو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا —

پھر عہدۂ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کمبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چندروز تا مور رہے ایکدن صاحب سکرٹرا عظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گذرا معزول ہوے اونکو لود صاحب کمشنر آلہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمین رہوا سے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے متمنی نہونا خراب جاؤگے انکو طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے انکی مفارقت اپسے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا اونکو اجازت گورنمنٹ سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اوروں سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہوتا تھا جو ہوا جیسا چاہیئے پھر نہ تھا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا جبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع شقۂ خاص جناب موصوفہ کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوکے خلوت مین عرضحال ولایت مشروحًا بیان کیا جو تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کہا کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے —

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چھتر منزل وغیرہ تحریر ہوا تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے ۶ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست پھر بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ مین تمہاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر منظور تھی اوسکا جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ راہ بے تکلفی نے ہوا اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بہ علت مکانات دیے گئے اب قبضہ سرکار مین ہین۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک استیاق ملاقات کا معلوم کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ کنند مقدمات خاص کا بے مداخلت و شارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ منظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح نمانا اسمین گفتگوی ی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی اونکی بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے اور اسکے سوا اپنی مانکا دیدار آخری منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھہ مرحمت بھی ہوا آخرا نے فتحا کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کر کے میرا آنا نہوگا۔ یہان اونکی مان حسرت دیدار مین مر گئین اور بیٹی بھی بعد شادی کر مر گئی خلاصہ جس ملازم خاص نے درخواست لکنو کے آنے کی کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ تشفاء الدولہ مصاحب خاص بہ علالت مزاج رخصت ہو کر لکنو آئی پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ خیبہ حسینخان باجازت لکنو آئے تھے پھر نہ جا سکے بجیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائی ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہوا۔

اخبار لندن میل ہی

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سڈنہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی مع خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشا ے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے -

اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پرستان کارستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ محض ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید ہے نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ؎

تراد یدہ و یوسف راشنیدہ ۔۔۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ بالعمد کارزر دوزی تھا جنرل صاحب کو از راہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی بر ند ٹ صاحب کیواسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنو پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہان تماشاے ارضی وسماوی دونون دیکھکر مراجعت فرمائی
مدت طول خلاف زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کو ہوتی جناب ملکہ معظمہ انگلستان کو تشریف فرمائی ہو
تھین میان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق
الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررۂ ۱۱ ربیع الثانی مفصل
مطلب پہونچا حریف ستمگر گوشہ کمین مین جا کر بیٹھے اختیار کلی جنرل صاحب ومولوی صاحب ومیجر برڈ صاحب
کو ہوا اب انکا کارار ومشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہیے
کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر ومافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کسواسطے کہ بعد انفصال بھی
انھین کے تحت حکومت واختیار مین رہیگا بظاہر راہ آشتی وصورت آشتی باقی رہیگی
چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و
پاسداری سے متوجہ حال ہوے انھین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز
کے ہوے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیمابین سرکارین عالیتین مدت ممتد سے نقش کالحجر
تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش بر آب معلوم ہوتا ہے جو بنظر
عالم باعث تحیر واستعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق ماضیہ سے
ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل
سے تعمیل اسکی ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت بیکسی وبیسر و سامانی مین مع عیال خاص
اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلا وطن اختیار
کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان
کورٹ آف ڈائرکٹرس اورانھونے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے
اب یہ حیطہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب سے یہ ہوا کہ جو لوازمات
التعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ وقرب منزلت اس خاندان عالیشان
کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہوے وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار دولتمدار نہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ
مقابل کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایکا در ہزار کے بھی نہ ٹھہریگی پس ایسے آلام ومصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرماتین اور
جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قایم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے
ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرضحال ضرور ہوا کہ آیا مدت
دراز سے اس سرکار شاہی خلاف عہد نامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث
انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرائے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے
عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتمام
مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ
سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا
ہی اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھہ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل
ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمالیون بطریق قرض موئمہ قبول فرمایا ہی
غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد
مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی
شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین
متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا
دستور بھی یہی ہی پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت واحترام
سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت
خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلو بک جنرل
سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی۔ یہان
تجرب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہی
مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

وسماجت سے عرض کیا منظور خاطر ہوا آخر بناچار ہی عرض کی کہ اب بناے مقدسہ ہاتھ سے
جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب میری برباد ہوتی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف
سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہو جائیگا
اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جنرل صاحب
نے فرمایا مبادا بحقیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام ہو تو موجب ہماری شکستہ
دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ
بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کروا دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف
نے چٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض
کیا جائیگا - ۲۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس
تمام ہیری ہوس سے سوار ہو کے ۵ گاڑیان اور تھین پہلی مین مولوی مسیح الدین خان بیجہ برڈ صاحب
سوار ہوکر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی —

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈپارٹمنٹ
انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب اپرڈ پرایوٹ سکرٹری چیرمین کمرۂ دربار مین
لے گئے جنرل سکیس چیرمین دربار راڈی منگلس ام پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری
رالنسن - کرنل الفیٹ شیب برڈ صاحب - کپتان الشٹوک یرنسب صاحب الیٹ میگناٹن
صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے
بغلگیر ہوئے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھتے تھے مشایعت کرکے
بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
زمان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز سے از راہ
ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال اسکے بعد داخل
کمرۂ لطامعتہ ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ بکمال حسن
تکلف سے آراستہ تھی باتھہ صاحب فصحاے لندن و سر جیمس میلول سکرٹری کورٹ آف دائرکٹرس
رکنس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بخاطر بیتر بانون کے کمال احتیاط سے میل فرماتے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوے

۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر رفرڈ رائے کلے کی ملاقات کو بگاڑی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنریبل بی ل ٹرگش صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹش السیٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا ۔

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہنچی سب صاحب نے باہر اکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی و زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ لعلون اور آئینہ و میز کرسی و نگل - کوینج طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے ۔

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی مین بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز ہنین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوکے پھر معانقہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز او مصیبت راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ و تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائب روزگار جو اقالیم ہند مین کبھی نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین قسم اقسام کھانے میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار دیوان صاحب

تکلیف وہ حاضری کے سبب ہوا انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص تھا بوقت مرتبی مبارک شاہزادہ بیٹھ
پہنچی۔ چیر مین دیسی طرح وہ دونوں شاہزادوں کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ ہو کیا بادشاہ صاحب
مین بیٹھوبہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہے کہ شاید ناگوار شاہزادوں کے ہو اور ہمنے دی
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر کے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگوے معاملہ بلا واسطہ غرض رفع
خاطر کرکے یہ اپنے طور پر گنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
منحصر کیجیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بہ طبیعت دلیعہی مشغول خورش
میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے تھوڑا کھانا بطوع
نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوی انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت وخاموش رہے جواب شافی ندیا بلکہ اوسکے خلاف شکر کرنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز وتند ہوگئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف ادب ومنزلت دگر نہ انصاف شرط
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمایئے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم جب ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہون اسصورت مین البتہ احتیاج ثالث
کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول پارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادہ
قرمان وشادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۱۲ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسرے شاہزادوں کے ہوے لوازمۂ
مہمانی وخاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا۔ ہرچند کہ بی سر وسامانی وغریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی سب خوش خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب ومختار شاہی اور شاہزادے رونق
افروز ہوے کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایکسو کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انہین سے کئی ہم
بھی ثابت وتحقیق ہین لہذا ہم لاکھ روپیہ سالانہ نذرات بادشاہ کو اور عمل ۵ کروسی ور لکھنؤ بطور

باگیرہ ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکا ارشاد کو کچھ سند اور نیز المینان موکلون کے واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی سنے اوسے پارلیمنٹ مین بھیجدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے ہے الحمدللہ کہ ہمارے موکلون کی سب بےقصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی ۲۱ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکرون نے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہے۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل چاہ کندہ را چاہ درپیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی روبراہ ہوئے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے آشنائی کرکے کالکتہ آسنے حاضر حضور دستور معظم ہوئے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ مین ہین اون کے دوسو نجھے سفر لندن سے اسمنے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر بہ نسبت لکھنؤ کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ زبان حکام حقائین البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ دالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج مین ابتک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر سمسن صاحب اونکے معالج ہین اولی بیٹیان رہتا ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمۂ پارلیمنٹ مین دشوار ہے جب تک کہ صحت کلی ہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر سے یہ صورت ہوئی۔ دعاے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا مگر بحوست تقدیر رہا یا اوسکے پہلے مقدمۂ جنگ چین اور ہند فساد بندر بوشہر ایران درپیش ہوا بعد قیل و قال تاریخ کلی میان صاحبان ہوس آف کامنس

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و موکلان و اکثر ممبران نے اسکے کئی وجوہ اچھا جانا باقی تمامی رعایا غیر متحمل و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت و رعایا ملکر اس اجماع کو موقوف کرکے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ہے برس یا دہ برس مین حکم شاہی سے آمنا ہوسکے وقت کا مہر موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب خارج جچھین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیک نامی و عدم زیر باری سرکار سمجھتی تھی - اول لڑائی چین ہندہ بقا تھی کسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کرور کی بھری رہا جاتی وہان آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجا کر بیچتے ہین - دوسرے جنگ ایران سوا اسکے کہ کئی برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرلین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کیے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نقض قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہوئے غالب ہے کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ خاص اودھ مین کیا پہنچتی ہے آئندہ مین درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال - شورے اخاص و عام بہت خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو بہر صورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

شہر شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوئے بہت سے وسوسے اور خیالات بد ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطور تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوئے اور یہ بھی متواتر سنا گیا کہ گورنمنٹ نے بدظنہ ہوکر بلحاظ احتیاط پلٹن متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیے سپاہی فقط گذر کی

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین
اور جتنے جہاز ولایتی باہر دور دراز کے لنگرگاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جاسکتے ہین
سوا جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفاے کلی عطا فرمائی
انھین ایام عذر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان وغیرہ
اوسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گزرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلۂ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر و فساد کا
جشن شادی کیا ہے سب سنے خواب غفلت مین بیہوش و بےخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوے جن سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی بھی جو عمل مین
آئی چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنو سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحاً گیلاکاچیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا اسقدر دور جانا اچھا نہین مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکلجانے کا ہو دوسرے قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چندروز کیواسطے نظربند ہو جاوین پس مناسب اور صفاے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان پر افروختہ
ہورہا ہے ایسا نہو کسیصورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چندے
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمی نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنو کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ راے کو اوسکے زر منافع لینے کو بنک
مین بھیجا کہ بھی ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنو جاکر تقسیم تنخواہ
بدخواہان سرکار کرینگی۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوا

تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے ستہ باب کی تدبیرین یا او سیطرح غافل بیٹھے رہین خیال کیجیا
بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لا کر دی مگر بادشاہ نے تاکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک و فساد میرے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہو کر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔
غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ع پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نماز گزار متوجہ و مشغول نماز اور اد صبحگاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے بستر آرامگاہ پہ ہو رہے تھی کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ہم سو بندوقدار نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲ توپین ہر ہر
پھاٹک پر اور چار چار اور دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پہ روشن ۔ میجر ہیر
صاحب لون میجر کوینا صاحب قلعدار نے تکلف بیاکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پہ مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلا لو میجر صاحب بہ کمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خیر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری
حفاظت مین رہے تو بہتر ہے فرمایا مجھہ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے
یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید یہ دل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد مقصود کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا ہے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ پھوپھا
بادشاہ کے مسلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع
کیا تیک ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے لٹکتا ہو یادیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار مین ہے اور مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری مین ہو لیے قلعے کے مکان مجوزہ مین
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گوروں نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مردصفت نے جواب بہت
سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مار دو مین
ہرگز یہان سے نہ سرکون گی غرض دیرانہ بادشاہ کے پاس چلی گئی انیس الدولہ بھی افتان و خیزان پہونچی
اس دن بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل خدمت
حضور عالم نماز فریضہ پڑھ کر پوشاک بدل باہر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علی خان
مفتی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جانے پر سوار ہوئے میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین گفت و
گو کرتے ہم تمکو جو اس احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رفتہ رفتہ
سمجھکر حالت سکرات مین رہے ۲۱ سو آدمی مجموع اوس وقت احاطہ کوٹھی مین تھے سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
مین شمار کر کے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبریٰ
ہوتی شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاندنگے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے ہو کے پیاسے افتان و
خیزان لکھنؤ پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کٹائے گئے قید ہوئے ہر ایک کیواسطے

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین تھی کہ دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی محل
باہر سے نہ آنے پاوے اور جایزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف آکر لنگر کرتا
تمام شب رہتا تھا بہتون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے —

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل عام زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑے
تھے خلاصہ یہ کہ پہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ حضور
کو آپ نے طعام نہ دیا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
دو خاصہ نوشجان نہ فرمایا خوان پھر آئے۔ مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذرے
ہین حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین —

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہر کا گورہ رکھتا
تھا جتنے سزا ضروری ہین سب کے سامنے کردا اسوقت مین جب سیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور رضا صاحب
تلونے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے انسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو سچ کہو
ورنہ تمھارے واسطے سخت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکا کر سنگین بندوق و
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض حاشا مجھی مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی دی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر بہادر لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے ہنوز عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا اپ بحکومت آنے لگے بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے مفسد تھے اور دو سو سے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض
کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا ہو کہ بادشاہ مفسدوں کو لیجا کر اپنا
سرپرست بنا دین پھر ہمسے کچھ نہ ہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا از راہ
مآل اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا بخیر نہ کیا اور بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی ۔ زبانی اون سے جنھون نے بچشم خود دیکھا تھا
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوئے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحق سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہو کر کوٹھی سوچی محل مین آتے دو تین دن کے بعد مر گئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوئے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے از راہ تعقل کہتے تھے کہ ہمارے
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ سو رہی سی بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوئے بادشاہ
نے اونکا درماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کر دیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ
عذر بارد کر کے کوٹھی قیام مین چلے آتے دیانت الدولہ باتفقت نواب مدار الدولہ کے
کم التفاتی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوئے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوئے جب مر گئے اونکی نعش بریل
ریل لکھنو آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوئے کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوا اونکا
وصی دارب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا ابھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کچھ اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہو کر روانہ مشہد مقدس ہوئی ۔ ہزار روپے او سے ...

ہوئے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقارالدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوئے مرزا کاظم علی سوارون مین نوکر تھے اتفاقاً
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دواسار کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر گرم تھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر تجدید آشنائی دلی سے کمر ہمت باندھا اور تنگ اپنا زمانہ دیکھا
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوئے انجام کا خدا اونکے اس ارادہ
صادق مین برکت دے طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوئے بشیر الدولہ سب سے پہلے مر چکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید
ہے بہانے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوئے تھے
اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلی بسبب خلاف آب و ہوا و ترددات صبح و مسا
زیادہ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ خیار کدہ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو
تسکین کیا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو نواب
مسیح صاحب نے بنایا چنانچہ مدفوعات ۶ لاکھ لیے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنو کو مع تحائف
بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوۂ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جسطرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہرکس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیۂ
عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین ـ

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوئے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلے روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا ـ

احسن الدولہ خواجہ سرا جس وقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوئے تھے یہ بھی
عوارض عارضی سے قافلہ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلے
ہوئے وہین اب تک موجود ہین اللہ دفعہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک نہ ہوئے امر خیر کا منوا اور نواب مجاہد الدولہ
کے قید سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور
حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو ۲۰ ہزار روپے انعام مرحمت ہوے تھے
مگر اونھون نے نہ لیے موقوف پر وقت رکھا بادشاہ نے اسے انتہا تا ہر ایک کی مرضی پر رکھا
مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا
یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلطایف الحیل ہے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان
انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تاز رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ
نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی
شادی کرنے لکھنؤ آئے بعد الفراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ و درگاہ گانون وغیرہ
لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمۂ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشاے
قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سچی کی ناؤ پہاڑ پر چڑھتی ہے اسکی حبیب الله کان
فاسقا حبیب پردگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشد آباد
مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان
ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلاے پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا
سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جسکے باعث ساری فوج
نے بغاوت پر کمر باندھی۔ جواب باہو بک جنرل سلیمن صاحب کا خواہین نے لکھا غرض اسی
حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب الله پیدا ہوا کہ تم جلد
ریل پر سوار ہوکر چندن نگر فراس جو انکی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت
گرفتاری پیدا نہوگی اور پھر تو پیدا نکالنا تلاشی تھانہ وار آیا اوسے کچھ دیکر رفع دفع کردیا خلاصہ
جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہان کے گورنر کے
پاس جا کے سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور بموافق وہان کے
قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا ٹکٹ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کالکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر
کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم پہرے تلنگے گئے تھے وہ بھی تیار ہوا اپنی حد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب
تمہارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین
ہم اوسے گرفتار کرکے لیجاوینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ
رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا دگر لندن ہماری ولایت سے
دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس
آلات بیاض رہانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خانصاحب
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کالکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کالکتہ مین سب کو
نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کالکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند
چو مہربان باشد دوست ؂ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تا ہین حیات
صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خرید اتھا وہ کچھ کم نہ تھا
سرکار نواب مرشدآباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے ۔ رامپور چندروز کیواسطے گئے وہان
کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نا اتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلی
گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا ۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پہ جو جائداد کفی اولاد ازواج پہ
سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سیجان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہتے ہین کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ
مصری باغ ہی سے تشریف لیے چلین مگر وہ صاحب جا حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کا لیکر حسب دستور
ہونگے باقی کوئی اور صاحب سواے عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین سوار ہو کر چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجا کر بہ تکلف کرسیون پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسرائے شاہی کی اور ہر کمرۂ خاص کی کس زبان سے بیان کیجائے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا اور غلبہ شوق نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی یا عدالت ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت بسر جناب عالیہ مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوے جنرل صاحب آداب سلام بجا لائے اور آداب بجالا نذر دی دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت مرزا ولیعہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریا شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہو ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے کا دون اوسکے بعد فرمایا مسر دش اولاد ہین بعض اونمین سے گہوارے سے نہین نکلے لیکن پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض کی بسم اللہ سر مین بھی مشتاق ہون کوئی میم جا کر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھا لیا بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اوسکو پہنایا اتفاقا وسط ہار مین ایک عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتی ہین اور بروقت رخصت دوست حسب معمول عطر اس مین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی استراحت کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی بسبب ناسازی ایام نا فرجام یعنی کہ صورت ملاقات بہ فردای قیامت ٹھہری بعد استراحت کے دو ہی میم

مشایعت گاڑی تک کی ۔

آٹھویں دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ چون روزہ دار گوش ہوش پر تھے کہ دفعتاً اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کالشمس شائع ہوئی اور اہل شہر میں ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا اور خاص و عام کو اس قلق سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سب انھیں کی بدنیت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس و یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر میں استحالت بیکسی بے اختیاری ہیں دیکھیے ہم غریب الوطنوں پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے ۔ من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئیں کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم حصول سلطنت کے دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہیں ور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جیتا کے مستحق ہیں اور کفین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرانس سے ہوکر از راہ مصر مشرف بحج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے معہ دو خاص تشریف فرما ہوئیں جب پارس میں پہونچیں آلام روحانی سے علالت مزاج بڑھی آخر ۲۴ تاریخ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ء انتقال فرمایا اور سیوتاریخ رحلت سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے تشریف لائے یہاں کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمیں ہر حال میں رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے یہاں نے کچھ جواب شافی نہ کیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور دھوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت افسران شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھ ہوئے چند قدم جنرل صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی میں بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیوں پر سوار ہوئے ہزارہا عمائد شہر پیادہ ساتھ تھے ہزار دن نعیم کو تھنہ کر

کا لیے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی بقیع اور سفیر سلطان روم کے صحن معبد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی اکمنہ
مشرفہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص وعام یہ سانحہ دیکھکر تاسف وافسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو —

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا بلکہ
حسرت وتاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو بلکہ یہ دل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ ازراہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے لسے مناسب وقت
سمجھا تا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمارے پہلے رضی مطلب
خلاف پیدا ہوا لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیئے عذر ظاہری کہلابھیجا کہ موافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشا اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اس عرصہ مین ایک صاحبزادی ۲ سالہ ہمیرہ کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی —

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کالکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کسی زبان سے
بیان کیا جاوے ایسی صدمت عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہو سکتا ہے مگر بجز صبر وشکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال غم تا در جاہا مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا حضور
مالک ومختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اور بھی حاشیہ لگایا اگر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختار
کی پیش کی اور ۴۰ ہزار روپیہ امین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی
دستخطی اس غرض ہوئی کہ اسکو سفارت مین کچھ اختیار نہ دیا بدولت نے دیا ہے مرزا ولیعہد سے

تاگوار خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لاتے شاہنشاہ نے پھر اونسے ملاقات چاہی
اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے
بذریعہ تار برقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ
نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولوی صاحب
نے بعض حال مرزا ولیعہد بہادر شخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم ہین
قباحین انکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نکرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ
پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرماتے اور اپنے پاس آنے سے
منع کردیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر اسکے پھر دفعہ مرزا ولیعہد بہادر
کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا
جاتا تھا اور سامنے جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ
پھیر لیتے تھے ایسکے مرزا ولیعہد بہادر حاکم ہندوستان ہوکے اس سفر کو ہوا اور ولایت
سے سفر کیکے خیرلیا صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولائتی اور موتیونکا لباس
اپنے واسطے رکھ لیا جب سفر ارادہ کلکتہ کیا ایک خیر خواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ
سفر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ویسا ہو خدا نخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین پہونچکر
حفاظت صاحبان عالیشان مین ہوجائین اس سبب سے وہین چندے توقف کیا

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھو لیے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعے سے مشہور ہورہی تھی جب خط وہ کلکتہ آئے
تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ لفظا پر تقید بہر وسا ضعیفا پر تھا یہ
جانتے تھے کہ یہ بعض از راہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے صبر بیجی بے اختیاری کا
حال تو ظاہر ہے کبھی اختیار وحکومت مین کسیطرح کا خیال یا سلطنت مگر کبھی خاطر اقدس مین خفیف
گذرا اس مین بھی کچھ مصلحت جناب رہی تھی اور فوج باغی کچھ نہ تھا کہ مثل دہلی یا لکھنؤ کے
واسطے بھی کچھ کرتی اگرچہ اسباب ایسے ہوتے تھے مگر تقدیر نے نچایا اخلاص صورت کا استقلال اونکا دیکھا

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہوکر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوئے دوسرے دن بھی عجیب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تار برقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تار برقیہ سے
تصدیق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوئے مورد عنایات
خسروانی ہوئے پھر لکھنؤ اپنے عیال کو لینے آئے ۱۲ - ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوئے ۲ ہزار روپیہ عنایت ہوئے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک نا موافقت
آب و ہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے -

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطۂ نواب معشوق محل خاص
مطلب برآری پر ۲ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار
مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہوا سے سرکار سے سزا
سنگین ملے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا انکی
تقصیر وارد ہین اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوئے اور وہ نوٹ پھیر گیا
بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت ہیجر بر صاحب ۲ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور بحساب شاہی ابتدا عملداری سرکار چاہتے تھا غرض بادشاہ
نے جبر عطیۂ سرکار بھی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و نامقبول ہونے پاوینگے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہوگا بہ جبر ضمانت
اسکے منتظم ہین مگر بادشاہ نے اسباب مین محبت نامہ بہت شدت سے بھیجا آخر محول مرضی
بادشاہ کچھ پیرا ہوا اسکا انجام کا رکبھی منشی صاحب کے اہتمام کھاتا گر تحریر ہی فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور آئندہ کو ونیز اسکا سد باب کر دیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی میر علی خان مقرر ہوے

غنیمت ہوا ورنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہو جاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے داخل و مخارج پر خود
متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل مذکور زبانی مفتاح الدولہ۔ جب یہ کلکتہ میں حاضر حضور تھے
ایکدن میو صاحب تشریف لائے بر سبیل مذکور پہلے کہا آج کے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر
داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا جیبن قدر کو امان دیتے
ہیں ۱۵ لاکھ سالانہ انکا اور ۵ لاکھ سالانہ جناب عالیہ اور ۴ لاکھ نانہارے کا مقرر کرتے ہیں
چاہیے کہ اسپر راضی ہوں اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کریں اسکا جواب کچھ اودھر سے نہ آیا
سمجھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آتے قید ہو
لوٹا جاے اور سب طرح سے برباد ہوا سکا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے
اسقدر انصاف شرطی جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہیں کہ مرزا پر جسقدر لٹیے
حال پر روتے ہیں اور دشمنی لکھتو ہیں اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگوں کے ہے جو اوسکے
پاس آتے ہیں امرا ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے
کہ صوبہ عظیم آباد بمنت دیتے ہیں صاحب نے کیسے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا
علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے مقرر کیے تھے
اوسمین قید حین حیات نہ تھی بعد ان سب خرابی و بربادی کے یہان آپکی پاس آئے سے
یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح
سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے وہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان
پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا
ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدہ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف
کیا اور تجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور [illegible]
مین چاہتے ہیں جسکا سو ۱۶ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے [illegible]
حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہیں اگر دعوی پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے [illegible]

مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷ - ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ - ستمبر ۱۸۵۹ع ۱۱ بجے گاردن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید بسمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بیقرار ہوکر بحکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان وکنز الدولہ نے جاکر نذر دی پیاک سفیر نواب مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتے گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکری خان کو نغیر سمجھا گیا مصلح السلطان نے سبب دردو باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے جنرل کے صاحبزادے نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوئے اور سواری سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرکت ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوئے صحیح گئے سلامت آگئے بشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین

لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص جیدہ بہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا متروکہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگوی زبان انگریزی سے بسبب شہرت صاحبان ولایت مشتاق ہوگئی حسب

انکے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوئے بلکہ منتجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
ذی الحجہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے مقبول کیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی دعا کا
ذبیحہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہو
فواکہات پر اکتفا فرماتی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف
شرع توجہ نہوئی حالانکہ اکثر غربا وہان کے خالی نہین پھرے ہین مثل میر حسن علی لندنی یا مولوی
محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہو گئے ہین لکھنو سے پہلے نبیل جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اونکے
بعد میر عبد العلی جایسی خلیل مرزا احمد علی تعلیت میر حسن علی یہ زمان سابق کا حال ہے کہ
۷ جہاز سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ
ریل و جہاز دخانی سے رہگئی ہے اور غالب ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہجائے
مگر ان سب جانیوالون کے راجہ رام موہن رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کرسکے
تھے ہندو مین ستی ہوتا انھین کی بدولت موقوف ہوا موجب شاستر اپنی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہو گئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے
نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے پہلے ایک نرس مین مر گئے اور یہ امر خود اپنی
نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد و تواریخ انگریزی سر ... صاحب کی کتاب
مشہور ہے کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھے اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو
قید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا انسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت سلطنت
پہونچی خواب مین جناب سرور کائنات نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائے وہی ۲۳ سلطنت تھی جسکا خاتمہ
ہوا طرب تھی وہ شاد ابتدا سے انتہا تک ہے مین اور دریا پہلے شاداب پھر خشک ہو جاتا ہے دفعتہ

سواے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دارالسلطنت صوبہ شاہجہان آباد و دلی ۴۲۰ میل کا طول اور تقریبًا ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبراباد اجمیر شرق مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر اور موافق تحقیق ابوالفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگا و جمن انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین اکثر زمین سیلاب ہوجاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین۔ ۸ سرکارین ہین۔ دلی بداون کموں سنبھل۔ سہارنپور ریواری حصار فیروزآباد سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۱۶-۸-۴۹۵ ۲۸ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵-۶۱۸-۶۰۱ دام۔
سنہ ۱۸۰۳ء مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق رئیسان متوسلین سرکار سو صوبہ مین مثل بلبھ گڑھی۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور اور اور حکام کی ریاستین جو بالفعل خودمختار مگر با طاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھ وغیرہ پیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع اور عایق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک رہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند سہارنپور انوپ شہر میرٹھ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداون اور ضلع حال کموں جو قریب ۹۰ میل طول اسیطرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہوا ہے اس صوبے کے آدمی بعض بودباش اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھ وغیرہ ملے ہوئے ہین اور قدیم شہر دلی تقریبًا ۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۶۳۱ء مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ کنارہ جانب غرب دریاے جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہرپناہ ہے اسکے دروازے عالیشان

سنگی ہین مابین شہر و بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ سے اور اس زمانے مین از ہنگامۂ فساد عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہرچند سارے شہر کے بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور ایک میل ہی جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریا جمن سے کرنال سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دوران مداخلت افغان اور ایرانیون تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی ۱۸۱۰ء مطابق ۱۲۲۵ھ سرکار نے پھر اوسے صاف درست کردیا جسکا آجتک چشمہ فیض جاری ہی سارا شہر اور اطراف سرسبز و شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین ۔ عرض بلد شمالی ۲۸ ۔ ۳۸ ۔ طول بلد شرقی ۷۷ ۔ ۹ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے ۔

دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا سنہ ۱۰۱۱ء مطابق سنہ ۴۰۰ھ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے لے لیکر غارت کیا لیکن بعد معہود شاق پھر راجہ کو واگذاشت کردیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی سلطنت اسکے پشتی شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی و مغربی ہندوستان کو برباد سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک نعلبندی دیتے رہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین بھیا	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۲۹
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۴۵
۶	بہرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲۴۲

نمبر	نام	سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصر الدین	۶۶۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۳۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۲۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابوبکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۰
۱۹	ناصر الدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت میں تیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ میں ہندوستان پر حملہ کیا دلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان ۱۴۱۲ء مطابق ۸۱۴ھ تک تمام ہوئی اور ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۷ھ میں تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن میں انتقال کیا

نمبر	نام	سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمود شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۳۳
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

اس دور دولت میں [illegible] سلطنت [illegible] ملک تقسیم ہوئی کہ واسطے کہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الام اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دہلی کرنے لگے تھے لیکن فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا لیکن با زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین

۷ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسکے بادشاہ سے نے	۹۲۲	۱۵۱۶

سنہ ۱۵۲۵ع مطابق سنہ ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اور اسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداے سلطنت مغلیہ چغطہ شروع ہوئی —

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۲۷ سال	۹۳۶	۲۵
۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
شیر شاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امر کوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبر آباد مین انتقال	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل تھا جو ۷۴ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۲۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۱۲ فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

شاہ عالم اکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معز الدین جہاندار شاہ ۱۱۔ جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱۔ جنوری مارا گیا ۶ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۰۔ جنوری ت طفل ۳ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔ اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۲۔ اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۱۴۸ھ ۱۷۳۵ء مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا

نادر شاہ ۹۔ مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ داخل شہر دلی ہوا ۴۔ اپریل بعد قتل و غارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴۔ ابوالنصر احمد شاہ ۲۰۔ اپریل ۵ سال۔ ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندھے ہوگئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی ۲۹ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اوراسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷۔ جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۷۱

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوکر رہے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت کیا بعد کئی مہینے کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۱۱۸۴–۱۷۷۰ تک تصرف و اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیک صاحب

۱۱۔ ستمبر دو میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲۔ ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ فساد و تدبی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۸ ابو الناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۲۔ دسمبر ۳۴ ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس ۱۲۵۷ ۱۸۴۰

مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵۔ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے ۱۲۶۵ ۱۸۴۹

انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت۔ امیر تیمور امیر طراغاز اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت۔ ۲۵ شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء۔
محل ولادت مقام جلوس۔ شہر مرو ارخط کش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس۔ ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس۔ ۲۲ شوال ۷۷۱ھ چہار شنبہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات۔ تپ محرقہ ۶ یوم ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ چہار شنبہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت۔ سمرقند۔ ۷۱ سال ۱۱ شہر ۲۰ یوم ۳۵ سال ۱۰ شہر ۲۵ یوم۔

۲۔ نام ولدیت۔ جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت۔ پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۷۶۵ ۔ ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس۔ میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات۔ ۱۷ شعبان ۸۰۷ ۱۴۰۵ [illegible]

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴ ـ ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۲۲ ۴۳

۳ ـ سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ ـ
۲ ـ ذیحجہ ۸۰۰ھ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس ـ ۹ سال ـ ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس ـ ۲۴ ـ ذیقعدہ ۸۱۴ھ ۱۴۱۲ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن ـ ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خطہ کش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت ـ ۴۵ ۵۱

۴ ـ سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۲ ـ رجب ۸۳۰ ۱۴۲۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰ ـ ذیحجہ ۸۵۵ ـ ۱۴۵۱ ـ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن ـ در جنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲ ـ رجب شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت ـ ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵ ـ عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳ ـ ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند ـ
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ـ ولایت اندجان فرغانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات ـ دوشنبہ ۱۲ ـ رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوتر خانہ افتادہ مردہ ۴ ـ رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت ـ سمرقند ۳۸ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶ ـ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶ ـ محرم ۸۸۸ھ
۱۴۸۳ء ولایت فرغانہ خطہ کش ـ
تعداد عمر در جلوس تاریخ جلوس ـ ۱۱ ۵ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵ رمضان ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن ـ تپ ۶ ـ جمادی الاول ۹۳۷ ـ ۱۵۳۰ کابل

۱۴۸۵ - مدت عمر مدت سلطنت - ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷ - بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی -

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۱۴ - ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۲۳ - ۶ - ۴۸ - ۶ - جمادی الثانی ۹۳۷ - ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - مقبرہ ہمایون دلی ۴۹ ۹ ۴ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸ - محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ - رجب ۹۴۹ - ۱۵۴۲ - امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۲ - ربیع الثانی

۹۶۳ - ۱۵۵۵ - کلانور -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضۂ جسمانی ۱۲ - جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت - ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹ - نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی -

۷ - ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ ۱۵۶۵ فتحپور سیکری - اکبرآباد -

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت - ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰ - محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور - پنجشنبہ سلخ ربیع الاول -

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲ - جمادی الاول ۱۶۲۷ - ۱۰۳۷ -

مرض الموت وفات محل دفن مدت عمر مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶- رجب دوشنبہ ۱۱۶۷-۳-۱۷۵ - اکبرآباد - روضہ تاج گنج

۴۲ ۲۰ ۶۳ ۶۷

۱۱- محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی -

۲۵- ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸ - صوبۂ گجرات نواح اکبرآباد -

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی - جمعہ ۲۸- ذیقعدہ ۱۹ ۱۱ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸-

۱۲- اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲- شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶ - کم - ذیحجہ ۱۱۱۸-۱۷۰۶ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شد ۸- ربیع الاول

۱۱۱۹ ۱۷۰۷ - مقبرۂ ہمایون بادشاہ دلی -

۵۵ ۶۷ + ۳- شہر ۱۰

۱۳- بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳ دکن کابل

۲۶۷۵-۱۰- محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۳۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴- معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت -

۲۹- محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ + ۱۱ ۵

۱۵- فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرۂ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبرآباد

۲۶ ۱۱ ۲۳ ۲۳ ذوالحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت -

۹۔ رجب ۱۱۳۱۔ ۱۷۱۵۔ مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۴ ۹۲ ۴ ۹۳۔

۱۶ ۔ ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات۔

۱۷۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد۔

۴۷ ۶ ۲۳ ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۲۶، ۱۷۔ تپ محرق ۱۹۔ رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷ ۔ رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد۔ اکبرآباد

۲۴۷ + ۶۔ رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون

۴۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۳ ۲۰۲۔

۱۸ ۔ روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۴۔ ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین۔ کھراولی موضع اکبرآباد ۸ کردہ ۱۶ ۲۴۷

۱۷۔ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸۔

عارضۂ جسمانی ۲۷۔ ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ بدرگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۲۹ ۲۹ ۱ ۱۰۔

۱۹ ۔ ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷۔ ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت۔

۲۲ ۴ ۱۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰۔

۲۰ ۔ محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معزالدین جہاندار شاہ عرش منزل۔

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷۔ صوبۂ ملتان دہلی۔

۶۸ ۱۰ ۱۰۔ شعبان ۱۱۶۷۔ ۷۵۳

از قلعۂ فیروزآباد افتادہ مرد ۱۸۔ ربیع الثانی ۱۱۷۳۔ ۱۷۵۹۔

مقبرۂ ہمایون ۳۷۴ ۱۷ ۸۸۵

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲-جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دلی

گھتولی متصل عظیم آباد ۳۲ + ۳ ۴-جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-

عارضۂ جسمانی ۷-رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۴۴ ۴۸ ۴ ۳۴-

۲۲- ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸-رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- ریمان مکن پور- دارالخلافت شاہجہان آباد-

۴۸ ۹۱ ۷-رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال وورم ۷-جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۳ سلطنت موافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتدائے ۷۷۱ھ و ۱۳۶۹ء تا نہایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء

مجموع پنجصد و ہشت سال ہوتے ہیں-

پانچواں باب

فساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال زبانی رئیسان شہر آنجہانی

ہر صاحب ضلع نے احوال فساد بلوہ کے جو بیان ہوا لکھوا دیا چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسداللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس کو دن کتابے نبی سے بشمول فساد لکھنؤ وغیرہ شہر

ست دریافت کرکے لکھا سے ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ❊

تمام ہندوستان میں دو شہر کے عظیم بلوہ فساد ناگہانی کے ہوئے ایک دلی اور لکھنؤ کس واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا فساد کہین اور نہین ہوا ہرچند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہو نشل نادرشاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اون کارتوس مین چربی سور اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل بنیاد فساد چھاؤنی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر بائے عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاؤنی کے دو تلنگے دریا پر نہاتے تھے اتفاقاً تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہوکر کچھ سخت سست کہے اوسنے کہا سبحان اللہ ان لوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹو گے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہے اسی عرصے مین دو اور سپاہی چھاؤنی کے آگئے رفع شر ہوگیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ مین سپاہیونکو چربی کے نام سے کھٹکا ہو پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ ایسا خلاف ہو تو خجالت ہوگی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت دونون چربی لگی ہین اسے مذہب خلاف مذہب داب سمجھ کر باخفا ہر چھاؤنی ہندوستان مین افسرونکو بھیجا باتفاق سبنے انکار کیا اور مستعد فساد ہوئے چنانچہ برگیڈیر چھاؤنی مین برہمپور کے حکم تعمیل سرکار کو سب نے یا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سرکار کا نمک کھایا مگر روٹی کے واسطے نہ ایمان دینگے افسرون نے کچھ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجالائینگے اتفاقاً کماندر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کرسکے۔

نمبر کی پلٹن کی ۵ کمپنی چٹاگانگ ورہ اس چھاؤنی مین تھی اونسے اسی اثنا مین سرکار کا

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اغماض کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا
اسکے بعد ۱۴ پلٹن بدلے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین
فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اور ونکو عبرت ہوجاے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے
چلے وہ اپنی ہوشمندی سے عامل نہ ہوئے یعنی اگر کوئی ہمارا سرپرست متحق ریاست ٹھہرے
تو فساد یا نفاق کر دیجیے لیکن سب سے جواب صاف پایا جب یہ خبر منتشر فساد سرکار کو ہوا قلعہ
کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق سنگین گر کر ٹہرے گورون کو دیے اور بادشاہ
کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے آج
اوس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۱۵۰۰ گز پر اوسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ آ
ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین
کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گندہ بدبو کہ گاے اور سور کی چربی کا لگا ہے اوا
نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ
جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرنیگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی
تصریح سرکار مین کی اور لکھی منظور نہین خیر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ
مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استیصال کریگی —

خلاصہ جب چھاونی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے
کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے
اڑا دین اتفاقاً جب رسالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ پرے نہ ٹھہرنا سیدھے
چلے جانا نہین حکم قطعی ہو چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ
دار نطفہ حرام سب سے شتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر
کئی سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر لیجیے پھر سب
درست ہوجائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے دانت سے کارتوس کا ٹکر سبکو
دکھایا تاکہ سب پر حجت تمام ہو سبھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اوسوقت

کمان افسر نے شریر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانؤن مین بیڑی الدو صاحب جیلخانے نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سر دست اتنی بیڑی تیار نہین۔ اور کہنے لگا معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ کی کاٹ کر پہنا دو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ فکر نہ ہوئی

۹ مئی روز شنبہ ۱۴ ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ پابجولان سر پریڈ پر لاؤ بذلت تا اور ونکو عبرت ہوا اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیران صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو گالیان دیکر غیرت دلائی اور خوب لونڈون مرچین لگا کر دیا اکثرون کے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تیمن مردنیا یاری و آنچہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت و غیرت از حد ہوا دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس سالے کے تیسرے تیرے پلٹنون مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت و بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسیر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئے پلٹن رفل گورہ ۵ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت متحیر اور متعجب ہوکہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ یہ شام تک ہنگامہ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال۔ عورات بے گناہ یا جسے جیسا ئی جانا قتل کیا پھر دونون پلٹن پیدل بیسوین اور سٹ۔ گیارھوین سوارون کے شریک ہوتین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جہاد بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے بازارین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ما حضر موجود کو مجاہدین راہ خدا کے موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازہ کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اور انکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس منیرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب ممدوح نے چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھہ لیا یہ بڑی غفلت بد اقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعتہ چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین ہمن برج کی جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کردو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازہ مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاونی دریا آباد اور راجپور مین لیگیا اور تینون پلٹن باٹ ردن سٹ و انفنٹیر داہنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین دہنے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث ہراس و ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترکسوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون ناکے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی ہمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب نے غل مچا کر دہی ہم اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کہا کہ رہنے ہین کپتان اور
احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہ یہ
تینون تسبیح خانے مین آئے سوارونکو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا
سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم
کے قتل کو آتے ہین کپتان نے از راہ جرأت چاہا دروازہ کھول اونھین جواب دے
مگر ان دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایا شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمین الدولہ سائمن
فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر مع ریلے صاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ
اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثنائے راہ مین اوس رات کی چٹھی کو
پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ انھون نے
دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ
کارتوس سرکار سے گنگر ملتے تھے اسوقت کہان -

اس عرصے مین سوار جا بجا متفرق ہو کر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھرتے
تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان تھا
کھول دیا پس فوج سوار داخل قلعہ ہو دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی
اور وہین کے ساکنین قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھے اونھون نے ان چارون صاحبون کو
مع تین میم کے مار ڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری
گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سوداگر ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی
تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر دیے
گئے میگزین مین صاحب مع اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی دارا شکوہ مین جمع ہو گئے تھے
سوارون نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے سنگریزے بھر کر
میگزین پر ماری صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ بارود کا لیکر لال بنات
کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دیکر سب کو اڑا دیا اونمین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کے ہاتھ سے بذلت مارے جائین لیکن فصیل شہر
جو فیما بین میگزین اور دریا کی پانسو تماشائین اوسپر تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہوا سے
آسمان مین پہنچکے ہو کر اڑ گئے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جاکر اسلحہ حرب
لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے
صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا کے آسمانی چھوڑی دونون سوارون نے زمین تیغ دھر دیا اس عرصے مین
لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان شکیفت صاحب اکٹنگ مجسٹریٹ شہر
پہاڑ گنج پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ کیا
افسران توپخانہ اور رجمنٹ کی پلٹن کے بیشتر یا بعض سمت کرنال پانی پت آگرہ چلے گئے اس
عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین
دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی بنک مین ۱۲
لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے گھر مین
چھپ رہا شہر کے تھانون کو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین
توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا-

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرف فتح
محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم
بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوال شہر کرکے داخل
قلعہ ہوا اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص و
عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوکے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر نہ پیسہ
نہ فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آتے ہو گوالیار، جیپور، حیدرآباد کشمیر جاؤ وہان
یہ تمیون خبرین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا
معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون
سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی منافعت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کرکے
استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون لیکن

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا یعنی کمانڈرانچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنٹیر مایپٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبداللہ کرنل پلٹن الکزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈھو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا الفرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ زوال اس سانحہ کا ستخیز پہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷۔ ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ لفٹنٹ صاحب لفٹنٹ گورنر اگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مازہ کیا ہی آمادہ جدال و قتال ہے اور مال و دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اوسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپکر جا بجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم کے ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸۔ ماہ مبارک تک ۵۲ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو اب تک زندہ رکھا ہی ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگمصاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے فرمایا دستور جاری سرکار کا یہ ہی کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان دونو پر اتہام سازش سے تشدد کیا آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن اوٹھائین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے بمجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہوگئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین دیتے حکیمصاحب یہ سنکر گھبراتے بادشاہ کو عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تھا نا آخر اون اسیر و نکو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون ترپولیون لاہوری دروازہ قلعہ اور نقار خانہ و دیوان خاص سے کیچ مین بٹھاکر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہا دی اور دو صاحب جو تھانہ کو ٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور تھے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اوڑا دیا اور شاہزادہ جنھین اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی لوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹ - تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع تمام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون نے باہتمام سارشن انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھ اسباب کوٹھی کا لیکر میر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکال دیا سید کی جان بخشی کی۔ وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے پھر ابعد قیل و قال فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبح کو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین

اس عرصے مین ۸ کمپنی سپاہ پیرس منیرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین مین لگی تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵ - لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر سب بان کو ٹیلہ مجنون سے نکالکر کوٹھہ جوراکھپورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانوان خزانہ تحصیل کو ہر سرو گڑہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ نے سناہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار

۲ - رسالے جاکر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔

اب رعایائے شہر سے سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دیتے ہر ایک ہنگامہ برپا ہوا - نوبت بلشت و خون پہونچی انھین ایک تریب ملازم مہاراجہ جیاجی راو سفید ہے آکر ملازم ہوا اوسی حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور اردولی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو مامور

گیئے پہر نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی پلٹن کے افسر ساتھ لیکے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۱۹ — کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون کے سوبہ جات کے جو ہوتے والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد مارپیٹ کے تلنگونکو کوتوالی مین قید کیا اس نے انجام تخفیف بد ذات ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا —

خلاصہ صاحبان فوج ذلالت اوسیم لیے وقت و فشار نا گہانی مین لاچار پریشان بیہوش و بدحواس سراسیمہ و مضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس ژولیدہ پا برہنہ افتان و خیزان راہ پیمائی کرتان آگرہ ہوئے او کثیر کے پاؤن مین زنجیر اجل پڑ گئی تھی چھاونی مین شہر کی گلیون مین جابجا اکثر مکانون مین چھپ رہے تھے شہر سے نہ جا سکے اونہین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالی یہ نورسیدہ بہت قابل ہو کر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر او کس طرح سے بیان کیجیے سراسر حسرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طایفہ کو بحکم تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت شمشیر تمہاری سلطنت بنی امیہ درہا تھا آخر بعد کچھ عرصہ کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اونہین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا اگر سلطنت نے بھی قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان بلاکو نے اونکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوئی بن بگڑ نا شرط ہے —

عید کو بادشاہ سوار ہوکر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور دوسرا شہر کے بھی وعدہ گاہ میں گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور کی ندا

لوٹنے لگے اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا فوج انگریزی
آ پہونچی بس ہل چل پڑ گئی شاہزادے داخل قلعہ کے ہوے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر
قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے ۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب
متفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر
گئے سوے منبر اور اسباب چاے پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہگیا
تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا ۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاروے کا کرتہ پہنے
سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا لپٹا خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال
پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانون نے بادشاہ سے خبر کی
حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو تب فقیر نے کہا مین چنبا راجہ کا بھیجا ہوا ہون تب سے سیاحت اختیار کی ہی
راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر غرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہی امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا
تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا ملنگ یا کسی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا
یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہی جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ نے
لوگون سے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہوگیا اونکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہین
تو مین سچا ہون انکا بدن و رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاقو سے صاحب کی
جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ پردہ اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے
فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے ان کو مجبور
کیا محمد سیا باغ مین لائے جہان ترپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان کے فقیر نے چاہا کہین اور بیچا دے سپاہ نے
تھاما آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا ۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر کو جو ہیڈن سے نئی
پڑی ہی اس عرصے مین کوئل سے بھی ۵ کمپنی بعد قتل و غارت آ پہونچی بادشاہ نے اوسی
شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کیسا انگریزوں سے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
اجماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب اپسر فوج باغی ہو چکے ہیں کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے میں فوج مستعد تھا یا انگریزوں کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادی کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کردیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیروں میں رہی چوتھے دن صبحکو مرزا الٰہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے پہونچکر
حکم دیا کہ شہر میں جہاں پل باڑے آئے بعد اسکے تین بڑی توپیں ۶ - ایسی نصف فوج کو روانہ
کیا پھر دن رہی ندی کے اس پار لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی میں گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک ایسی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ جو اس باختہ پھر آئی لیکن
پلٹن سائپرس شیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ بیٹی بارود رہی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کو گئی
فوج انگریزی نے دفعۃً دھاوا کیا تینوں توپوں میں کیلیں ٹھوک کر نکمہ کردیا پھر لڑائی شروع
ہوئی - شام کو فوج انگریزی مع ان تینوں توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی - اس لڑائی میں تھوڑے سے زخمی ہوے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سے سو بیچے باقی ہلاک ہوے -

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاؤنی کرنال ہوے اور حکم فوج کے لام
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب یہاں داخلہ فوج باغی
ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن لوکیر نفاست دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سے مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پالنسی کے اور پابند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور سب
خزانہ ۱۲ لاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لائٹ مار کر ایسے اسلحہ حرب اکثر شریک باغیوں کے
ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا جابجا تھانے اور پہرے قناد بٹھائے اور رفیق اللہ خان کو کوتوال شہر کیا -

۸ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہان کے بھی فوج گئی پہلے
استحکام فصیل شہر کے واسطے توپین مارین اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آپہونچا
جنے راہ مین کپتان ہیئر صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر
سے باہر گئے تجویز مورچال پہلے قریب باغ تیس ہزاری باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے
قائم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراؤ
رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی مقرر کی ۔

۱۴ تاریخ شام کے وقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت
عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبح کو سرکار جنگ درپیش ہے جتنے فی سبیل اللہ
کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آملینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولی
نہ مارین یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسی نے تمہارے بھی آگاہ نہ کیا قضا نے سب
کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی آئی تو سے سرائے بادلی پہ
پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورہ تھا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر
نمود ہوے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی مقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے ہمون
نے جواب دیا کہ بسم اللہ جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہ برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین
گر پڑے باقی موافق قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر اکر اپنا مورچہ
قائم کیا اور ۱۷ توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوس وقت
افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار وگیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن
جنرل فوج نے مناسب نہ جانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب المورے دروازے کے توپ
مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام ہوتے
تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی دن رات کو نہار وقت دکھائی کی نہ دیتی تھی صبح کو دوسری فوج انگریزی آپہونچی

اس عرصے مین کمپ نصیرآباد پلٹنین دو میگڑون ایک توپخانہ اسپی تین سو تہ کسو جوت پور لیکر ہم
پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر اکر اوس مین
سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلے کو گئے سرائے بادلی تک ۶ اوس لڑ بھڑ اگر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاصرہ کیا پھر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی ٹھائی
کے پل پر پہونچی رسد بند کی اوسوقت مینھ شدت سے برسنے لگا میگزین اور اذوقہ جو بیا
تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر بھی کنپ لڑا اور شہر
کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے۔

اسکے بعد کنپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ
بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنی بریلی بعد قتل و غارت اور سند خشی
خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابوگڑھ سے پانسو بچھیرے لے لیے تھے بادشاہ سے
ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا
اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد پیش سے آکر جمع ہوے
تھے تقریبًا ۶ ہزار ہوے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن
جب مولوی نے تصرف و غبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت
سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل رسول
شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار
ہے اس دولے مین فوج انگریزی دمدمہ فریزر صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھا توپین
لگائین جب بخت خان مستعد ہو کر چلا ٹھائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے
ندیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳ توپین ۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالہ دار کے ساتھ
جو کپتان کہلاتا تھا آیا ایکدن یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالدار کیساتھ پہاڑی پر یا باب ترکی جنرل کی کوٹھی
مین پہونچا اونکی ہیم کو مارا صدہا بار لوٹ کر پھر آیا کہتے ہین اسی طعن و تشنیع کی غیرت سے وہ جنرل زہر کھا کر مر گیا
کمنیچ ۶ ہزار سوار و پیدل ۱۲ توپ اسپی ۶ کمپنیو کے اور ۶ الور کے راجہ سے لی تھین
ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران عوث محمد خان ہمراہ سنگھ سہائی
در نواب اہداد بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ ریئس کا موتہ قوم راجپوت تھی ہمراہ تھا

سپاہی لیکر آتے خبر فیاب ملازمت شاہی ہوئے غرض اسطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار خنگی ۵ توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگزین شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین و باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا -

بازار خاص کے کاریگرونے بندوق کی ٹوپیان بنائین اور نیز نام ولی کھود ا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی وخودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لباس گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص نا لکار اس فرقہ کا سوچنے لگا جنکو سازش وموافقت انگریزون سے ہو گیا تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سرکا مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ علی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے بہ کثرت ہو مردانہ وار دھاوا کرکے ہٹا دین کو سے لیکن اس جہت سے کنپ تیج اور بخت خان بخت گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل تبدیل کے او سطرف جا کر ٹھہرا رات کو بادشن صاحب ۳ پلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸ توپین باقی سے لیکر بہ تیج فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ مثل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ تیج کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنسکر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ مجروح ومقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دو ہزار خرابی افتان وخیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز مثل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲ یا ۳ من کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی تمام کو بارود طیار کرکے داخل قلعہ کرتے تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آتش سماوی اور ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو ظن سازش حکیم احسن اللہ خان صاحب عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقا اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے تشریف لیجائینگے تو تم

سے سب مارے جاوینگے اسصورتمین مصلحت بہتر ہی بادشاہ وہان سے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے
بند ہوگئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ سفیر صاحب مینابین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو طلب یا باغی
جمع ہوکر در شاہی پر پہونچے کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی
بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل محبوسون کے رکھو اور ایک
شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ
تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوا پیشہ طبابت کسی اور
امر مین دخل نہ دیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس
سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر کے قلعے مین لیگئے اور تمام اسباب لوٹ کا کر کے قبضہ ل سکا دہ دیدیا
اس عرصے مین عرائض رئیسان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ باوساطت سازش صاحبان عالیشان
فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو
ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان
رئیس قدیم بریلی وحاکم مستعار بمعرفت محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دہلی ایکسو ایک
اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ اور ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعائے خلعت وخطاب صوبہ داری کے
گذری چنانچہ خلعت وخطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث تشویش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا برجیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اثاث جناب عالیہ جنکو بعض سنہ ۱۲ ہجری
سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہانپور بریلی مرادآباد وغیرہ شہرا
خرابی طی مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہدرہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد
دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن وامان نتھا تین جگہ نوبت کشت وخون پہونچی
تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا نمبردار ہر گانون کا خود مختار ہوگیا تھا
اور نمبرلے بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمانہ قدیم دیکھا اور انتظامی حکام جدید کی

زیادہ ہو گئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی مفرول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور سازو موافقت دلمین جب ہنا پر بیدا انگیختہ کیا اور از راہ مال اندیشی سفر
دلی کو بازیچۂ طفلان سمجھا سفیر نے مقتضاے اپنی شرافت نما کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون
امانت سے بعید ہے مگر لکھنؤ پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دو دن کے بعد جب سنبھل
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے
چلے گئے کہ مبادا ہم دونون طرف سے جاتے ہین ۔

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظر معین الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلہ قصا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار و پیادہ صفدر علیخان نواب نجف خان کے
نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنؤ
سے خوب واقف ہین نیدرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہزار منت رخصت کیا نیمچہ تحویلدار شاہی جو ان خاصہ
اولش لایا اوسکے بہزار منت و سماجت پچاس دیکر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی کا
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلکر دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوے
دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان قمر جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحب کی وساطت سے روز شنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان
اشخاص مشخصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوشالے کا کرتہ گلے مین عبا سفید دو
آداب سلام بجا لاکے عرضداشت گذرانی فرمایا اس مین پر سبقت یہ کا نام شاہی آئین رضا علی نام لکھا ہے
عرض کی خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور بکمال شفقت سے سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تاج بخشی کی یہ آداب بجا لاؤ ایکسو اکیس
اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جھول کار چوبی دو گھوڑے ساز نقرہ او

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل جیسا کو دیکر رخصت ہوئے اور اپنی یاوری قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبین گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقائے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوئے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبری شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سے سیاہ برج سے داخل شہر ہوکر کوتوالی و مکان تک اور گرجے ہوئے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایا شہر و قلعہ کو کسیطرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہوکر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزون کو مارکر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ مین جاکر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہوکر کچھ نہ بن پڑا کنپ گنج و بریلی صوبہ دار افسر بخش اسد خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنو پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے دگرنہ اہلکاران نوودولت سے جان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک روبکاری مین رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے دگرنہ نواب مظفر الدولہ فقط مہانی سفیر سے کلا اجل کھائین اور یہ سفیر ہوکر بچ جائین

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہو ملنگے چھ روپیہ مایوس ہوکر برجستہ خاطر ہوے اور لکھنو کی خبر تسلط لشکر منصور روانگی ہوئی سوارون نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر جا طرف جا پیشہ قزاقی اور راہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری غیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنے مین تندہی کرنی چھوڑ دی تھی عذرات یا ردحیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان لسنبت ہر ایک کے کرتے تھے رات کو کمینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسیکے مذہب و ملت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ بھر احتیاج توپ

کی پلٹن مین ہے حاشا و سیر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جن مفسدون نے یہ فساد اور آگ لگائی
ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوائے تلنگون
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کی مدد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دین گے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے —
فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے ورنہ پیشتر اسکے کیکا ارادہ
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسیطرح
سے نہ بچیگی خصوصا جہال از عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوے کسواسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین مجالس عزا باہر کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو دور
کر دو انھین بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے
اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر
[illegible] سکا مین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے —
مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲۰ لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور سوا چونہ ۱۵ شوال سے ۲۰ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرے برسے
مثل بارش مین ایکساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵ سے زیادہ مجروح و مقتول
شہید ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶ توپ برابر دونو طرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرزجاتی تھی اور ہزارہا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہوگئے تھے
اس مدت چار [illegible] مین باغواے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھی کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہوے ہو کہ ہمیں انصار کے
کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوے کہ بسیب اوسکے شورو
لیکن بخت خان کب مانتا تھا اونھیں جھڑک دیا کہ تمہے سازش نصاری ہمیں جانا اور سیتا اوسکے سر
پر مہر کرکے روانہ کردادی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہوگئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بہرصورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جسکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روز دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا لشکر تھا
پسپا ہوا اسمٰعیل کے پل سے فوج انگریزی نے کیپ نصیرآباد پر یورش کی توپیں رکھ لیں بعد
اسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہوگیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل
ہوئی تین نزن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہونچا
سب کے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوئے
وہ بھی بہادری سے زخمی ہوکر گر گئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچۂ خواب میر درد میں گڑوا دیا۔
دوسرا نزن ترپولیہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہونچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ لیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔
تیسرا نزن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
طرفین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے میں گورے جابجا شہر کی گلیوں کوچے میں پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر میں گئی عورات غریب جو چاہا کیا اسمیں سیکڑوں عورات سے جہانتک
ہوسکا کنوئیں میں گر گر مر گئیں پھر گھر کا مال اسباب لوٹکر آگ لگا دی اور جہاں زندہ مرد کو پایا
مار ڈالا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونوں سے گئیں خوب دل کھول کے
لڑے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشوں سے گلیاں بھر گئیں اور لہو مثل پانی برسات
کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے میں اور گھروں مکانوں میں جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے بم کے گولوں سے خالی پڑے تھے وہاں جا کر ٹھہری اور شہر والے جو کہاں

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر بیابان مرگ ہوئے اور گھر مین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس مین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربا شہر حالت یاس کلی مین کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے چشم داشت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نادان اپنی بجرمی مقصوری بے بسی پر ساکت دخاموش بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے سے انکار کیا وگرنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہستانی مین جاتے بچ جاتے دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو مستمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا —

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون نے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین مستخصہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو بلا ناغہ ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجبر حسین کہ بیچاں سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا — فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین مراسر ذلت و خرابی ہے انکے ٹھہرنے مین بظاہر امید نان خشک متصور ہے لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی —

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے فقط جنرل ہادسن صاحب کمنڈر فوج کو لکھا کہ تم تبدوبست سے سے مطمین ہو کر بادولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوے مرزا جوان بخت شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی تو جدار خان اور اشخاص نامی وغیر نامی یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے کے جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع بالفحش کھولی گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ سینہ پر ستارہا جتنے بخارات نکالے مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دوتین صاحبون نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان کے ہے اصطبل مین قید کیا ہ۔ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو دو عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسو اسکے گھر کے بھیدی اور ابتداے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اجل گرفتہ رتھ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہادسن بہادر وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوترواکر پھر اوسی رتھ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا تین دن رکھے گئے جہاں جا بجا تھی باہر گرادیا خدا محفوظ رکھے پھر بلا کر رعایا شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پھر جو انکو بلاکر زیر تیغ لیا رعایا شہر جو والی شہر مین پڑی ہوتی تھی لوٹ لیا کچھ نچھوڑا اسمین ہزار دن واقعہ

اور شدت جاڑے سے مر کر رہ گئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے
ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر
رہ گئے تھے سب کو گرفتار کر کے تحقیق اظہار حال دفعتہً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین
منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دی جب قافلہ معلی مین داخل ہوے اکثر شاہزادے
جو مقتضاے جسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑ کر مارے گئے
اونکی شاہزادیان دریا سے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب
نہین اپنے نزدیک گویا نسل طیمور کو نرکھا مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک
کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج
باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و
نظامت اور ۵ ہزار گورے ۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے
مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ مارچ ۲۸ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء بحراست
فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا
اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی ظہور آبادی مرزا جوان بخت
شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر پیر ستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے
بیٹے جنہون نے مرزا الٰہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پیر ستار ہی شاہ لکھوا دیا فی الحقیقت یہ مرد ابھی
ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسی بری وقت مین کسیکا ساتھ دیدینا بھلا اور بہر سے خالی نہین ہوتی
نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور بیٹے مرزا عبد اللہ بادشاہ کے بیٹے کی
بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین
اسطور سے دیکھا ایک پنس مین بادشاہ گیروے لباس سے ۲۵ گورے گرد و او پنس و تین کرانچیان
زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲ روپیہ یومیہ
اور تین سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی پنچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوے کچھ جوڑے

کبوتروں کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۲ برس سنہ ۱۲۷۹ھ مطابق سنہ ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوئے -

قطعہ تاریخ

چو در دہلی بہ حسب مہر یزدان
سراج الدین بہادر شاہ کان بود
یکے پیرے نزارے فقر کیشے
مراو را باغیان خواندند سلطان
ولے آن بے مغزان خشک مغزان
پدید آمد سر این دست یکسر
روان آن ہمہ از تن روان شد
ازین بس شاہ بد تقدیر و غم دہ
ببردندش ز دہلی سوئے رنگون

بسان اہرمن شد فوج گمراہ
ز اخلاف تمرخان شاہ ذی جاہ
تمام اندر جہان آباد بدشاہ
تبوئش کرد الا باسدا کراہ
ز قہر کوزہ با و حکم اللہ
ز خشم باد صرصر چون پر کاہ
بدان شان کز تن یوسف رو بیاہ
بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
وز آنجا برد اجل اورا چو ناگاہ

ندا در داد ہاتف مہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کنپ انگریزی کے ساتھ کر دئیے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیرخواہ سرکار و دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی نہ دی -

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی
فوج بھی بدل تھی اکثر فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جیان
ٹنکیف صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف
پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاے بظاہر چندان التفات پیش نہ آئے یا یکسو سواری اور دس
روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے
تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہساریوان میں روپوش
ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دس سوار اردلی سے گئے صاحب
نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لاؤ
ورنہ تمہیں پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوارون سے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاونی میں آپ چلے گئے اور سپاہ کے اسلحہ حرب سے لیا اور سپاہی جو بستر بیماری پر تھے
مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیہ کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعۂ دلی میں قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت
مان نواب کی نہیں معلوم کس طریق سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی و دیکھا
کہ پھانسی میں لٹکتا عالم سکرات میں تڑپ رہا ہے اوسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی
نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری میں لیکر یہان تک چلا روئی آخر بیدم ہو کر زمین پر گر پڑی
یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد میں چپکے بیٹھے رہے اونھیں گرفتار کیا
ہزار روپیہ ماہوار مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھہ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔

راجہ ناہر سنگھ راجہ بلب گڑھہ جو روز فساد شہر میں تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا کبھی بے سوار ہو
بلب گڑھ آئے مٹرو صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک
اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی
کہ تمنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھہ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔

نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

بھیجا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے تھوڑا روپیہ سیاہ باغی کو دیکر نجات پائی —

نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوں مع عیالان بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمینداروں سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکون کو لباس ہندوستانی پہنا رتھہ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخر الدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ کورٹ قاسم ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جسدن پاٹوڈی مین پہونچنے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انھین مار دو میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا — محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخر الدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلارام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگادی نواب رانکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھر نے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی —

نواب امین الدین خان ضیاء الدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوئے چندروز مقید رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے —

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے ابتک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا کسی سے ہاتھ نہ اوٹھایا —

	امرای قدیم وجدید شاہی	

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض مزمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی وزادی نواب احمد قلیخان
بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مرگئے تھے باپ نواب زینت محل
صاحبہ کے مقرر ہوے بنام کار و بار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین از راہ مآل اندیشی بھاگ کر
نیپال گئے وہان رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سل و رسائی سرکار
مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھاکر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین
دفن ہوے لاکھہ روپیہ کا گھر ضبط سرکار رہوا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی تحریر وستخط کار
صاحبان عالیشان کئی انھون نے سرکار سے تین عہد کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیطرف جانے
نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کرونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے
ان تینون کی تعمیل کی اس صلے مین ادا حقوق دلنیعی کے دوسو روپیہ ماہہ کا پنشن مقرر ہوا ۔

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذو الفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذو الفقار
جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو
خاندان عہدہ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب
ظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن
بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون
کو کسیطرح کی مداخلت نہوتی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے
مذہب تشیع سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا برجیس قدر لکھنو کے تعارف سے انکے گھر مین
رہتا تھا جسوقت کہ سرکار مین قصد سفارت سفیر ثابت ہوا ہوا انکی میزبانی کا کیا قصور تھا یہ حکم حاکم

خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی بانی پت ہوے جب سب طرح سے لٹ گئے کئی مہینے تک حیران
و پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمان فتح لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل
زمان شہرہ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وشقہ ونمنش سے اظہار حال کیا دعوے وثیقہ کیا جب
انکار رپورٹ سرکار مین کیا انکی مقصود ہی ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ
کے اجرا وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک تھرا دو حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوئے ۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگرخراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۳۰ شاہزادے اولاد ظہیرالدین اور ۲۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہان بھیجے مخبر سرکار تلاشی مین وہان پہونچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھ نپایا سید موسوم کل پر کب باندھتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ مین فورث صاحب کلکٹر گڑگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار رجال و حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش میر خان تقی خان جاگیردار ضلع پلول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنؤ سے کہ تمنے سمجھکر بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتارا تھا مار ڈالا ۔

ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشیگری پر ماسور تھے اور اس فساد مین کیسطرح شریک باغیان ہوئے تھے وہ ابتک مفقود الخبر ہین و اللہ عالم کہان گیے کیا ہوا ۔

کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھ خبر معلوم نہین

نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا ۔

سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہونا تھا سو ہوا وہ ابتک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین

رائے مکند لال منشی کا تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود ۔

محمد قدرت اللہ خان منیڈو خان رسالدار سرکار شاہ و دکھنیادار و داروغہ خانسامانی پیشتر از ہنگامہ فساد کے رخصت لکھنؤ پاگیے تھے میان شورش فساد دلی گیے بعد فتح پھر لکھنؤ چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان تجسس سوی مین حاضر حضور کمشنر گنگ عفو ہوا امان پائی بعد چندے در سرگردانی کے لکھنؤ مین گئے

میر نجابت قلعدار اگرچہ شریک فساد تھا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہو گیا ۔

میر اشرف علیخان قیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے مہمان حکیم احسن اللہ خان ہوکر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی بلدہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکندلال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجرائے اشتہارات جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوئے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آگئے تھے اور مرزا ابوبکر کے کارپرداز تھے بے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبدالصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مار ڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب مرتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا خضر سلطان کے نائب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت انسے اکثر امور بدنامی دنیا عاقبت اندیشی سرزد ہوے جسکی سزا کو پہونچے

حکیم عبدالحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڑھ مین بسبب مختار کار ہونے کے دولت دنیا گیا تھا اور زمانہ معرکہ مین نگاہداشت رسالہ اور ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہتے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہوآئے سزا کو پہونچے

رؤسای شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخرالدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر مرشد بادشاہ ہر چند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے بدر حسن صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بخیریت پونا تک پہونچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بھتیجے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کے بسبب حاضر ہونے دربار شاہی کی مطعون خلائق ہوکر بھاگ گئے اور مفرور گماشتہ لکھی جنسپر پیشتر اسکا تھا باقی فنا

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجراے اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہو اکبرآباد گئے کپتان جارون صاحب کمشنر اگرہ اور کپتان ایبٹ کشنرہ کپتان قدیم دہلی جو انکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی کے اپنے اپنے گھر ونسے باہر نہین گئے تھے ایک بے حیا نے نوکر مولوی لبیب سازو موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مردک قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی کی فریاد سنکر مدد کو پہونچے اسنے گھبرا کر بندوق داغی گورون نے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کر لیا سبکو خاک برابر کر دیا۔

ناصر الدولہ نواب ناصر الدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیر خواہی کا کیا جواب پایا کہ کنارہ دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مقتضی انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمی قدیم یہی تھا۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدر الدین خیر خواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خیر خواہی کے ہاتھ نہ اٹھایا باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر انسے مہر کروائی تھی اس مظلے مین گرفتار ہو گھر کا اسباب ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیر آباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلند شہر سے گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ راجہ اور مرد پیر نوّے برس کے تھے گورون نے روپیہ مانگا اور میر تقیہ موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوہ مین بعد نواب معین الدین خان کے چندروز کیواسطے

کوتوال شہر ہوتے تھے بھاگے بلب گڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی —

حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے —

نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد پشنگ و افراسیاب اوستاد بادشاہ فن شعر مین اس مرتبہ مین بلاغت سے ہے لیکن اجل بھی دبتے تھی ایک رسالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطائف الحیل اونکا پنشن سرکاری فوت کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا

حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نرندر سنگہ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہے پٹیالہ چلے گئے

نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے اوٹھ جلتے بچے

نواب یعقوب علیخان جھجر داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو چلے گئے جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ بجاہد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے

امین الرحمان گرفتار ہوکر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا —

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے غارت اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی —

مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے پتا بتلایا محلے کا چیار دوڑ مار ڈالا اونکا عذر شب ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے دو چار لیبار خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر کچھ غرض رکھتا ہو اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لیلیا اور گولی ماردی —

اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان اونکے نواسے کیلیہ بھاگ کر سنپت پہونچے وہان گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدینخان کے

بیٹے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہکے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے۔

سید بدر الدین علیخان مہرکند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی مدرس اول مدرسہ دہلی کرایہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد وبانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرہ نواب صفدر جنگ مین جاکر رہے اثنا مین جانفشان خان رسالدار ساکن سہسوان ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لیکر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپر سعید شاہ ریتک مین تھا اور پلٹن باغی کو کہکے ساتھ شہر مین ہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پہر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ ہوئی وہ دہلی سے بوندی گیا قافلہ جنابعالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل جہاؤنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپا یا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑا ئی گھر لوٹ لیا اونھون بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادے جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیجد یا تھا اور شاہزادہ بادشاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس حسن صاحب جنرل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھی اور دیہات الی پور اور نواب گنج سمت متعلق زمینداری نیچ وطن قدیم عقب پہاڑی سی نکلا سد وغیرہ ضروریات بھاصرین سرکار کو پہنچا یا کرتے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جا کر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال و اقربا روانہ پرست ہوے اور جو شخص روسا
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج
سواری خرچ کا تھا اوس سے کچھ ذریعہ نہ کیا اور باطمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن و مرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جا کر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے پرست مین رہے
باقی جتنا قافلہ جمع ہو گیا تھا ہر طرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان بے تقصیر پرست
آئے مولوی کرنال چلے گئے —

۱۹ صفر سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نہ چھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالا مروارید اور ایک گٹھنہ نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واللہ کا اصل بنیاد اس
دولت و اسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کس واسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا ایوب
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو قید کر کے پیادہ کرنال لیگئے وہان سے شکرم پر سوار کر کے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الآلام روحانی اور
گرفتاری بلاہا آسمانی فقط سازش و حمایت ہڈسن صاحب کمانڈر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سندرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہو گیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک محاصرہ
عالم باغ لکھنؤ ہوکے جب دلکشا سے دھاوا کر کے حضرت گنج کو جاتی تھی کنارے شہر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوف منقطع ہو چکا تھا غرض بہت دنون تک

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ بیسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سکو بجای لحاف و رضائی ہوئی تھی بعد مرور سخت ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف سے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد نہ کہ پھر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی بامارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف و نواح دہلی مین قوم میوات اور گوجر نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر بموافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزا کے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد سنکر وہین ٹھہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آگئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوئے اونہون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دھولپور مین پہونچ وہان کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبر آباد ہوا اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو بھی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ اگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہونچے پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہر چند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جاکر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور بربادی غربا ے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جرنل عبدالصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل لکھنؤ ہوے میان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان مہو صاحب کے مکان مین بسبب قرب اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ مع اسمیہ مع جمعیت قلیل و ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہزادی مراد آباد گئے وہان

کا نانا یا چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ یہان سے چلے جاو شاہزادے نے غدر تنگی راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کر کے کل نجیب آباد چلے جاوینگے آج یہان رہنے دو قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ مع توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگادین مولوی احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولا انداز ون کو سب طرحسے سمجھا کر ترغیب جہلو ا دیا نے دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ گئے یہ کہتے ہوے کہ تمھارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہان تک بھاگا جا چلے جاؤ گولہ انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہو گئے توپون کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسالدار او پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جا کر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے ۱۶ بہیلین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین اپنی منادی کی اور نگارا ہ است فوج شروع کی قصاب جولاہی اسیطرح فرقہ خاص سے قریب دو ہزار کے جمع ہو گئے۔ دو دن تک یہ حکومت ناپایدار رہی چوتھے دن ۲ ہزار فوج رام پور کا ظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہو پانچوین دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رام پور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑ کر بھاگ گئی چھٹے دن فوج انگریزی نجیب آباد رام پور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ دن اوسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال کر کے آپ ہمراہی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچیا خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نہ کیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل معرکہ لڑائی در پیش ہوگا رانا راو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ خیر آباد متعلقہ نظامت اودھ ہو گئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نا مرانجین دونون سردارون کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوڑی کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا کچھ چل پہ اسطرف کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہو گئی جب تلوار و سنگین چلنے لگی جب شام ہو گئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سید سے

پہلی ہیبت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شریک ہوکر احمد اللہ شاہ کے ہمراہ ہوئے فوج صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایا غریب سب طرف بھاگی جو جہان ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ مین مارے گئے انکا افسوس سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا یہان شاہ صاحب کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہوکر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ		حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ	

اور نشہ غرور و نخوت جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری مثل اوروں کے ہوا شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہوکر سندیلے مین آیا تھانہ سرکاری کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات بھر اسی دوا دوش مین گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آتے وہان کے ناظم نسیا ہیرا کو مولوی محمد ناظم بسوا باڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگہ راجہ پر روا بھیجا اور خود خان علیخان ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہین پاے ثبات نہ رہا محمود آباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی نامرد کا دیکھکر متفکر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مین نے تن بمرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے دگرنہ اختیار رکھتا ہے چلا جاے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ہم سو سوار رجمنٹ ۱۲ مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگی متفرق قریب ہزار آدمی کے توپ جمع ہوکر روانہ باڑی ہوا باقی فوج از راہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہ گئی۔

جرنیل اسمعیل خان قاضی عنایت علیخان برگشتہ ہو چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمشنر فوج کے ہوا اور لبعد پانے امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے۔

شاہزادہ باڑی سے سیدھا بسیدان ہوکر بسلامت کنارے دریاے گنگ پہونچا اور فوج سرکار نے بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلہ کی فرخ آباد سے آکر گھاٹ پر تھین اونکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی ملہو کے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپیہ انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی آٹاوا وغیرہ لوٹتی ہوئی قنیر پور کے گھاٹ دریا سے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کئی برس تک حوالی جنگل جیتپور بھکانیر یا دامن کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخر کار اٹک دریا اوتر کر کابل سے ہوکر داخل ملک ایران ہوا وہان کے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا۔ کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناسوری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی اراد سے نواب خیال ہوگئے ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر باشتی اونکے واسطے کچھ کفالت ہوجاتی رہتی جسطرح زمان ماضیہ مین لارڈ ولزلی صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ پاک حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیرخان ہولکر وغیرہ مگر یہ کیسے کہ وہ زمانہ اور تھا حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے۔ آئندہ دیکھا چاہیے۔

واللہ علی کل شئی قدیر

اجمالہ معترضہ ریاست وحکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام واستقلال صوبہ داری ہوا۔

۲۔ زمان نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ ہی کیونکر آنا تھا۔

۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ محیط زر تھا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے۔

۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب عملہ سرکار رکھاتا تھا مگر یہ نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا۔

۵۔ زمان مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا۔

۶۔ زمان نواب سعادت علیخان تا مدت مسندنشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوکے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سوا اسکے محاصلات عملہ سرکار کے۔

۷ — زمان حضرت خلد مکان میں وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے
۸ — زمان حضرت خلد منزل میں صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان
و عملہ سرکار نے کمایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا۔
۹ — منا جان دو ساعت نجومی بیٹھے۔
۱۰ — حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بکمال خبر رسی۔
۱۱ — عہد حضرت جنت مکان میں وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت خبر رسی سے صرف
کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔
۱۲ — حضرت سلطان عالم کی سلطنت میں بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزوکل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر ودیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہرایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے، ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعروف بہ سید محمد میر زائر صاحب نے حسب ایمای صاحب والاشان ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بتصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب جناب ہنرایکسلنسی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور و تلسی پور وغیرہ دوبار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدہ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّی ہوئی اور اب باصرار شائقین مطبع منشی نول کشور واقع کانپور بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطابع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین باراول ہے ماہ نومبر ۱۹۰۷ع بصد حسن خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

تاریخ سلاطین اودھ طبع چو گردید
درخواست خریداری او گشت ز ہر جا

عاقل بنوشتم پئی سال عیسی
تاریخ سلاطین اودھ ہے چھاولی
۱۹۰۷ع

تاریخ طبع از ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی
انھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی

مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی
کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی

چھپی بھی یہ اس مطبع نامور مین
ہر اقلیم مین دھوم ہے جسکی کیا ہی

ہوا طبع کے سال کا جب کہ فرمان
دم فکر حامد بفضل الٰہی

لکھا مین نے یون مصرعۂ سال ہجری
اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی
۱۳۲۵ھ